تجلیاتِ صفدر

جلد اوّل

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱	مؤلف کی طرف سے اشاعت کا اجازت نامہ	۲۹
۲	درد بھری کہانی ..... خود مؤلف کی زبانی	۳۰
۳	مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی کا عکس	۳۳
	مکتوب گرامی	۳۴
۴	ابتدائیہ	۳۵
۵	حالات مؤلف (برادر مؤلف پروفیسر افضل کے قلم سے)	۳۷
	☆ پیدائش	۳۷
	☆ خاندانی حالات	۳۹
	☆ مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل	۴۳
	☆ مولانا محسود تھے	۴۹
	☆ اصلاحی تعلق	۵۲
	☆ حضرت لاہوریؒ کے بعد	۶۱
	☆ تعلیمی و تبلیغی خدمات	۶۲
	☆ وفات	۶۴
	☆ اخلاق و عادات	۶۶
	☆ تصنیفات	۷۰
	☆ پس ماندگان	۷۱
۶	حالات مؤلف (خود مؤلف کے قلم سے)	۷۲
	☆ میری تعلیم	۷۳
	☆ ایک عجیب واقعہ	۷۴

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ

۷	میں حنفی کیسے بنا؟	۷۹
	☆ طریقہ تعلیم	۷۹
	☆ اختلاف کیا ہے؟	۸۰
	☆ علم حدیث	۸۱
	☆ سو شہید کا ثواب	۸۲
	☆ حقیقۃ الفقہ	۸۲
	☆ طریق کار	۸۲
	☆ چو نمبر	۸۳
	☆ نقل مکانی	۸۵
	☆ تحریک ختم نبوت	۸۶
	☆ مناظرہ کا شوق	۸۶
	☆ عید گاہ میں	۸۷
	☆ نیت	۸۷
	☆ دلیل کس کے ذمہ	۸۸
	☆ دلیل خاص کا مطالبہ	۹۰
	☆ ایمان نبی پر یا شرط پر	۹۱
	☆ ایک سوال	۹۱
	☆ واپسی	۹۲
	☆ ایک اور سوال	۹۳
	☆ دوبارہ جانا	۹۳
	☆ تیسری بار	۹۴
	☆ لطیفہ	۹۵

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ

۸	اہل سنت والجماعت حنفی	۹۷
	☆ وضاحت	۹۸
	☆ والجماعت	۹۸
	☆ تکمیل دین	۹۹
	☆ تحصین دین	۹۹
	☆ تدوین دین	۱۰۰
	☆ اختلاف اور امتیاز	۱۰۳
۹	تحقیق اور حق تحقیق	۱۰۶
	☆ تحقیق کا حکم	۱۰۶
	☆ تحقیق کا حق	۱۰۷
	☆ اہل استنباط	۱۰۸
	☆ خلاصہ	۱۰۹
	☆ آمدم برسر مطلب	۱۱۰
	☆ رسول اللہ ﷺ کا مقام	۱۱۰
	☆ مجتہد کا مقام	۱۱۳
	☆ ناقل کا مقام	۱۱۳
	☆ تحقیق یا ملازمت	۱۱۵
	☆ ثواب یا گناہ	۱۱۵
	☆ نجات یا ہلاکت	۱۱۶
	☆ اندھی تقلید	۱۱۷
۱۰	پاک و ہند میں اسلام کون لائے؟	۱۱۸
	☆ دور نبوت	۱۱۹

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ دورِ صحابہؓ	۱۲۰
	☆ عالمگیریت	۱۲۰
۱۱	ایک غیر مقلد سے اصولِ حدیث اور قرأۃ خلف الامام پر گفتگو	۱۲۵
	☆ امابعد	۱۲۶
	☆ اہل حدیث	۱۲۶
	☆ مرفوع	۱۳۰
	☆ موقوف	۱۳۰
	☆ مقطوع	۱۳۰
	☆ ایک مسئلہ	۱۳۱
	☆ ایک اور بہانہ	۱۳۱
	☆ مولانا	۱۳۲
	☆ منسوخ احادیث	۱۳۳
	☆ ضد	۱۳۵
	☆ فقہ کی مخالفت	۱۳۶
	☆ نبی کی مخالفت	۱۳۷
	☆ حنفی	۱۳۹
	☆ مکہ مدینہ والا دین	۱۴۰
	☆ اہل مدینہ سے مخالفت	۱۴۱
	☆ کتاب و مدینہ	۱۴۵
	☆ مولانا ثناء اللہ کا اعتراف حق	۱۴۶
	☆ سلاطین اسلام	۱۴۷
	☆ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ	۱۵۰
	☆ فرضی مناظرہ	۱۵۳

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۱۲	پیر جھنڈا سے تقلید، قرأۃ خلف الامام اور آمین پر مناظرہ کا خلاصہ	۱۵۵
	☆ شرائط	۱۶۰
	☆ انتخاب موضوع	۱۶۲
	☆ ان کا عمل	۱۶۲
	☆ قرأت خلف الامام	۱۶۲
	☆ مسئلہ آمین	۱۶۳
	☆ مسئلہ رفع یدین	۱۶۵
۱۳	کیا فقہ کے منکر کو حضور ﷺ نے اہل حدیث فرمایا	۱۶۷
	☆ قرآن اور حدیث	۱۷۳
	☆ اقسام حدیث	۱۷۳
	☆ دوبارہ آمد، حدیث سے ثبوت	۱۷۵
	☆ دوسری حدیث	۱۷۷
	☆ تیسری حدیث	۱۷۸
	☆ قول صحابیؓ	۱۷۸
	☆ ایک خواب	۱۷۸
	☆ خواب کس کا ہے؟	۱۷۹
	☆ خواب کیا تھا؟	۱۷۹
	☆ آخری بات	۱۸۰
۱۴	عظمت قرآن اور غیر مقلدین	۱۸۲
	☆ اتفاق	۱۸۳
	☆ فقہ پر عمل	۱۸۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ قرآن اور مذہب حنفی	۱۸۵
	☆ حالتِ اضطرار کا بیان	۱۸۷
	☆ دوا اور اضطرار	۱۸۸
	☆ دم اور عملیات	۱۸۹
۱۵	مصافحہ کا بیان	۱۹۲
	☆ تمہید	۱۹۳
	☆ مثال	۱۹۳
	☆ ایک ہاتھ سے مصافحہ کی ابتداء	۱۹۵
	☆ ایک ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل	۱۹۶
	☆ دلیل مل گئی	۱۹۷
	☆ دو ہاتھ سے مصافحہ	۱۹۹
۱۶	حضرت پیران پیرؒ اور غیر مقلدین	۲۰۳
	☆ غنیۃ الطالبین پر تبصرہ	۲۰۳
	☆ بخاری شریف پر تبصرہ	۲۰۵
	☆ شیخ جیلانیؒ اور مسئلہ وحدۃ الوجود	۲۰۵
	☆ صوفیائے کرام کے بارے میں نواب صدیق حسن کی نصیحت	۲۰۶
	☆ وحدۃ الوجود	۲۰۷
	☆ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور سماع موتی	۲۰۷
	☆ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور حیات النبی ﷺ	۲۰۸

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز	۲۰۸
	☆ تین طلاق	۲۰۹
	☆ ذریت ابلیس	۲۰۹
۱۷	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ غیروں کی نظر میں	۲۱۱
۱۸	نماز میں قرأت کا بیان	۲۱۸
	☆ اکیلے نمازی کا طریقہ	۲۲۱
	☆ نماز باجماعت کا طریقہ	۲۲۳
	☆ مثال	۲۲۳
۱۹	انگلینڈ سے آمدہ سوالوں کے جوابات	۲۲۹
	☆ مسائل اجتہادیہ	۲۲۹
	☆ مقلد	۲۳۱
	☆ غیر مقلد	۲۳۲
	☆ سوال نمبر۱، جو لوگ نہ مجتہد ہوں نہ مقلد وہ اپنی تحقیق پر عمل کریں یا کسی عالم سے پوچھیں؟	۲۳۲
	☆ الجواب	۲۳۲
	☆ سوال نمبر۲، ناقص تحقیق پر قیامت کے دن کیا معاملہ ہوگا؟ اپنی تحقیق کے بھروسہ پر عقیدہ بنانا کیسا ہے؟	۲۳۳
	☆ الجواب	۲۳۴
	☆ سوال نمبر۳، عالم دلیل دے اور عامی بغیر تحقیق کے عمل کرے، کیا یہ ٹھیک ہے؟	۲۳۴
	☆ الجواب	۲۳۵

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ سوال نمبر۴، غیر مقلدین کا حدیث کی پڑتال میں اپنے مولوی پر اعتماد اور دعویٰ خود تحقیق کا ہو، یہ کیسا ہے؟	۴۲۵
	☆ الجواب	۴۲۶
	☆ سوال نمبر۵، موجودہ دور کے مولویوں کی پیروی کرنی چاہیے یا سلف صالحین کی؟	۴۲۶
	☆ الجواب	۴۲۶
	☆ سوال نمبر۶، کیا قرون ثلثہ میں غیر مقلدین کا وجود تھا؟	۴۲۷
	☆ الجواب	۴۲۷
	☆ سوال نمبر۷، موجودہ دور سے غیر مقلدین سے اختلاف اصولی ہے یا فروعی؟	۴۲۸
	☆ الجواب	۴۲۸
	☆ سوال نمبر۸، جو صحابہؓ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے کیا وہ دوسروں کو محروم الثواب سمجھتے تھے؟	۴۲۹
	☆ الجواب	۴۲۹
	☆ سوال نمبر۹، فاتحہ پڑھنے والے کا نہ پڑھنے والے کو گمراہ کہنا کیسا ہے؟	۴۳۰
	☆ الجواب	۴۳۰
	☆ سوال نمبر۱۰، کیا اجتہادی خطاء پر ثواب ملے گا یا سزا کا مستحق ہوگا؟	۴۳۱
	☆ الجواب	۴۳۱
	☆ سوال نمبر۱۱، صحابہ کے اجماع کے خلاف عمل کرنا اور اس اجماع کا انکار کرنا کیسا ہے؟	۴۳۱
	☆ الجواب	۴۳۱
	☆ سوال نمبر۱۲، سعودیہ والے کس کی پیروی کرتے ہیں؟	۴۳۲
	☆ الجواب	۴۳۲
	☆ سوال نمبر۱۳، خانہ کعبہ اور روضہ رسول پر بیس تراویح کب سے پڑھی جارہی ہیں؟	۴۳۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ الجواب	۴۳۳
	☆ سوال نمبر۱۴، کیا بخاری اور ترمذی میں صرف احادیث ہیں یا اقوال صحابہؓ وغیرہ بھی؟	۴۳۴
	☆ الجواب	۴۳۵
	☆ سوال نمبر۱۵، صحاح ستہ میں کوئی ایسی کتاب ہے جس میں صرف احادیث ہوں؟	۴۳۵
	☆ الجواب	۴۳۵
	☆ سوال نمبر۱۶، ضعیف اور موضوع احادیث میں کیا فرق ہے؟	۴۳۵
	صحاح ستہ میں ان کو کیوں شامل کیا گیا ہے؟	۴۳۵
	☆ الجواب	۴۳۵
	☆ سوال نمبر۱۷، تاریخ اسلام میں علم فقہ پہلے مرتب ہوا یا علم حدیث؟	۴۳۶
	☆ الجواب	۴۳۶
	☆ سوال نمبر۱۸، صرف محدثین کے بھروسہ پر راویوں کے حالات پرکھنا کیسا ہے؟	۴۳۷
	☆ الجواب	۴۳۷
	☆ سوال نمبر۱۹، فروعی مسائل پر جماعت بندی کرنی جائز ہے یا نہیں؟	۴۳۸
	☆ الجواب	۴۳۸
	☆ سوال نمبر۲۰، اہل حدیث تنظیم کی طرح حنفی یا شافعی وغیرہ کی بھی کوئی تنظیم ہے؟	۴۳۸
	☆ الجواب	۴۳۸

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۲۰	غیر مقلدیت کا نیا روپ........مسعودی فرقہ	۲۴۹
	☆ حکومت برطانیہ	۲۵۰
	☆ رُخ پلٹ گیا	۲۵۰
	☆ جماعت غرباء اہل حدیث	۲۵۱
	☆ فرقہ مسعودی نام نہاد جماعت المسلمین	۲۵۲
	☆ مسلم کا نیا معنی	۲۵۲
	☆ مسعودی فرقہ کی دعوت	۲۵۳
	☆ نئے دین کے نئے مسائل	۲۵۴
	☆ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی کرامت	۲۵۷
	☆ شریعت ساز	۲۵۷
	☆ تبلیغی نام	۲۵۸
	☆ مسعودی فرقہ اور قرآن	۲۶۰
	☆ چند سوالات	۲۶۰
	☆ سطحی مطالعہ	۲۶۳
	☆ قرآن پر نظر عنایت	۲۶۴
	☆ بانی فرقہ اور سنت	۲۶۶
	☆ تحقیق حدیث	۲۶۶
	☆ مثال سے وضاحت	۲۶۸
	☆ احادیث کا پوسٹ مارٹم	۲۶۹
	☆ امام اعظم ابوحنیفہؒ	۲۷۰

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۲۱	فرقہ جماعت المسلمین.....تحقیق کے آئینہ میں	۲۷۲
	☆ مسلم کا معنی	۲۷۷
	☆ جھوٹ پر جھوٹ	۲۷۹
	☆ دعوت المسلمین	۲۸۰
	☆ مکوم جماعت المسلمین	۲۸۰
	☆ ایک لطیفہ	۲۸۲
	☆ مسعودی فرقہ اور قرآن	۲۸۳
	☆ مسعودی فرقہ اور حدیث	۲۸۵
	☆ اجماع اُمت	۲۸۶
	☆ اجتہاد و قیاس	۲۸۷
	☆ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے	۲۸۸
	☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۹
	☆ فرقہ بندی	۲۹۰
	☆ اختلاف اُمت	۲۹۲
	☆ مسعود صاحب کی عادت	۲۹۳
	☆ آخری بات	۲۹۵
۲۲	کراچی کا عثمانی فرقہ	۲۹۹
	☆ فرقہ پرستی	۳۰۱
	☆ توحید	۳۰۲
	☆ دین داری	۳۰۲
	☆ زبان کی شگفتگی	۳۰۳
	☆ عثمانی اور قرآن	۳۰۵

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ رسولوں کا انکار	۳۰۶
	☆ احادیث اور عثمانی	۳۰۷
	☆ دم اور تعویذ دنیاوی طریق علاج ہیں	۳۰۸
	☆ عیسائی ذہنیت	۳۱۱
	☆ خاتمہ	۳۱۲
۲۳	<u>مسعودی فرقہ کے وساوس کے جوابات</u>	۳۱۴
	☆ سوالات کا حق کس کو ہے......؟	۳۱۵
	☆ علمی پرواز	۳۱۶
	☆ فرقے	۳۱۷
	☆ مذاہب اربعہ	۳۱۸
	☆ ادلہ شرعیہ	۳۱۸
	☆ اللہ کی اتباع	۳۱۹
	☆ رسول کی اتباع	۳۱۹
	☆ اجماع کی اتباع	۳۱۹
	☆ مجتہد کی اتباع	۳۲۰
	☆ وسوسہ نمبر ۱، رسول اللہ ﷺ حنفی تھے یا شافعی یا اہل حدیث وغیرہ؟	۳۲۰
	☆ الجواب	۳۲۰
	☆ چور پکڑا گیا	۳۲۲
	☆ وسوسہ نمبر ۲، کیا اللہ تعالیٰ نے ان مذاہب کی پیروی کا حکم دیا ہے؟	۳۲۳
	☆ الجواب	۳۲۳
	☆ وسوسہ نمبر ۳، عیسیٰ علیہ السلام امت کے دین کی پیروی کریں گے یا ان مذاہب کی؟	۳۲۳
	☆ الجواب	۳۲۳
	☆ وسوسہ نمبر ۴، عیسیٰ علیہ السلام مسلم کہلائیں گے یا حنفی، شافعی، مالکی وغیرہ؟	۳۲۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ الجواب	۳۲۳
	☆ وسوسہ نمبر ۵، اللہ کی طرف سے مسلم نام کی عطا کے بعد کوئی اور نام رکھنا شریعت سازی نہیں ہے؟	۳۲۵
	☆ الجواب	۳۲۵
	☆ وسوسہ نمبر ۶، ایک ہی نبی ﷺ کی امت میں مختلف نام پر مذاہب ہو سکتے ہیں؟	۳۲۶
	☆ الجواب	۳۲۶
	☆ وسوسہ نمبر ۷، کیا یہ مذاہب حضور ﷺ پر نازل کیے گئے تھے؟	۳۲۷
	☆ الجواب	۳۲۷
	☆ وسوسہ نمبر ۸، کیا ہر مذہب مکمل اسلام ہے یا ان سب کا مجموعہ؟	۳۲۷
	☆ الجواب	۳۲۷
	☆ وسوسہ نمبر ۹، اگر تمام مذاہب کا مجموعہ اسلام ہے تو صرف ایک کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟	۳۲۷
	☆ الجواب	۳۲۸
	☆ وسوسہ نمبر ۱۰، اگر یہ تمام مذاہب اسلام ہیں تو کیا یہ سب حضور ﷺ پر نازل ہوئے تھے یا ایک؟	۳۲۸
	☆ الجواب	۳۲۸
	☆ وسوسہ نمبر ۱۱، غیر مسلم مسلمان ہو کر کونسا مذہب قبول کرے؟	۳۲۸
	☆ الجواب	۳۲۹
	☆ وسوسہ نمبر ۱۲، جو شخص ان مذاہب کو تسلیم نہ کرے کیا وہ کافر ہے؟	۳۲۹
	☆ الجواب	۳۲۹
	☆ وسوسہ نمبر ۱۳، تہتر فرقوں میں سے نجات پانے والا کون ہے؟	۳۲۹
	☆ الجواب	۳۳۰
	☆ وسوسہ نمبر ۱۴، کیا یہ سب فرقے حضور ﷺ کے دور میں تھے؟	۳۳۰

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ الجواب	۳۳۱
	☆ وسوسہ نمبر ۱۵، حضور ﷺ کا تعلق کس فرقے سے تھا؟	۳۳۱
	☆ الجواب	۳۳۱
	☆ اختلاف کی مثال	۳۳۲
	☆ وسوسہ نمبر ۱۶، کیا حضور ﷺ نے جماعت المسلمین سے چمٹنے اور باقی سے الگ رہنے کا حکم دیا تھا؟	۳۳۳
	☆ الجواب	۳۳۳
	☆ وسوسہ نمبر ۱۷، کون سا فرقہ جماعت المسلمین ہے جس سے چمٹا جائے؟	۳۳۴
	☆ الجواب	۳۳۴
	☆ وسوسہ نمبر ۱۸، جو لوگ جماعت المسلمین میں شامل نہیں کیا وہ مومن ہیں؟	۳۳۵
	☆ الجواب	۳۳۵
	☆ وسوسہ نمبر ۱۹، جو لوگ تمام فرقوں سے علیحدہ ہو گئے، کیا وہ حضور ﷺ کے نافرمان ہیں؟	۳۳۶
	☆ الجواب	۳۳۶
۲۴	نام نہاد جماعت المسلمین یعنی مسعودی فرقہ کے سوالات و جوابات	۳۳۷
	☆ دین میں نیا کام نکالنا کیسا ہے؟	۳۴۱
	☆ کیا ایک درہم سے کم نجاست غلیظہ معاف ہے؟	۳۴۳
	☆ کیا گردن کا مسح پشت کف سے کرنا حضور ﷺ سے ثابت ہے؟	۳۴۶
	☆ کیا رفع یدین حضور ﷺ نے منسوخ فرما دیا تھا؟	۳۴۸
	☆ کیا حضور ﷺ زبان سے نماز کی نیت کرتے تھے؟	۳۵۱
	☆ مرد و عورت کی نماز میں فرق؟	۳۵۳
	☆ کیا ائمہ اربعہ کی تقلید کا حکم حضور ﷺ نے دیا ہے؟	۳۵۷
	☆ امام اعظم سے قبل کے مسلمان کس کی تقلید کرتے تھے؟	۳۵۹

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۲۵	مسعودی فرقہ کے چند اعتراضات کے جوابات	۳۶۹
	☆ ابتدائیہ	۳۶۹
	☆ مثال	۳۷۰
	☆ طبیب اور پنساری	۳۷۱
	☆ تقلید کا مطلب	۳۷۱
	☆ مستفتین	۳۷۳
	☆ نتیجہ	۳۷۵
	☆ اختلافی احادیث	۳۷۸
	☆ جماعۃ المسلمین	۳۸۰
	☆ امام المسلمین	۳۸۱
	☆ امامت	۳۸۱
	☆ درمختار	۳۸۲
	☆ چھوٹے میاں	۳۸۳
	☆ ردالمختار	۳۸۴
	☆ ان یا کن	۳۸۶
	☆ امام طحاوی رحمہ اللہ	۳۸۶
	☆ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ	۳۸۶
	☆ مسئلہ رفع یدین	۳۸۷
	☆ ترتیب	۳۸۸
	☆ حضرت وکیع	۳۸۸
	☆ مسند احمد	۳۸۹
	☆ خطبہ عمر در مسجد نبوی ﷺ	۳۸۹
	☆ دارقطنی یا تعلیق المغنی	۳۹۰
	☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۹۰

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ کنز العمال	۳۹۱
	☆ حدیث علیؓ	۳۹۱
	☆ عبد خیر یار حمین	۳۹۲
	☆ ابو قلابہ	۳۹۲
	☆ محمد بن عجادہ	۳۹۳
	☆ فریب ہی فریب	۳۹۳
	☆ ابن جریج	۳۹۳
	☆ محمود بن اسحاق خزاعی	۳۹۴
	☆ گیارہ صحابہؓ	۳۹۵
	☆ پچاس صحابہؓ	۳۹۵
	☆ سترہ صحابہؓ	۳۹۵
	☆ وائلؓ کی آمد ثانی	۳۹۶
	☆ قرأت خلف الامام	۳۹۶
	☆ مسئلہ آمین	۳۹۸
	☆ مرجئہ	۴۰۱
	☆ اقوال الرجال	۴۰۳
۲۶	مسعودی فرقہ کی کتاب صلوٰۃ المسلمین پر مختصر تبصرہ	۴۰۵
	☆ تعارف	۴۰۵
	☆ صلوٰۃ المسلمین	۴۰۶
	☆ حوائج نماز	۴۰۷
	☆ حکایت	۴۰۸
	☆ دوسرا سوال	۴۱۰
	☆ تیسرا سوال	۴۱۱
	☆ چوتھا سوال	۴۱۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ رسول پاک ﷺ سے بغاوت	۴۱۲
	☆ معیار اول	۴۱۳
	☆ معیار دوم	۴۱۳
	☆ معیار سوم	۴۱۳
	☆ زور قلم	۴۱۴
	☆ جھوٹ ہی جھوٹ	۴۱۴
	☆ دس یا سترہ	۴۱۵
	☆ فرضی کانفرنس	۴۱۵
	☆ متفرقات	۴۱۶
۲۷	انکار حدیث کا نیا روپ	۴۱۸
	☆ اہل قرآن	۴۱۸
	☆ اہل حدیث	۴۱۹
	☆ اختلاف نسخ	۴۲۰
	☆ صحیح بخاری	۴۲۱
	☆ ایک تازہ تحریف	۴۲۲
	☆ مسند الحمیدی	۴۲۳
	☆ صحیح مسلم	۴۲۶
	☆ تازہ تحریف	۴۲۷
	☆ ایک اور اعجوبہ	۴۲۸
	☆ ایک اور دھاندلی	۴۲۹
	☆ سنن ابی داؤد	۴۳۰
	☆ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ	۴۳۱
	☆ تازہ تحریف	۴۳۲
	☆ ایک اور انکار	۴۳۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۲۸	عید کے مسائل	۴۳۳
	☆ وجہ تسمیہ	۴۳۳
	☆ نماز عید کا حکم	۴۳۵
	☆ صدقۂ فطر	۴۳۵
	☆ مسئلہ	۴۳۶
	☆ نماز نفل	۴۳۷
	☆ وقت	۴۳۷
	☆ طریقہ نماز عید	۴۳۷
	☆ نتیجہ	۴۴۰
	☆ خطبہ	۴۴۱
	☆ قرأت	۴۴۱
	☆ جمعہ	۴۴۳
۲۹	نماز عیدین کی تکبیریں	۴۴۶
	☆ نیا انکشاف	۴۵۰
	☆ رسول پاک ﷺ کا حکم	۴۵۱
	☆ مثال	۴۵۳
	☆ خلاصہ	۴۵۵
۳۰	نماز قفال کی حقیقت	۴۵۷
۳۱	سنت و فقہ میں تعلق	۴۷۸
	☆ سنت کسے کہتے ہیں؟	۴۷۸
	☆ سنت کی بنیاد	۴۷۹
	☆ ایک سکھ کا واقعہ	۴۸۱
	☆ فقہ حدیث کے خلاف نہیں ہے	۴۸۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ چاروں ائمہ اور چاروں مسلک برحق ہیں	۴۸۴
۳۲	الحاد و بدعت	۴۸۷
	☆ بنیادی اصول	۴۸۷
	☆ الحاد	۴۸۸
	☆ استنباط	۴۸۸
	☆ مثال	۴۸۹
	☆ اجماع	۴۹۱
	☆ گمراہی کی دوسری بنیاد..... بدعت	۴۹۱
	☆ تعدد احوال	۴۹۲
	☆ خطرناک گناہ	۴۹۳
	☆ محاکمہ	۴۹۳
	☆ ایک مثال	۴۹۴
	☆ مبارک مہینہ	۴۹۵
۳۳	رسالہ "اکابر کا مسلک و مشرب" پر تبصرہ	۴۹۷
	☆ دیوبندی بریلویوں کی نظر میں	۴۹۷
	☆ اہل سنت والجماعت دیوبندی بریلوی اختلاف کی حدود	۴۹۸
	☆ تکفیری بم	۴۹۸
	☆ لطیفہ	۴۹۹
	☆ علماء حق کی کرامت	۵۰۰
	☆ مزید اختلافات	۵۰۲
	☆ حنفی شافعی اختلافات	۵۰۳
	☆ رد عمل	۵۰۳
	☆ ثمرات	۵۰۴
	☆ [illegible]	۵۰۵

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ مسلک و مشرب	۵۰۶
	☆ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس اللہ سرہ	۵۰۷
	☆ محمد شفیع اوکاڑوی	۵۰۸
	☆ قصہ ہفت مسلہ کا	۵۰۹
	☆ کچھ مکاشفات کے بارے میں	۵۱۰
۳۴	ایک یادگار ملاقات (فضائل اعمال پر ہونے والے اعتراضات اور دیگر اعتراضات کے جوابات)	۵۱۲
	☆ زندگی میں تبدیلی	۵۱۲
	☆ نیا موڑ	۵۱۳
	☆ پہلا فرق	۵۱۴
	☆ غلو والے	۵۱۵
	☆ ضعیف احادیث	۵۱۶
	☆ دوسرا رُخ	۵۱۷
	☆ شرک ہی شرک	۵۱۸
	☆ کرامات	۵۱۹
	☆ یہ ہو ہی نہیں سکتا؟	۵۲۰
	☆ جھوٹ ہی جھوٹ	۵۲۱
	☆ عقل نہیں مانتی	۵۲۱
	☆ نماز	۵۲۲
	☆ دوسری مجلس	۵۲۳
	☆ سورۃ فاتحہ فرض ہے	۵۲۴
	☆ رفع یدین سنت ہے	۵۲۵
	☆ نماز نہیں ہوتی	۵۲۵
	☆ خدا جھوٹ سے بچائے	۵۲۷

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ ضد ہی ضد	۵۲۹
	☆ حدیث کے خلاف	۵۳۰
	☆ ایک تضاد	۵۳۱
	☆ خون پینا	۵۳۲
	☆ فضلات	۵۳۳
۳۵	سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	۵۳۶
	☆ نسب مبارک	۵۳۶
	☆ پیدائش	۵۳۷
	☆ صحابیت	۵۳۸
	☆ حلیہ مبارک	۵۳۹
	☆ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی نظر میں	۵۳۹
	☆ جنت کی سرداری	۵۴۰
	☆ صحابہ کرام کی نظر میں	۵۴۰
	☆ اُمت کی نظر میں	۵۴۱
	☆ حالات زندگی	۵۴۲
	☆ شہادت	۵۴۳
	☆ حالات وواقعات	۵۴۶
۳۶	کھلا خط بنام مولوی ضیاء الرحمٰن صدیقی ہزاروی (دربارۂ یزید)	۵۴۹
	☆ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ	۵۵۳
	☆ ایک اعجوبہ	۵۵۵
	☆ یزید کا پہلا حکم	۵۵۶
	☆ دوسرا حکم	۵۵۶
	☆ دارالامارت میں	۵۵۶

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ مکہ مکرمہ میں	۵۵۷
	☆ یزید کا خط	۵۵۸
	☆ یزید کا اشارہ	۵۵۸
	☆ یزید کا رونا	۵۵۸
	☆ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو	۵۵۹
	☆ حضرت فاطمہؓ و سکینہؓ	۵۵۹
	☆ دوسری روایت	۵۶۰
۳۷	کھلا خط بنام ابوریحان عبدالغفور (در بارۂ یزید)	۵۶۳
	☆ ترجمہ	۵۶۸
	☆ ایک مسئلہ	۵۷۰
	☆ یزید کی وکالت	۵۷۲
	☆ قادیانی تقلید	۵۷۳
	☆ یزید کی تخت نشینی کی بلا اسلام	۵۷۳
	☆ خلاصۃ الفتاوی	۵۷۳
	☆ فتاوی بزازیہ	۵۷۳
	☆ لامع الدراری	۵۷۴
	☆ معارف شیخؒ	۵۷۴
	☆ ناصبی مجلس	۵۷۵
	☆ [illegible]	۵۷۵
	☆ حق بات	۵۷۶
	☆ [illegible]	[illegible]
	☆ [illegible]	[illegible]
	[illegible]	[illegible]
	☆ [illegible]	[illegible]

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ اکابر [illegible]	۵۷۸
۳۸	کھلا خط بنام مہتمم جامعہ یوسفیہ (در بارۂ یزید)	۵۷۹
	☆ مولانا محمد امین صاحب اورکزئی	۵۸۰
	☆ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ	۵۸۰
	☆ حضرت مجدد الف ثانیؒ	۵۸۱
	☆ شاہ ولی اللہؒ	۵۸۱
	☆ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ	۵۸۱
	☆ حجۃ الاسلام بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ	۵۸۲
	☆ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۵۸۲
	☆ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۵۸۲
	☆ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	۵۸۲
	☆ امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ	۵۸۳
	☆ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ	۵۸۳
	☆ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ	۵۸۴
	☆ ابن زیاد کی شہادت	۵۸۵
	☆ صحابی زادہ	۵۸۵
	☆ [illegible]	۵۸۷
	☆ [illegible]	۵۸۸
	☆ [illegible]	۵۹۰
	☆ [illegible]	۵۹۰
	☆ [illegible]	۵۹۲
	[illegible]	۵۹۳

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
۳۹	فقہ کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں	۵۹۵
	☆ فقہ کی تعریف	۵۹۵
	☆ موضوع فقہ	۵۹۵
	☆ بنیاد فقہ	۵۹۶
	☆ غرض وغایت	۵۹۶
	☆ فقہ کی سند	۵۹۶
	☆ فقہ کی کتابیں	۵۹۶
	☆ فقہ کے مسائل	۵۹۷
	☆ نقلی مسائل	۵۹۷
	☆ مذہب حنفی	۵۹۷
	☆ غلطی لگنا اور غلطی چلنا	۵۹۸
	☆ آمدم برسر مطلب	۵۹۹
	☆ آیات قرآنی	۵۹۹
	☆ فرمان خداوندی	۶۰۰
	☆ فرمان رسول ﷺ	۶۰۲
	☆ فرمان باری تعالیٰ	۶۰۳
	☆ فقہ کی مثال	۶۰۵
	☆ فقہ کی فضیلت	۶۰۷
	☆ دو مجلسیں	۶۰۸
	☆ اہمیت فقہ	۶۰۸
۴۰	معتبر اجتہاد کی تقلید کا حکم	۶۱۰
	☆ اجتہاد کا لغوی معنی	۶۱۰
	☆ اجتہاد کا اصطلاحی معنی	۶۱۱

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ
	☆ دلیل تسلی	۶۱۱
	☆ ضرورت اجتہاد	۶۱۱
	☆ نقلی دلیل	۶۱۲
	☆ دوسری دلیل	۶۱۳
	☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فرمان	۶۱۵
	☆ فقیہ ہرچہ گوید دیدہ گوید	۶۱۵
	☆ پہلی شہادت	۶۱۵
	☆ دوسری شہادت	۶۱۶
	☆ تیسری شہادت	۶۱۶
	☆ عبرت	۶۱۷
	☆ تیسری آیت	۶۱۷
	☆ مثال	۶۱۸
	☆ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ	۶۱۸
	☆ فائدہ	۶۱۹
	☆ دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۶۲۱
	☆ دور تابعین رحمہم اللہ	۶۲۲
	☆ ایک واقعہ	۶۲۳
	☆ فرا کا اجتہاد	۶۲۳
	☆ پانچ لاکھ احادیث	۶۲۵
	☆ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۶۲۶
	☆ اجتہاد ہر کس و ناکس کا کام نہیں	۶۲۷
	☆ تدوین فقہ	۶۲۸
	☆ اجتہاد اور تقلید کا دائرہ	۶۲۹
	☆ تقلید	۶۳۱

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۴۱	فقہ حنفی کے کرم فرما	۴۳۳
	☆ نعیم بن حماد	۴۳۶
	☆ امام ابوبکر بن ابی شیبہ	۴۳۷
	☆ خطیب بغدادی	۳۴۰
۴۲	فقہ حنفی سے غیر مقلدین کی ناراضگی کے اسباب	۴۴۳
	☆ نئی فقہ کی تدوین	۴۴۷
	☆ فقہ حنفی پر حملوں کی ابتداء	۴۴۸
	☆ ایک غلط انداز	۴۴۸
	☆ طریق فیصلہ	۴۴۹
	☆ آسان طریقہ	۴۵۰
	☆ نوٹ	۴۵۰
۴۳	استفتاء نمبر ۱	۴۵۱
۴۴	استفتاء نمبر ۲	۴۵۳

تجلیاتِ صفدرؒ پر ایک نظر

از قلم: مولانا محمد ازہر صاحب (مدیر ماہنامہ "الخیر" ملتان)

تالیف: مناظر اسلام، وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

حدیث شریف میں پیشینگوئی کے طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس امت کے ہر دور میں ایسی شخصیات کو پیدا فرماتے رہیں گے جو دین کی تجدید کا گرانقدر و مقدس فریضہ انجام دیں گی۔ حضرت الامام مجدد الف ثانیؒ، حضرت الامام شاہ ولی اللہؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے اپنے وقت دین کے مختلف شعبوں میں بلاشبہ تجدیدی خدمات انجام دیں اور اپنے ادوار میں پیدا ہونے والے باطل فتنوں کا بڑی استقامت سے استیصال فرمایا۔ آج جہاں کہیں بھی سنت کی اتباع اور بدعت سے نفرت کے جذبات پائے جاتے ہیں اس کے پیچھے ان اکابر و اسلاف کی محنتیں کار فرما ہیں ہمارے اس دور میں حق تعالیٰ شانہ نے فخر احناف مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کو فکری کج روی، آزاد خیالی، لامذہبیت اور اسلام کے مقابل فرقوں کے استیصال و تعاقب کی خاص صلاحیتوں سے نوازا تھا اور مولانا کی خدمات بھی اپنے شعبے میں تجدیدی رنگ رکھتی ہیں۔ مولانا مرحوم شوال ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۹۹۳ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے رئیس کے طور پر تشریف لائے اور شعبان ۱۴۲۱ھ یعنی اپنی رحلت تک مسلسل آٹھ سال جامعہ میں تدریسی خدمات کے علاوہ جامعہ کے ترجمان ماہنامہ "الخیر" کو اپنی خصوصی نگارشات سے نوازتے رہے۔ ملک کے تمام دینی جرائد میں "الخیر" کو یہ امتیاز و اعزاز حاصل ہے کہ اس میں مولانا مرحوم کی باطل شکن اور جرأتمندانہ تحریریں کسی ترمیم و تغییر کے بغیر چھپتی رہیں۔ مولانا صفدر کی تمام تحریریں اخلاص، دلسوزی، خیر خواہی اور

مسلمانوں کی دینی ہمدردی سے بھرپور ہوتی تھیں یہی وجہ ہے کہ بشرط عدم عصبیت آپؒ کے مقالات کا مطالعہ کرنے والا راہ حق و اعتدال پر آجاتا تھا۔ آپؒ کی عصری تعلیم کچھ زیادہ نہ تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپؒ ایک صاحب طرز انشاء پرداز اور اچھوتے انداز تحریر کے مالک تھے۔ تقریر کی طرح آپؒ کی تحریر بھی ادبی چاشنی دلچسپ دلائل، نادر استدلالات اور برمحل لطائف کا مرقع ہوتی تھی خالص علمی موضوعات پر آپؒ کے طویل مقالات کے مطالعہ کے دوران بھی خوشگوار دلچسپی برقرار رہتی ہے۔

''الخیر'' میں شائع شدہ حضرت مرحوم کے مضامین کی مقبولیت اور قدرو قیمت کا تقاضا تھا کہ یہ تمام مقالات مستقل کتابی شکل میں جلوہ افروز ہوں۔ آخر حضرت مصنفؒ کی خواہش پر ہی یہ ضرورت ملک کے معروف علمی اشاعتی ادارے ''مکتبہ امدادیہ ملتان'' نے چھ جلدوں پر مشتمل ''تجلیات صفدرؒ'' شائع کر کے باحسن وجوہ پوری کردی ہے۔ ہر جلد ۶۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ مولاناؒ کے یہ مضامین اگرچہ متفرق طور پر بعض دیگر ناشرین نے بھی شائع کردیے ہیں مگر انہیں نئی ترتیب اور حتی الامکان کامل تصحیح کے ساتھ شائع کرنے کا سہرا مکتبہ امدادیہ کے سر ہے۔ نئی ترتیب میں ایک ہی موضوع سے متعلق مضامین کو ایک ہی جلد میں یکجا کیا گیا ہے۔ جس سے قارئین کو استفادہ میں سہولت ہوگئی ہے۔ تجلیات صفدرؒ کے مرتب مولانا نعیم احمد صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) مولانا مرحوم کے تلمیذ رشید اور مزاج شناس ہیں حضرتؒ نے انہیں اپنی زندگی میں نہ صرف اپنے مقالات و مضامین کی اشاعت کی اجازت دی تھی بلکہ ہر طرح سے اعانت و رہنمائی بھی فرمائی تھی اس لئے تجلیات صفدر کی اشاعت حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ ہی کی تمناؤں کی تکمیل ہے۔ ہماری ناقص رائے میں ہر صاحب علم کے پاس ''تجلیات صفدرؒ'' کے مجموعہ کا ہونا ضروری ہے۔ جو ان شاء اللہ العزیز بے شمار کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دے گا۔ مکتبہ امدادیہ نے اپنی روایات کے مطابق اس مجموعہ کو بھی قابل قدر طباعت سے مزین کیا ہے۔

محمد یوسف لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم و محترم جناب مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنجناب کی کتاب "تجلیات صفدر" جلد اول کافی دنوں سے آئی رکھی تھی، لیکن یہ سعادت توفیق اس کی رسید بھی نہ بھیج سکا۔ اس کتاب کے کچھ مضامین تو میں رسائل میں پڑھ چکا ہوں۔ اب جو کتاب آئی تو اس کو تقریباً بالاستیعاب پڑھا۔ ما شاء اللہ وہ مضامین کے جو مجھ جیسے سے مستور تھے۔

حق تعالیٰ شانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس محنت کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے۔ مضامین سارے ہی قیمتی ضرور ہیں، لیکن بعض مضامین بالکل اچھوتے ہیں۔ ان میں سے غیر مقلدین کا مسلک رفع، ان کے وساوس کے جوابات اور صلوٰۃ المسلمین پر تبصرہ بہت ضروری مضامین ہیں۔ اسی طرح تین طلاقیں اور حلالہ اور دیگر بعض خطوط جو مختلف لوگوں کے نام آپ نے لکھے ہیں ان سے ان کے عقائد کا لوگوں کو علم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام

مکرم و محترم جناب مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی زید مجدہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آنجناب کی کتاب "تجلیات صفدر" جلد اول کافی دنوں سے آئی رکھی تھی لیکن یہ بے توفیق اس کی رسید بھی نہ بھیج سکا۔ اس کتاب کے کچھ مضامین تو میں رسائل میں پڑھ چکا ہوں۔ اب جو کتاب آئی تو اس کو قریباً بالاستیعاب پڑھا۔ سوائے ان مضامین کے جو مجھے پہلے سے مُستَحضَر تھے۔

حق تعالیٰ شانہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس خدمت کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے۔ مضامین سارے لائق قدر ہیں لیکن بعض مضامین بالکل اچھوتے ہیں۔ ان میں سے غیر مقلدین کا مسعودی فرقہ' ان کے وساوس کے جوابات اور صلوٰۃ المسلمین پر تبصرہ بہت ضروری مضامین ہیں۔ اسی طرح تین طلاقیں اور حلالہ اور دوسرے بعض خطوط جو مختلف لوگوں کے نام آپ نے لکھے ہیں ان سے ان کے عقائد کا لوگوں کو علم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

والسلام

محمد یوسف لدھیانوی

دفتر ختم نبوت' کراچی

۱۸/۲/۲ھ

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کے دین کو صحیح شکل میں قیامت تک باقی رکھنا ہے۔ اسی لئے ہر دور میں ایک پاکیزہ جماعت دین حق کی خدمت کے لئے سرشار رہتی ہے جو حفاظت دین کے علاوہ دین میں تحریف کرنے والوں کا تعاقب کرتی ہے۔ حق کو باطل سے نکھارتی ہے' باطل کی تلبیسات کو دفع کرتی ہے۔ گزشتہ صدی میں حق جل شانہ نے یہ خدمت حضرات اکابر علمائے دیوبند سے خوب لی جس کے آثار برصغیر بلکہ پورے عالم اسلام میں روز روشن کی طرح واضح ہیں ہمارے حضرات اکابر نے جہاں انگریزوں کے خلاف جہاد کیا وہاں دین کے نام پر اٹھنے والی ان تحریکوں کا بھی تعاقب کیا جو راہ حق سے ہٹی ہوئی تھیں۔ ہمارے اس آخری دور میں اللہ پاک نے یہ مبارک خدمت جن افراد سے لی ان میں جامعہ خیرالمدارس کے شعبہ دعوت والارشاد کے صدر حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی سرفہرست ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو حکمت و دانش مندی کی نعمت سے خوب خوب نوازا ہے۔ باطل پر کاری ضرب ایسے طور پر لگاتے ہیں کہ عموماً پہلے وار کے بعد دوسرے کی حاجت نہیں رہتی۔ پورے ملک میں آپ کا فیض جاری ہے۔ آپ ایک واسطہ سے امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری

رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ عنفوان شباب سے امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت اقدس مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہ کے منظور نظر بن گئے۔ ان کی روحانی توجہات اور دعاؤں نے آپ کی صلاحیتوں کو جلا بخشا۔ چنانچہ اس کے بعد سے وقت کے تمام اکابر آپ کو اکرام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اطال اللہ بقاءہٗ۔ اور آجکل قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کی روحانیت کے چشمہ جمالی سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں مسلک احناف کی جو خدمت آپ نے سرانجام دی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ گزشتہ چار برس سے آپ جامعہ خیرالمدارس میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اس دوران جامعہ کے ترجمان "ماہنامہ الخیر" میں آپ کے مفید ترمضامین کی اشاعت کا ایک سلسلہ شروع ہوا جسے عوام اور خواص نے خوب پسند کیا اور دراصل دور حاضر میں خیرالمدارس مسلک حقہ کا صحیح ترجمان ہے اس لئے اس مبارک ادارے میں آپ کی خدمات سے مسلک کو دوچند فائدہ ہوگیا۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک مولانا کی عمر میں برکت نصیب فرمائے اور ان کے اس تحریری مضامین کو قبول فرمائے۔ امید ہے کہ اہل حق خصوصاً علماء و طلباء اس مجموعہ کی قدردانی کریں گے۔ فقیر اس مجموعہ کا نام "تجلیات صفدر" تجویز کرتا ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

محمد عابد عفی عنہ

مدرس جامعہ خیرالمدارس ملتان

یکے از خدام حضرت اقدس بہلوی نور اللہ مرقدہ

۱۳ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

خاموش ہوگیا ہے چمن بولتا ہوا

میرا بھائی میرا رہبر

﴿مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رح﴾

از پروفیسر میاں محمد افضل، ساہیوال

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم،

کچھ دوستوں کا اور چند ایک علمائے کرام کا اصرار ہے کہ میں مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر بھائی ہونے کے ناطے کچھ تحریر کروں تاکہ اس نابغہ روزگار کی زندگی کے پوشیدہ گوشے عوام کے سامنے بے نقاب ہوں اور وہ ان کے حالات زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر دنیا و عقبیٰ میں کامرانیوں سے ہمکنار ہوں۔ لیکن میں اپنی کم علمی اور نالائقی کے پیش نظر اپنے آپ کو اس کام کے قابل نہیں سمجھتا۔ تاہم خطیب بے بدل مولانا عبدالکریم ندیم صاحب خان پوری کے شدید اصرار پر حسب استطاعت اس کام کو کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اگر اس سے کسی آدمی کو فائدہ پہنچے گا تو اس کا اجر مولانا عبدالکریم ندیم کو بھی ملے گا۔ بصورت دیگر تمام کوتاہیوں کا ذمہ دار یہ بندہ ناچیز تقصیر ہوگا۔

پیدائش

ولی محمد کے ہاں، ریاست بیکانیر ضلع گنگا نگر میں پیدا ہوئے۔ ہمارا خاندان جالندھر شہر کی نواحی آبادی بستی غوزاں کا رہائشی تھا۔ ہمارا تعلق ارائیں قوم سے ہے۔ اور ہمارا خاندانی پیشہ کئی پشتوں سے باغبانی تھا۔ ہمارے دادا جان میاں پیر محمد کی زرعی اراضی علاول پور، دھوگڑی ضلع جالندھر میں تھی۔ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے تین مربع زمین ریاست بیکانیر کے ضلع گنگا نگر میں خریدی تھی اور اس زمین کو آباد کرنے کے لئے ہمارے والد صاحب کو وہاں بھیجا تھا۔ یہاں سکونت پذیر ہونے کے دوران برادر محترم کی پیدائش ہوئی۔ ہمارے دادا جان اور والد صاحب اُس زمانہ کے پرائمری پاس، صوم وصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ بھائی صاحب کی پیدائش سے قبل والد صاحب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی صغر سنی میں ذخیرہ آخرت ہو گئے تھے۔ صرف پانچویں کی بہن فاطمہ بی بی زندہ تھیں۔ والد صاحب ریاست بیکانیر جانے سے پہلے موجودہ ضلع فیصل آباد کے گاؤں چک نمبر 62 جھلاراں میں دادا جان کے حکم سے بسلسلۂ ملازمت باغبانی اقامت گزیں تھے کہ وہاں ایک عالم باعمل فاضل دیوبند مولانا سید شمس الحق شاہ صاحب تشریف لائے۔ وہ انگریز حکومت کے باغی تھے اور اس کے شر سے بچنے کے لئے روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ والد صاحب چونکہ دین سے محبت رکھنے والے تھے، اس لئے آپ ان کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اور ان کی خدمت میں شب و روز مصروف ہو گئے۔ والد صاحب نے ایک دن مناسب موقع دیکھ کر حضرت سے التماس کی کہ حضرت جی میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مزید اولاد سے نوازے۔ کیونکہ میرے بچے صغر سنی میں فوت ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے دعا فرمائی اور بشارت دی کہ ولی محمد خدا تعالیٰ تمہیں سات بیٹے دے گا اور وہ سب کے سب صاحب اولاد ہوں گے۔ مزید فرمایا کہ اپنے

پہلے بیٹے کو عالم دین بنانا۔ والد صاحب نے ان سے وعدہ کر لیا۔ جب بھائی صاحب پیدا ہوئے تو انہی بزرگ کے حکم سے ہی بھائی صاحب کا نام محمد امین رکھا گیا۔ اس خدا رسیدہ بزرگ کی پیش گوئی پوری ہوئی اور بھائی صاحب کے بعد والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے مزید چھ بیٹے عطا کئے اور وہ سب کے سب صاحب اولاد ہوئے۔ اس وقت ہم پانچ بھائی زندہ ہیں۔ بھائی صاحب کی وفات سے ڈیڑھ سال پہلے مجھ سے بڑے ہمارے ایک بھائی میاں محمد اسلم صاحب جو رحیم یار خان میں اقامت پذیر تھے، قضائے الٰہی سے وفات پا گئے تھے۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ ہمارے ان دونوں مرحوم بھائیوں کو غریق رحمت فرمائے۔

خاندانی حالات:

ہمارے دادا جان میاں پیر محمد صاحب اور والد محترم میاں ولی محمد صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دین سے محبت کرنے والے بزرگ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہمارے چچا جان میاں نور محمد اور میاں عبدالکریم دادا جان کے ہمراہ سابقہ ضلع لائل پور کے مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہو گئے۔ آبائی زمین چونکہ دادا جان کے نام تھی، اس لئے انہوں نے اپنی اولاد کی خواہش کے برعکس پاکستان آ کر ہندوستان کی متروکہ زرعی زمین کے بدلے زرعی اراضی لیہ ضلع ڈیرہ غازیخان میں الاٹ کروائی اور خود چچا نور محمد کے پاس رجانہ کے نزدیک چک نمبر 336 گ۔ب میں رہائش پذیر ہو گئے۔

ہمارے والد ماجد پاکستان بننے کے بعد چک نمبر 55/2-L ضلع منٹگمری (حال ضلع اوکاڑہ) میں رہائش پذیر ہو گئے) اور ذریعہ روزگار اپنے خاندانی پیشہ باغبانی کو بنایا اور اوکاڑہ کے نواح میں چند ایک باغات لگائے۔ بعد میں چک نمبر 55/2-L

کے چوہدری غلام قادر قادیانی کی ملازمت اختیار کرلی۔ اس کی زمین میں باغ لگایا اور اس کے دیگر زرعی مربعوں کے مختار کار رہے۔

ہمارے والد صاحب کی حمیت دینی کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آپ نے اٹھارہ سال تک ایک قادیانی کی ملازمت کی اور اس دوران اس کے گھر سے پانی کا گھونٹ تک پینا گوارا نہیں کیا۔ والد صاحب کو حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے والہانہ عقیدت تھی۔ اسی لئے مجلس احرار اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ چودھری غلام قادر قادیانی کبھی کبھی والد صاحب سے کہا کرتا تھا کہ میاں ولی محمد تم میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ والد صاحب پوچھتے چودھری صاحب کیوں؟ تو وہ کہتا اس لئے کہ تم مجھے کافر کہتے ہو۔ والد صاحب بڑے اطمینان سے جواب دیتے کہ میں آپ کو اس لئے کافر کہتا ہوں کہ آپ واقعی کافر ہیں اور تمام مسلمان آپ لوگوں کو کافر ہی کہتے ہیں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ تو وہ لاجواب ہوکر خاموش ہوجاتا۔ بعض اوقات ترنگ میں آکر کہتا کہ میاں ولی محمد تم میرے بڑے مخلص محسن (دوست) ہو۔ والد صاحب پوچھتے کیوں؟ تو وہ جواب دیتا اس لئے کہ تم میرے کام میں کسی قسم کی کوتاہی اور بددیانتی نہیں کرتے ہو۔ والد صاحب فرماتے چودھری صاحب! یہ تو میرا فرض ہے۔ آپ پر کوئی احسان نہیں۔ ہمارے گاؤں چک نمبر 55/2L میں بڑے زمیندار زیادہ تر قادیانی تھے۔ انہیں والد صاحب اور چودھری غلام قادر کا تعلق ایک آنکھ نہ بھاتا۔ وہ وقتاً فوقتاً چودھری کے کان والد صاحب کے خلاف بھرتے رہتے اور والد صاحب کو ملازمت سے نکلوانے کے لئے اس پر زور دیتے رہتے۔ لیکن وہ ان کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا اور ان کی خواہش پوری نہ کرتا۔

دوسری جانب والد صاحب کی خودداری کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی چودھری غلام قادر والد صاحب کو بلاتا (وہ اوکاڑہ شہر میں رہائش پذیر تھا) تو آپ حساب کتاب کی کاپی جیب میں ڈالتے اور چودھری سے ملنے چلے جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مرتبہ یہ فیصلہ کرکے جاتا ہوں کہ اگر چودھری نے کوئی بدتمیزی کی تو حساب کی کاپی اس کے منہ پر دے ماروں گا اور ملازمت ترک کردوں گا۔ الغرض یہ تعلق اسی طرح چل رہا تھا کہ بھائی صاحب نوجوان عالم بن گئے اور قادیانیوں سے مناظرے شروع کردیئے اور قادیانی ہر مناظرہ میں شکست فاش سے دوچار ہوتے۔ اب قادیانیوں نے چودھری غلام قادر کی شکایات مرزا بشیر الدین محمود تک پہنچانی شروع کردیں کہ چودھری غلام قادر کے مالی کا بیٹا ہم سے مناظرے کرتا ہے اور ہمیں کافر بتاتا ہے۔ اس کے باوجود چودھری اپنے مالی کو ملازمت سے برخواست نہیں کرتا۔ لیکن چودھری غلام قادر ربوے کے دباؤ کو برداشت کرتا رہا اور کہتا کہ میاں ولی محمد میرا مختار کار ملازم ہے، قادیانیوں کی مسجد کا امام نہیں کہ اسے برطرف کردیا جائے۔

مرزا بشیر الدین محمود کی وفات کے بعد ادھر بھائی صاحب کے مناظرے تیز ہوگئے۔ ادھر ربوے والوں کے دباؤ میں اضافہ ہوا تو ایک دن چودھری غلام قادر نے والد صاحب کو بلایا اور کہا کہ میاں ولی محمد اب میری جماعت کا دباؤ میرے لئے حد برداشت سے زیادہ ہوگیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اپنے بیٹے محمد امین کو مناظروں سے روک دو اور بصورت دیگر میں آپ کو ملازمت سے جواب دے دوں گا۔ والد صاحب نے یہ سن کر کہا کہ میں ابھی ملازمت سے استعفیٰ دیتا ہوں، لیکن اپنے بیٹے کو تبلیغی کام سے نہیں روکوں گا اور چودھری صاحب کی ملازمت چھوڑ کر گھر واپس آگئے۔ اب چودھری

صاحب نے باغ کی حفاظت کے لئے جو مالی رکھا وہ خوشامدی اور بزدل قسم کا تھا۔ گاؤں والوں نے دو سال کے اندر اندر باغ کو بطور ایندھن استعمال کیا اور اس کا ستیاناس کر دیا۔ جو باغ چار ہزار روپے ٹھیکے پر اٹھتا تھا، کوئی اس کا ہزار روپیہ دینے پر بھی تیار نہ ہوا۔ اتنا مالی نقصان دیکھ کر چودھری صاحب جو اس باغ کے مالک تھے جھک کر والد صاحب کے پاس آیا اور منت سماجت کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ کل پھر تمہاری جماعت تمہیں تنگ کرے گی، کیونکہ میرا بیٹا تو مناظرے کرتا ہی رہے گا، اس لئے میں تمہاری پیش کش کو قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ اس پر اس نے کہا میاں ولی محمد! اس سلسلہ میں میں جماعت کی کوئی بات نہیں مانوں گا۔ میں اتنا مالی خسارہ برداشت نہیں کر سکتا۔ مزید برآں والد صاحب کی تنخواہ اور سابقہ مراعات میں کافی اضافہ کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ چودھری غلام قادر کی وفات تک والد صاحب اس ملازمت پر قائم رہے۔ اس کی وفات کے بعد والد صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ چودھری صاحب کے بیٹے جو بڑی بڑی سرکاری ملازمتوں پر فائز تھے، انہوں نے والد صاحب کو بڑی منت سماجت اور ترغیب و تحریص کے ذریعے استعفیٰ واپس لینے کو کہا۔ لیکن والد صاحب نے فرمایا کہ تمہارے باپ کے ساتھ تو میری بن جاتی تھی، کیونکہ وہ میری تلخ باتوں کو برداشت کر لیتا تھا لیکن تم میں اتنا حوصلہ کہاں۔ اس لئے میں تمہاری ملازمت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد والد صاحب لیہ والی زمین کو آباد کرنے کی نیت سے لیہ چلے گئے اور اس بنجر زمین کو چار پانچ سال میں کل و گلزار بنا دیا۔

والد صاحب کافی عرصہ سے دمہ کی مرض میں مبتلا تھے اور بہت کمزور ہو گئے

تھے۔ اس کے باوجود اپنا رزق اپنی محنت سے ہی پیدا کرتے تھے اور کسی بیٹے کا محتاج ہونا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ۱۹۷۶ء میں بیماری نے بہت زور پکڑا تو بیٹوں کے اصرار پر بغرض علاج اوکاڑہ آ گئے اور جون ۱۹۷۶ء کے آغاز میں چک نمبر 55/2-L میں وفات پائی۔ والد صاحب کا جنازہ گاؤں کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ کسی شاعر کا یہ شعر والد صاحب کی زندگی کے حسب حال ہے:

وہ مرد خدا مست نہ دولت تھی نہ لشکر
اس پر بھی یہ طرہ تھا کہ جھکتے تھے جہاندار

مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل:

چونکہ مولانا مرحوم ایک عالم دین اور ولی اللہ کی دعاؤں کے طفیل منصۂ شہود پر آئے تھے اور ان کا نام بھی اس مرد قلندر نے ہی رکھا تھا، اس لئے مولانا بچپن سے ہی ذہین و فطین تھے۔ مولانا اپنی کلاس کے ذہین اور محنتی طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا مجھ بندہ ناچیز سے تقریباً ساڑھے نو سال بڑے تھے۔ اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم کا کوئی نقشہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔ اتنا یاد پڑتا ہے کہ جب میں نے سکول جانا شروع کیا تو مولانا میٹرک کا امتحان پاس کر چکے تھے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ والد صاحب نے سکول میں بھائی صاحب کو عربی کا مضمون رکھوایا تھا تاکہ دینی علوم کے حصول میں یہ مضمون ان کا ممد و معاون ثابت ہو۔ بھائی صاحب نے ناظرہ قرآن مجید حافظ محمد رمضان صاحب سے پڑھا تھا جو کہ غیر مقلد تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے سے غیر مقلدیت کے جراثیم بھائی میں سرایت کر گئے تھے۔ جب نویں جماعت میں ہوئے تو عربی میں دسترس حاصل کرنے کے لئے مولانا عبدالجبار صاحب کنڈیلوی سے عربی کی

ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کردیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑے غیر مقلد عالم تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر مولانا غیر مقلد بن گئے۔ جب والد صاحب سمجھانے کی کوشش کرتے تو اکثر غیر مقلدین کی طرح کوئی بات نہ سنتے۔ پھر والد صاحب نے بھائی صاحب کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے دوست مولانا محمد حسین صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ لیکن مولانا محمد حسین صاحب بھی بھائی صاحب کی ذہانت و فطانت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور انہیں راہ راست پر نہ لا سکے۔ ۱۹۵۳ء میں مولانا ضیاء الدین صاحب اوکاڑوی کے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں جو عیدگاہ میں واقع تھا بطور مدرس حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب فاضل دیوبند کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالقدیر صاحب کی محنت اور والد صاحب کی دعاؤں کے طفیل بھائی صاحب غیر مقلدیت سے تائب ہوکر جادۂ مستقیم پر کامزن ہوگئے اور پھر اپنی تعلیم کا سلسلہ ان دو حضرات کے ساتھ جوڑ لیا۔ ان دونوں بزرگوں نے جوہر قابل کو پہچانا اور اس کے نکھارنے میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ بھائی صاحب نے بھی ان اساتذہ کو رحمت خداوندی خیال کرتے ہوئے تن من دھن سے ان پر فدا ہوگئے۔ ان بزرگوں نے اس جوہر قابل کو چمکانے اور تربیت کرنے میں شب و روز صرف کردیے۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب (دفین بقیع) آپ پر اتنے شفیق تھے کہ اپنی بیماری اور پیرانہ سالی کو درخور اعتنا نہ سمجھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ امین! اگر آدھی رات کے وقت بھی میرے پاس پڑھنے کے لئے آؤ گے تو میرا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوگا۔ استاد کی اس حوصلہ افزائی سے بھائی صاحب نے خوب فائدہ اٹھایا اور دو سال کی قلیل مدت میں کتب حدیث تک رسائی حاصل کرلی اور اساتذہ کے لئے باعث فخر بن گئے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نے فرمایا امین عجیب آدمی ہے، ہم زمین کی باتیں کرتے ہیں تو یہ آسمان کی باتیں سناتا ہے اور حضرت مولانا ضیاء الدین سیوہاروی نے ایک مرتبہ اپنے چند دوستوں سے کہا کہ امین اتنا ذہین ہے کہ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ انور شاہ ثانی ہے۔

چونکہ بھائی صاحب ہم سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد والد صاحب کی خواہش کے مطابق علم دین کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ ہم سب بھائی ابھی زیر تعلیم تھے اور گھر میں کمانے والے صرف والد صاحب تھے۔ ہمارے گھریلو اور تعلیمی اخراجات کا بار صرف والد صاحب اٹھاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں بھائی صاحب نے والد صاحب کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا اور والد صاحب کے مشورہ سے جے۔وی کلاس میں داخلہ لے لیا اور چنیوٹ چلے گئے۔ اس معاملہ کو بھائی صاحب نے حضرت مولانا عبدالحنان صاحب سے بھی مخفی رکھا، مبادا حضرت صاحب (مولانا عبدالحنان صاحب کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) داخلہ لینے سے منع فرمادیں۔ جب بھائی صاحب چند دن تک غیر حاضر رہے تو حضرت صاحب کو تشویش ہوئی اور والد صاحب کو پیغام بھیج کر بلایا اور پوچھا کہ محمد امین آج کل کہاں رہتا ہے؟ پڑھنے کیوں نہیں آتا؟ والد صاحب نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ حضرت جی میں کثیر العیال آدمی ہوں اور اکیلا کمانے والا ہوں۔ اخراجات بڑھتے جارہے ہیں، اس لئے میں نے امین کو جے۔وی میں داخل کرادیا ہے۔ جے۔وی کرنے کے بعد واپس آجائے گا تو پھر آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں ولی محمد تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تمہارے سات بیٹے ہیں۔ یہ ایک بیٹا تم مجھے دے دیتے تو دیکھتے

ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑے غیر مقلد عالم تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر مولانا غیر مقلد بن گئے۔ جب والد صاحب سمجھانے کی کوشش کرتے تو اکثر غیر مقلدین کی طرح کوئی بات نہ سنتے۔ پھر والد صاحب نے بھائی صاحب کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے دوست مولانا محمد حسین صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ لیکن مولانا محمد حسین صاحب بھی بھائی صاحب کی ذہانت و فطانت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور انہیں راہ راست پر نہ لا سکے۔ ۱۹۵۳ء میں مولانا ضیاء الدین صاحب لوکاڑوی کے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں جو عیدگاہ میں واقع تھا بطور مدرس حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب فاضل دیوبند کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالقدیر صاحب کی محنت اور والد صاحب کی دعاؤں کے طفیل بھائی صاحب غیر مقلدیت سے تائب ہو کر جادۂ مستقیم پر گامزن ہو گئے اور پھر اپنی تعلیم کا سلسلہ ان دو حضرات کے ساتھ جوڑ لیا۔ ان دونوں بزرگوں نے جوہر قابل کو پہچانا اور اس کے نکھارنے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ بھائی صاحب نے بھی ان اساتذہ کو رحمت خداوندی خیال کرتے ہوئے تن من دھن سے ان پر فدا ہو گئے۔ ان بزرگوں نے اس جوہر قابل کو چمکانے اور تربیت کرنے میں شب و روز صرف کر دیئے۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب (رحمۃ اللہ) آپ پر اتنے شفیق تھے کہ اپنی بیماری اور پیرانہ سالی کو درخور اعتناء نہ سمجھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ امین! اگر آدھی رات کے وقت بھی میرے پاس پڑھنے کے لئے آؤ گے تو میرا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوگا۔ استاد کی اس حوصلہ افزائی سے بھائی صاحب نے خوب فائدہ اٹھایا اور دو سال کی قلیل مدت میں کتب حدیث تک رسائی حاصل کر لی اور اساتذہ کے لئے باعث فخر بن گئے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نے فرمایا امین عجیب آدمی ہے، ہم زمین کی باتیں کرتے ہیں تو یہ آسمان کی باتیں سناتا ہے اور حضرت مولانا ضیاء الدین سیوہاروی نے ایک مرتبہ اپنے چند دوستوں سے کہا کہ امین اتنا ذہین ہے کہ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ انور شاہ ثانی ہے۔

چونکہ بھائی صاحب ہم سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد والد صاحب کی خواہش کے مطابق علم دین کے حصول میں شب و روز کوشاں رہے تھے۔ ہم سب بھائی ابھی زیر تعلیم تھے اور گھر میں کمانے والے صرف والد صاحب تھے۔ ہمارے گھریلو اور تعلیمی اخراجات کا بار صرف والد صاحب اٹھاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں بھائی صاحب نے والد صاحب کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا اور والد صاحب کے مشورہ سے جے وی کلاس میں داخلہ لے لیا اور چنیوٹ چلے گئے۔ اس معاملہ کو بھائی صاحب نے حضرت مولانا عبدالحنان صاحب سے بھی مخفی رکھا، مبادا حضرت صاحب (مولانا عبدالحنان صاحب کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) داخلہ لینے سے منع فرما دیں۔ جب بھائی صاحب چند دن تک غیر حاضر رہے تو حضرت صاحب کو تشویش ہوئی اور والد صاحب کو پیغام بھیج کر بلایا اور پوچھا کہ محمد امین آج کل کہاں رہتا ہے؟ پڑھنے کیوں نہیں آتا؟ والد صاحب نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ حضرت جی میں کثیر العیال آدمی ہوں اور اکیلا کمانے والا ہوں۔ اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں، اس لئے میں نے امین کو جے وی میں داخل کرا دیا ہے۔ جے وی کرنے کے بعد واپس آ جائے گا تو پھر آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں ولی محمد تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تمہارے سات بیٹے ہیں۔ یہ ایک بیٹا تم مجھے دے دیتے تو دیکھتے

میں اسے کیا ملتا تھا۔ نیز پوچھا کہ جب محمد امین بے وی کر کے آئے گا تو اسے گورنمنٹ کتنی تنخواہ دے گی۔ والد صاحب نے کہا کہ اسے اسی (۸۰) روپے ماہانہ تنخواہ ملے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ولی محمد تم نے بڑے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ اگر امین میرے پاس مزید دو سال پڑھ لیتا تو عربی مدارس والے اس کے پیچھے پیچھے پھرتے اور ۵۰۰ روپے سے زیادہ تنخواہ دیتے۔ لیکن والد صاحب نے بصد منت و زاری حضرت صاحب کو ناراض نہ ہونے دیا۔

ادھر چنیوٹ میں بھائی صاحب ٹریننگ سکول کے تمام ساتھیوں کی دینی تربیت کرنے لگے اور وہاں امامت و خطابت کے فرائض بھی اپنے ذمہ لے لئے۔ ان دنوں مولانا منظور احمد چنیوٹی بھرپور جوان تھے۔ بھائی صاحب فارغ وقت میں ان سے ملتے اور ان سے بہ ممکن استفادہ کی کوشش کرتے اور مولانا منظور احمد صاحب بھی بڑے بھائیوں کی طرح بھائی صاحب سے شفقت کا سلوک کرتے اور یہ تعلق تا دم مرگ قائم رہا۔ بھائی صاحب بے وی کرنے کے بعد جب واپس آئے تو شیخ کاشن ہائی سکول سے بطور ان ٹرینڈ عربی ٹیچر اپنی ملازمت کا آغاز کیا اور ساتھ ساتھ فرق باطلہ کا تعاقب شروع کر دیا، جن میں قادیانی، عیسائی، بدعتی اور غیر مقلدین خاص طور پر شامل تھے۔ اس دوران مولانا عبدالقدیر اور حضرت صاحب جامعہ محمودیہ عیدگاہ چھوڑ کر جامعہ عثمانیہ گول چکر اوکاڑہ میں تشریف لے گئے، لیکن بھائی صاحب کا سلسلۂ تلمذ ان کے ساتھ قائم رہا۔

۱۹۵۵ء میں بندہ نے پرائمری کا امتحان پاس کیا تو والد صاحب نے مجھے جامعہ محمودیہ عیدگاہ میں داخل کرا دیا۔ ان دنوں حضرت مولانا عبدالحمید سیتاپوری اس مدرسہ میں بطور صدر المدرسین تشریف لائے تھے۔ بھائی صاحب دن کو شیخ کاشن ہائی سکول میں

ملازمت کرتے اور عصر کے بعد حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سے حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی کتب پڑھتے، جن میں "تحذیر الناس" اور "آب حیات" بھی شامل تھیں۔ مغرب کے بعد فارسی اور ابتدائی عربی کے طلباء کو چند ایک اسباق پڑھا دیتے، تاکہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے کام میں معاونت ہو جائے اور ان کے کام کا بوجھ کم ہو جائے۔ علی الصبح اٹھتے اور گاؤں چلے جاتے اور نماز فجر گاؤں کی مسجد میں ادا کرتے اور بعد از نماز درس قرآن کریم دیتے، جس کے ذریعے تمام فرق باطلہ کا رد فرماتے۔ خصوصاً قادیانی فتنے کا بڑے مؤثر انداز میں اور بڑی حکمت سے تعاقب کرتے۔

میرے بھائی مرحوم نے اپنے گاؤں میں فی سبیل اللہ بیس سال تک درس قرآن دیا۔ گاؤں میں قادیانیت کو پھلنے پھولنے کا موقع نہ دیا۔ ہمارے گاؤں میں بچوں کے ناظرہ قرآن پاک پڑھانے کا بھی کوئی معقول بندوبست نہ تھا۔ گاؤں کے مسلمان بھی صرف دنیادار تھے۔ دین سے ان کی دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔ جو ہماری مسجد کے امام تھے وہ نابینا حافظ تھے۔ ان کی اہلیہ فوت ہو چکی تھی، اس لئے بچیوں کی تعلیم کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے والد صاحب نے ہماری والدہ سے کہا کہ گاؤں کے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھا دیا کرو، ثواب کا کام ہے۔ والد صاحب کی اس خواہش کو والدہ صاحبہ نے باحسن وجوہ پورا کیا اور گاؤں کی تین نسلیں (بحمد اللہ) قرآن پاک پڑھنے کے سلسلہ میں والدہ صاحبہ کی شاگرد ہیں۔ پڑھنے والے بچوں کے ساتھ قادیانیوں کے بچے بھی آ جاتے تھے اور والدہ صاحبہ انہیں بھی قرآن پاک پڑھا دیتی تھیں۔ وہ قادیانی بچے بچیاں ہمارے گھر کے دینی ماحول سے بہت متاثر ہوتے تھے اور ان میں سے بہت سے بچے بچیاں بڑے ہو کر مسلمان ہو گئے۔

اور انہوں نے قادیانیوں کے رشتوں کو ٹھکرا کر مسلمانوں میں شادیاں کیں۔ اس سلسلہ میں ہمارے مرحوم بھائی کی کوششیں باعث صد فخر تھیں۔ ایسے بچے بچیاں جب مسلمان ہو جاتے تو پھر بھائی صاحب ان کی برادری کے مسلمان رشتہ داروں کو پورے پنجاب میں تلاش کر کے بڑی تگ و دو کے بعد ان کے لئے مناسب رشتے تلاش کر کے ان بچے بچیوں کی شادیوں کا مسئلہ حل فرما دیتے۔

قادیانیوں کے با اثر اور صاحب ثروت ہونے کے باوجود ہمارے گاؤں میں آج تک کسی غریب مسلمان کا بچہ بچی بھی قادیانی نہیں ہوا۔ ہاں قادیانیوں کے کچھ بچے بچیاں ضرور مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ سب ہمارے مرحوم بھائی کے درسِ قرآن اور والدہ صاحبہ کی خدمتِ قرآن کی بدولت ہوا ہے۔ (فللّٰہ الحمد) ہماری والدہ صاحبہ بحمد اللہ تا حال حیات ہیں۔ ان کی عمر سو سال کے قریب ہے۔ اب نظر تقریباً ختم ہو چکی ہے اور بہت کمزور ہیں۔ اس کے باوجود ان کا کوئی روزہ اور کوئی نماز اب تک قضاء نہیں ہوئی۔ (فللّٰہ الحمد)

الغرض بھائی صاحب صبح درسِ قرآن دیتے، دن کو سکول میں پڑھاتے۔ سکول کے بعد حضرت مولانا عبدالقدیر، حضرت مولانا عبدالحنان اور حضرت مولانا عبدالحمید صاحب (حال شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور) سے تحصیلِ علم میں مصروف رہتے اور رات کے وقت چھوٹی کتابوں والے طلباء کو اسباق پڑھاتے تھے۔

اس زمانہ میں بندۂ خاکسار نے مولانا کے غیر مقلدین کے ساتھ مناظرے سنے اور انہیں کتابیں چھوڑ کر بھاگتے ہوئے بھی دیکھا۔ اوکاڑہ میں بریلوی حضرات نے جب ہمارے اکابر کے خلاف تقاریر شروع کریں تو میں نے وہ وقت بھی دیکھا جب

بھائی کے ساتھ چند ایک نوجوان ہوتے اور آپ بریلویوں کے کذب و افتراء کا جواب ان کے محلوں اور گلیوں میں تقریر کی صورت میں دیتے اور جہاں بریلویوں کے معتقدین کو بھائی صاحب کے ہاتھ پر تائب ہوتے دیکھا وہاں ان کی جانب سے بھائی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر سنگ باری کے منظر کا بھی مشاہدہ کیا۔

الغرض مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی مدرسے میں نہیں پڑھا۔ میں ان کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء سے درسِ نظامی کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اور حدیث میں ان کے استاد حضرت مولانا عبدالحنان صاحب شاگرد رشید مولانا انور شاہ کاشمیری (فاضل دیوبند اور ولیمن شیخ) ہیں۔

مولانا محسود تھے:

یہ ایک عجیب بات کہ بڑے آدمیوں سے ہمیشہ ان کے معاصرین نے حسد کیا ہے اور جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اس کے حاسدین اور ناقدین بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ ان کے حاسدین آج تک موجود ہیں۔ میرے بھائی کے حاسدین میں غیر تو شامل ہی ہیں اپنے بھی اس سلسلہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ (فالی اللہ المشتکی)

اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے اوکاڑہ کے ایک نوجوان عالم جن کے اوکاڑہ قدم جمانے میں میرے بھائی نے شب و روز صرف کر دیے تھے، بصورت دیگر وہ اوکاڑہ چھوڑ کر بھاگنے کو تیار تھے۔ وہ بھائی صاحب کے معتقدین سے کہا کرتے تھے: امین کو کیا آتا ہے، اُسے مرزائیت اور عیسائیت تو میں نے

پڑھائی ہے۔ وہ کوئی عالم تھوڑا ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ حالانکہ مجھے اب تک یاد ہے کہ ان موصوف نے بھائی صاحب کے حاشیہ والی بائبل لے کر اپنی بائبل پر نشان لگائے تھے۔ جب بھائی صاحب کو ان باتوں کی خبر ہوتی اور کوئی ذکر کرتا کہ فلاں صاحب یوں کہتے ہیں تو آپ حسب عادت مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

ایک مرتبہ دو نوجوان علماء جو کہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے شاگرد بھی تھے، مولانا سے شکوہ کرنے لگے کہ حضرت ہم آپ کے شاگرد بھی ہیں اور ہم نے دورہ حدیث بھی فلاں مدرسہ سے کیا ہے اور امین نے کسی مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا، آپ اسے ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر آپ کی شفقت ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ یہ باتیں سن کر مولانا خاموش رہے۔ جب انہوں نے پھر اپنی حق تلفی کا ذکر کیا اور اصرار کیا کہ آپ امین پر شفقت ومحبت ضائع نہ کریں۔ اس کے مستحق تو ہم ہیں، تو مولانا نے جواب دیا: ٹھیک ہے کہ امین نے تمہاری طرح کسی بڑے مدرسے سے دورہ حدیث نہیں کیا لیکن اسے آب حیات (حضرت نانوتویؒ کی کتاب) آتی ہے۔ تم اس کا ایک صفحہ پڑھ کر مجھے سمجھا دو تو میں امین کو چھوڑ دوں گا۔ اس پر دونوں حضرات مبہوت ہو گئے اور مولانا سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ یہ بندہ ناچیز آج اس بات کا برملا اعتراف کرتا ہے کہ ابتداء میں مجھے بھی مولانا مرحوم سے حسد ہو گیا تھا۔ لیکن میں اس کا برملا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اس بات کو دل ہی میں رکھتا تھا اور مولانا کی مقبولیت عامہ کو بنظر حسد دیکھا کرتا تھا۔

میں نے دورہ حدیث ۱۹۶۳ء میں جامعہ خیر المدارس سے کیا تھا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب، حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری صاحب اور حضرت مولانا

مفتی محمد عبداللہ صاحب مرحوم میرے دورہ حدیث کے اساتذہ میں شامل تھے۔ خاندانی ذہانت کا کچھ حصہ مجھے بھی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا۔ دورہ حدیث کے دوران بندہ ان طلباء میں شامل تھا جو عبارت پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت علامہ کشمیری صاحب مجھ پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت وفاق المدارس کی عمر صرف ایک سال تھی اور طلباء کے لئے وفاق کا امتحان دینا لازم نہ تھا۔ میں ان چند طلباء میں شامل تھا جنہوں نے وفاق المدارس کا امتحان دیا تھا۔ یہ امتحان بندہ نے درجہ علیاء میں پاس کیا اور خیر المدارس کے ساتھیوں میں دوسرے نمبر پر رہا۔ ایک سال تک سید نیاز احمد شہید صاحب کے مدرسہ جامعہ قادریہ گکھڑ میں بطور صدر المدرسین کام کیا اور حسامی تک کے اسباق پڑھائے۔ اس وقت حافظہ بھی خاصا قوی تھا۔ شیطان کے بہکاوے میں آ کر میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگا تھا۔ میں بعض اوقات سوچتا کہ لوگ خواہ مخواہ بھائی امین صاحب کو اٹھائے پھرتے ہیں، حالانکہ وہ باضابطہ عالم بھی نہیں ہے۔ میں لوگوں کی عقل پر ماتم کرتا کہ انہیں کھرے کھوٹے اور اصلی اور نقلی عالم میں تمیز ہی نہیں۔ خواہ مخواہ بھائی صاحب کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہے۔ چار پانچ سال تک یہ کیفیت رہی۔ لیکن اس کے اظہار کی جرأت کبھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد میں نے جب علمی زندگی چھوڑ کر سکول، کالج کی ملازمت شروع کر دی اور دیکھا کہ میں تو بھائی صاحب کی طرح کا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے جذبات حسد ختم کر کے وہاں جذبات رشک پیدا فرما دیئے۔ میں بارگاہ ایزدی میں دعائیں کرتا کہ خدایا مجھے بھی مولانا محمد امین جیسا بنا دے اور مجھ سے بھی کچھ کام لے لے۔ لیکن اللہ کے ہاں میری یہ دعائیں بھی مستجاب نہ ہوئیں۔ بھرپور جوانی میں جب میری عمر بتیس سال تھی اور میں گورنمنٹ ڈگری کالج

بورے والا میں بطور لیکچرر کام کر رہا تھا تو مجھے شوگر جیسی نامراد بیماری نے دبوچ لیا اور آہستہ آہستہ حافظہ اور یادداشت متاثر ہوتی رہی اور مولوی امین جیسا بننے کی خواہش بھی دم توڑ گئی اور بفضلِ خدا اپنی نالائقی کا احساس بھی ہو گیا۔ پھر میں اپنے بھائی پر فخر کرنے لگا کہ میں مولانا محمد امین جیسا یگانہ روزگار کا برادر عزیز ہوں۔ الغرض بھائی صاحب کے بارہ میں مجھ پر تین دور گزرے ہیں۔ پہلا دور بھائی صاحب سے حسد کرنے کا تھا، دوسرا دور بھائی صاحب پر رشک کرنے کا تھا اور تیسرا دور بھائی پر فخر کرنے کا تھا۔ اور اب بھائی صاحب پر فخر کرنا ہی سرمایہ حیات ہے، اور ان شاء اللہ العزیز ذریعہ نجات بھی ہوگا

اصلاحی تعلق:

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میرے بھائی کچھ دیر غیر مقلد رہے۔ غیر مقلدیت سے تائب ہونے کے بعد بھی پیری مریدی اور بیعت مرشد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بیعت ہونے کی ترغیب دیتا تو اس کا مذاق اڑاتے۔ ایک مرتبہ اپنی بیعت ہونے کا واقعہ خود سنایا۔ فرمایا کہ میں ان دنوں عیدگاہ میں مولانا مفتی عبدالحمید صاحب کے پاس استفادہ کے لئے جایا کرتا تھا۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے۔ ایک دن ایک بزرگ حضرت مولانا بشیر احمد پسروری وہاں تشریف لائے۔ سب طلباء ان سے مصافحہ کرنے کے لئے اُٹھ آئے۔ میں بھی مصافحہ کرنے والے طلباء میں شامل ہو گیا۔ تمام ساتھی مصافحہ کر کے واپس چلے گئے۔ جب میں نے حضرت سے مصافحہ کیا تو حضرت نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرما کر بائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ جب تمام طلباء مصافحہ سے فارغ ہو کر چلے گئے تو میری طرف متوجہ ہوئے، نام پوچھا اور فرمایا یہ (بھائی صاحب) شخص ایک بہت بڑے علاقے کو سنبھال سکتا ہے اور مجھے بار بار

بیعت ہونے کی ترغیب دی۔ میں جواب میں کہتا کہ بیعت کونسی ضروری چیز ہے، لیکن حضرت کا اصرار بڑھتا رہا کہ تم ضرور حضرت مولانا احمد علی لاہوری سے بیعت ہو جاؤ۔ مولانا کے شدید اصرار پر میں نے بیعت ہونے کا وعدہ تو کر لیا لیکن پھر اسے بھول گیا۔

ایک دن حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا رسالہ خدام الدین پڑھ رہا تھا۔ وہاں حضرت نے اداریہ میں ظاہری اور باطنی آنکھوں کا تذکرہ فرمایا تھا۔ اور لکھا تھا کہ جب آدمی کی دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ حلال و حرام میں تمیز کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی قبر کے پاس سے گزرے تو اس پر صاحب قبر کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا میں ان دنوں کمپنی کے سکول واقع کمپنی باغ اوکاڑہ میں مدرس تھا۔ ابھی میں حضرت لاہوری کے مذکورہ بالا دعویٰ پر غور ہی کر رہا تھا کہ ایک استاد جن کا نام رشید صاحب تھا تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہ حرام کے پیسے ہیں، اگر کسی نے لینے ہیں تو لے لے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ نوٹ مجھے دے دو۔ اس نے کہا یہ تو حرام کا مال ہے۔ تم اسے کیا کرو گے۔ میں نے بتایا کہ میں حضرت لاہوری کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ آیا وہ حرام و حلال میں تمیز کرتے ہیں یا صرف دعویٰ ہی فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تین چار استاد اور بھی میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ ہم نے ایک ایک روپیہ اپنی جیب سے نکالا۔ کچھ پھل حلال کے پیسوں کے خریدے اور کچھ حرام کے پیسوں سے اور حلال و حرام والے لفافوں پر نظر رکھی اور ساتھیوں کے ساتھ عازم لاہور ہو گیا۔ جب حضرت سے ملنے کی باری آئی تو ہم نے وہ پھلوں کے لفافے حضرت کے سامنے پیش کئے۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہدیہ ہے، اسے قبول فرمائیں۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا: ہدیہ ہے یا امتحان لینے آئے ہو۔ اور

ان پھلوں میں سے حرام و حلال علیحدہ علیحدہ کر کے رکھ دیا۔ ہم سب ساتھی بہت حیران ہوئے اور حضرت لاہوری سے درخواست کی کہ ہمیں بیعت فرمالیں۔ تو آپ نے فرمایا تم امتحان لینے آئے تھے، وہ ہو گیا۔ جب بیعت کی نیت سے آؤ گے تو بیعت کر لیں گے۔ ہم سب ساتھی اسٹیشن پر پہنچے تا کہ بذریعہ ریل اوکاڑہ واپس جائیں۔ لیکن میرے دل میں اتھل پتھل ہو رہی تھی۔ باقی ساتھی تو چلے گئے لیکن میں نے ٹکٹ واپس کر دیا اور رات گزارنے کے لئے اپنے ہم زلف کے پاس شاہدرہ چلا گیا۔ تمام رات بے چین رہا۔ علی الصبح اٹھا اور نماز فجر شیرانوالہ آ کر پڑھی۔ بعد از نماز حضرت لاہوری کا درس سنا۔ جب حضرت درس سے فارغ ہوئے تو ان سے بیعت کی درخواست کی تو مسکرائے اور فرمایا اب تم بیعت کی نیت سے آئے ہو، اس لئے بیعت کر لیتا ہوں۔ بیعت کے بعد حضرت نے کچھ اوراد بتائے اور میں واپس اوکاڑہ آ گیا۔

جب میری بیعت کی خبر حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو ملی تو بہت خوش ہوئے اور حضرت لاہوری سے میرا تعارف اس معنیٰ میں کرایا کہ محمد امین عیسائیت اور قادیانیت پر بہت گہری نظر رکھتا ہے۔ حضرت لاہوری کو جب اس کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور انجیل برناباس پر مقدمہ لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے پچاس صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ لکھا، جس میں بائبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ انجیل برناباس اناجیل اربعہ سے زیادہ صحیح ہے اور برناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخلص حواری تھا۔ اس انجیل میں اب تک حضور اکرمؐ کے ذاتی نام احمد اور محمد موجود ہیں۔ جب حضرت لاہوری نے یہ مقدمہ پڑھا تو بھائی صاحب کی قوت استدلال سے متاثر ہوئے اور بھائی صاحب پر شفقتوں اور نوازشوں کی بارش کر دی۔

بھائی صاحب پر حضرت لاہوری کی شفقت و محبت کے ایک دو واقعات نذر قارئین ہیں، جن سے اندازہ ہوگا کہ بھائی صاحب صرف خانہ پری کرنے والے مرید نہیں تھے بلکہ حضرت لاہوریؒ کی محبت و شفقت اور توجہات خاصہ کے مہبط بھی رہے ہیں:

(۱) بھائی صاحب نے بتایا کہ میں ہر ماہ میں ایک مرتبہ حضرت لاہوری کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا تھا اور حضرت کی محبت و شفقت سے بہرہ اندوز ہوتا تھا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں لاہور گیا تو سوچا کہ اپنے لئے فتح القدیر خرید کر لاؤں۔ حضرت لاہوری سے ملاقات ہوئی تو میں نے فتح القدیر خریدنے کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا ابھی فتح القدیر نہ خریدو۔ اس کی بجائے احیاء العلوم خرید لو۔ لیکن میرا دل فتح القدیر میں اٹکا ہوا تھا۔ میں نے حضرت لاہوری سے کہا جیسا آپ کا حکم ہوگا وہی کروں گا لیکن دل میں سوچا کہ جاتا ہوا فتح القدیر ہی خریدوں گا، حضرت کو کونسا پتہ چلے گا۔ ابھی میں یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی جاؤ اور اردو بازار سے احیاء العلوم خرید کر لے آؤ۔ میں نے پھر عذر کیا کہ حضرت واپس جاتا ہوا خرید لوں گا۔ لیکن حضرت نے فرمایا نہیں، ابھی جاؤ اور کتاب خرید کر میرے پاس لاؤ، اتنے روپوں میں آئے گی اور تمہارے پاس اتنے پیسے تو موجود ہی ہیں۔ ہاں اوکاڑہ کا کرایہ میں اپنے پاس سے تمہیں دیتا ہوں۔ اور زبردستی اوکاڑہ کا کرایہ جو غالباً دو اڑھائی روپے کے قریب تھا، میرے رومال میں باندھ دیا۔ اب مجھے مجبوراً اردو بازار جانا پڑا۔ حضرت نے احیاء العلوم کی جو قیمت بتائی اتنے میں ہی مل گئی اور میں اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کتاب حضرت نے اپنی گود میں رکھی اور مسائل والی جلدیں اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں کہ ان کے پڑھنے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم حنفی ہیں اور مسائل میں ہمارا

امام غزالی سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ پھر تیسری چوتھی جلد اخلاقی جو فضائل پر مشتمل ہے۔ فرمایا ان جلدوں کو ضرور پڑھ لینا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ گھر آ کر میں نے حضرت کے حکم کے مطابق احیاء العلوم کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب بات مہلکات اور منجیات تک پہنچی تو میں انہیں پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ مہلکات کے باب میں مناظرہ کرنے کے نقصانات کا تذکرہ بھی تھا کہ اس سے بندہ میں تکبر و غرور پیدا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات صرف جیتنے کی غرض سے مناظر آدمی قرآن و سنت کے صحیح مطالب کی جان بوجھ کر غلط تاویلات کرتا ہے۔ اس سے سوائے ایمانی تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ الغرض امام غزالیؒ نے مناظرے کے مفاسد الم نشرح کر دیئے تھے۔ فرمایا میں نے سمجھا کہ حضرت نے غالباً مجھے یہ کتاب اسی لئے پڑھنے کا حکم دیا تھا تا کہ میں مناظرے کرنا چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں نے اس دن سے مناظرہ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا، بلکہ فرق باطلہ سے مناظرہ کرنے کے لئے میں نے اپنے لئے جو نوٹس تیار کئے ہوئے تھے وہ بھی سب کے سب جلا دیئے۔ ان حالات میں ایک دن کشمیر بک ڈپو کے مالک عبدالمجید بٹ صاحب تشریف لائے اور ایک قادیانی مربی سے مناظرہ کرنے کو کہا تو میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اب کبھی مناظرہ نہیں کروں گا۔ چونکہ عبدالمجید صاحب قادیانی کو چیلنج دے کر آئے تھے کہ ٹھہرو ہم تمہاری خبر لیتے ہیں۔ اب بھائی صاحب کے انکار پر ان کی حوصلہ شکنی ہوئی تو انہوں نے حضرت لاہوری کو غصہ سے بھرپور ایک خط لکھا جس میں یہ تک لکھ دیا کہ اوکاڑہ میں محمد امین ہی ایک آدمی تھا جو مرزائیوں اور عیسائیوں کا منہ بند کر سکتا تھا۔ آپ نے اس کو مناظرہ سے منع کر کے ہمیں ذلیل و رسوا کرایا ہے۔ آپ کے مرید بننے سے بہتر تھا کہ وہ بے مرشد ہی رہتا۔ آپ نے اسے بگاڑ دیا ہے وغیرہ

وغیرہ۔ بھائی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پروگرام کے مطابق حضرت لاہوری کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا تو دوران ملاقات حضرت لاہوری نے عبدالمجید بٹ صاحب کا خط میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے پڑھنے کے بعد عرض کی کہ حضرت میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے احیاء العلوم کا مطالعہ کرنے کی ترغیب اس لئے دی تھی تا کہ میں مناظرے بازی سے باز آ جاؤں۔ حضرت نے فرمایا اگر تمہیں مناظرہ سے منع کرنا ہوتا تو میں زبانی کہہ دیتا۔ میرے مشورہ کے بغیر ترک مناظرہ کا جو فیصلہ تم نے کیا ہے صحیح نہیں ہے۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے بنایا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تم سے کام لینا چاہتا ہے۔ میری دعائیں تیرے شامل حال ہیں۔ ان شاء اللہ مناظروں والی بیماریاں یعنی تکبر وغیرہ سے تم بچے رہو گے۔ پھر فرمایا بہت جلد باز ہو، بغیر مشورہ کے اتنے بڑے فیصلے کر لیتے ہو، آئندہ محتاط رہا کرو۔ میں نے وعدہ کیا تو فرمایا اچھا چلو مناظرہ نہ کرنے والی بات تو ٹھیک ہو سکتی تھی، لیکن تم نے اتنے قیمتی نوٹس کیوں جلا دیئے۔ میں یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ میرے نوٹس جلانے کا علم صرف مجھے ہی تھا اور خط میں بھی اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مجھے مناظرہ کرتے وقت کبھی بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی۔ اور میں محسوس کرتا تھا کہ حضرت لاہوری کی توجہ میری پشتی بان ہے۔

(۲) ایک مرتبہ بھائی صاحبؒ نے بتایا کہ حضرت لاہوری سے جب ملنے گیا تو آپ نے خوش ہو کر دس روپے کا نوٹ مجھے عطا کیا۔ جب میں نے لینے سے انکار کیا تو فرمایا کہ پیروں کو تو ہدایا ملتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مرشد کو بھی اچھے مرید کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہئے۔ یہ ہدیہ ہے، اس کو قبول کر لو۔ اور یہ بات اتنی لجاجت

سے کہی کہ مجھے قبول کرتے ہی بن پڑی۔

(۳) بھائی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مجھے علیحدہ کمرے میں لے گئے اور قیمتی نصائح سے مجھے نوازنے لگے۔ کچھ باتیں ایسی کہیں کہ کئی مرتبہ مجھ پر رقت طاری ہوئی اور میں رونے لگا۔ حضرت پھر تسلی دیتے اور مزید نصیحتیں فرمانے لگتے۔ پھر فرمایا محمد امین! شاید اس کے بعد ملاقات نہ ہو، اس لئے میری باتوں کو پلے باندھ لو۔ میں رونے لگا تو حضرت نے فرمایا امین! شاید تم کو میرا جنازہ بھی نصیب نہ ہو، اس لئے اس ملاقات کو آخری سمجھو۔ میں نے عرض کی حضرت! ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ آپ اتنے زیادہ بیمار تو نہیں ہیں کہ میں مایوس ہو جاؤں، اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور شفائے کاملہ سے نوازیں گے۔ اس پر حضرت مسکرائے اور فرمایا فیصلے اللہ کے ہاں ہوتے ہیں۔ تم اور میں فیصلہ کرنے والے نہیں۔ بھائی صاحب نے فرمایا: اس کے بعد میں حضرت سے اجازت لے کر بادل نخواستہ اوکاڑہ آ گیا۔ اپنے پروگرام کے مطابق جس دن مجھے لاہور جانا تھا، محکمہ تعلیم والوں نے کہا کہ اس دن تک تمام اساتذہ اپنے میڈیکل فٹ نس کے سرٹیفکیٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر منٹگمری (ساہیوال) سے بنوا کر دفتر میں جمع کروائیں۔ چنانچہ ان حالات میں لاہور کا پروگرام ملتوی کر کے میں چند رفقائے کار کے ساتھ عازم منٹگمری ہو گیا۔ وہاں پر مختلف ٹیسٹوں اور دفتری کارروائیوں میں کافی دیر ہو گئی۔ جب سرٹیفکیٹس ہمیں ملے تو ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ظہر کی نماز جامعہ رشیدیہ میں جا کر پڑھتے ہیں، وہاں علمائے کرام سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ فرمایا جب میں جامعہ رشیدیہ پہنچا تو مدرسہ خالی خالی اور ویراں نظر آیا۔ چند چھوٹے چھوٹے طلباء سے ملاقات ہوئی۔ ان سے پوچھا کہ حضرات علماء

کرام کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا آپ کو اتنا علم بھی نہیں کہ حضرت لاہوری وصال فرما گئے ہیں۔ ظہر کے بعد ان کا جنازہ ہے۔ تمام حضرات علماء کرام اور بڑے طلباء ان کے جنازہ میں شرکت کرنے کے لئے لاہور گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ باتیں سن کر مجھے سکتہ ہو گیا اور مجھے حضرت کی آخری ملاقات والی باتیں یاد آ گئیں اور میں رونے کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ اور اس بات پر یقین کامل ہو گیا کہ

"قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین صفدر کو یہ مقام و مرتبہ اگر ملا تو یہ ان کے اساتذہ کرام کی دعاؤں اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور دیگر بزرگان دین کی توجہات کا صدقہ تھا۔ بصورت دیگر اگر انہیں کامل اساتذہ اور بزرگان دین کی توجہ حاصل نہ ہوتی تو اتنا ذہین آدمی ہمارے لئے ایک مستقل فتنہ کا روپ دھار کر کم از کم پرویز اور مودودی جیسا ضرور بن جاتا۔ لیکن بزرگان دین کی توجہات کی وجہ سے محقق ذہن رکھنے کے باوجود آپ نے کبھی اپنی تحقیق کی ٹانگ نہیں لگائی۔ علمائے دیوبند کے مسلک کی وضاحت ہی فرمائی۔ اپنی تحقیق سے کوئی نئی بات پیدا کرنے کی کوشش نہ کی۔ علمائے کرام اور بزرگان دین کی دعاؤں اور توجہات خاصہ کے ایک دو واقعات عرض کرتا ہوں:

(۱) آج سے تقریباً بائیس سال پہلے کی بات ہے، میں ان دنوں گورنمنٹ کالج بورے والا میں پڑھاتا تھا۔ کالج سے واپس آیا اور نماز ظہر پڑھنے کے لئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ گیا تو پتہ چلا کہ میرے استاذ محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ تشریف فرما ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ایک کمرے میں آرام کی غرض سے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ان کی

ٹانگیں دبانے لگا۔ باتوں کا سلسلہ چل نکلا تو حضرت نے اچانک پوچھا آپ کے بھائی مولوی محمد امین صاحب کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی حضرت آپ کی دعاؤں سے خیریت ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری دلی دعائیں تو ہر وقت ان کے شامل حال ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے بھی ان غیر مقلدین سے بہت مناظرے کئے لیکن یہ مانتے نہیں تھے۔ اب تمہارے بھائی نے ان کو ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ مجھے حضرت کی یہ باتیں سن کر شرم سی آ رہی تھی کہ اتنا بڑا آدمی کس انداز میں اپنے سے چھوٹے کو بڑا بنا رہا ہے۔ یہی ہمارے اکابر کی شان تھی۔

(۳) تقریباً بیس سال پہلے کا ایک اور واقعہ یاد آ رہا ہے۔ بندہ ایک دن مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں گیا تو پتہ چلا کہ مولانا عبدالمجید صاحب شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑپکا تشریف فرما ہیں۔ میں دفتر میں ان سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوا تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور بھائی صاحب کا حال احوال پوچھنے لگے۔ پھر اچانک فرمانے لگے کہ تمہارے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے اتنا کچھ دیا ہے کہ بعض اوقات ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا اس سال میں نے ماہ رمضان کراچی میں گزارا۔ مولانا محمد امین کراچی میں علماء وطلباء کو پڑھا رہے تھے۔ میں نے مولانا کے تمام اسباق بالاستیعاب سنے ہیں۔ اگر کسی دن کسی ناگزیر وجہ سے میں درس میں شامل نہ ہو سکتا تو میں اپنے کسی شاگرد سے کہہ دیتا کہ مولانا کا سبق نوٹ کرلے۔ واپس آ کر میں اس سبق کو پڑھ لیتا۔ ابھی میں حضرت کی یہ باتیں سن کر کچھ خجالت سی محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا نے فرمایا: ''افضل بھائی مجھے حدیث کی کتابیں پڑھاتے بیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ بعض اوقات مولانا محمد امین کسی حدیث سے جو نکات و مسائل نکال کر پیش کرتے ہیں تو

میں دنگ رہ جاتا ہوں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں کیوں نہیں آئی۔ فرمایا مولانا کی بہت سی باتیں تو الہامی معلوم ہوتی ہیں۔'' الغرض مولانا محمد امین صفدر کو بے استاد اور بے مرشدا کہنے والوں کو جان لینا چاہئے کہ اپنے اساتذہ سے اور بزرگان دین سے جس طرح کا فیض انہوں نے حاصل کیا وہ ناقدین حضرات کے بس کی بات نہ تھی۔ انہیں بزرگوں کے ادب و احترام اور خدمت نے انہیں وہ بلند مقام عطا کیا جس کی طرف دیکھنے سے حاسدین کی ٹوپیاں گر جاتی تھیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست : تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت لاہوریؒ کے بعد:

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے وصال کے بعد بھائی صاحب کے قلق و اضطراب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ تجدید بیعت کی خاطر اپنے مرشد زادے حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوئے۔ لیکن آپ احسن طریقہ سے ٹال دیتے اور فرماتے کہ حضرت آپ کا تعلق ابا جان سے تھا، اسے قائم رکھیں۔ آپ کو تجدید بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ بھائی صاحب نے اپنا اصرار جاری رکھا تو ایک دن مولانا عبیداللہ انورؒ نے فرمایا کہ اگر آپ نے ضرور بیعت ہی کرنی ہے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والوں کی بیعت کرلیں، کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مجاز ہیں اور ابا جان (حضرت لاہوری) کے بھی بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب کے اس صائب مشورہ پر آپ نے فوراً عمل کیا اور چکوال جا کر حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرلی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھائی صاحب کی

اصلاح باطنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اور دونوں میں پیار و محبت اور الفت کے گہرے تعلقات قائم ہو گئے جو بھائی صاحب کی وفات تک قائم رہے۔ حضرت قاضی صاحب کے ہر حکم کو بجالانا آپ باعث سعادت سمجھتے تھے۔ سال میں ایک دو مرتبہ تبلیغی جلسوں اور تربیتی اجتماعات میں حضرت قاضی صاحب بھائی صاحب کو بالالتزام بلایا کرتے تھے

تعلیمی و تبلیغی خدمات:

بھائی صاحب نے متیج کاٹن ہائی سکول سے بطور اٹرینڈ عربی ٹیچر اپنی ملازمت کا آغاز کیا تھا۔ آپ نے او۔ٹی کا کورس نہیں کیا تھا بلکہ جے۔وی ٹیچر تھے۔ میونسپل کمیٹی اوکاڑہ میں ایک جگہ خالی ہوئی تو آپ نے بطور جے وی ٹیچر وہاں اپنی خدمات پیش کر دیں اور کمیٹی کے ملازم ہو گئے۔ آپ اپنی اس ملازمت کے دوران دینی و تبلیغی خدمات سے بھی غافل نہ ہوئے۔ گاؤں میں ہر روز صبح کے وقت درس قرآن دیتے۔ سکول سے چھٹی کے بعد مختلف دینی مدارس میں جا کر وہاں طلباء کو فرق باطلہ کی تردید اور احقاق حق کی ٹریننگ دیتے۔ وقتاً فوقتاً عوامی اجتماعات سے بھی خطاب فرماتے

بزرگوں کی دعاؤں اور شیوخ کی نظر کرم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت عامہ کی نعمت سے نوازا تھا۔ مشکل سے مشکل دینی مسائل آپ عوام کے ذہنوں میں جاگزیں کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ جہاں علماء کے ساتھ علمی انداز اپناتے وہاں عوام کے ساتھ سادہ طرز گفتگو کا انداز اپناتے۔ آپ کی قبولیت عامہ کا خطہ دن بدن وسیع ہوتا گیا اور پنجاب کی سرحدوں سے نکل کر پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ آپ کا رمضان المبارک اکثر کراچی اور سندھ کے دوسرے شہروں میں گزرنے لگا۔ آپ اگر دس دن ایک مدرسہ میں علماء اور منتہی طلباء کو مناظرہ پڑھاتے تو اگلے پندرہ دن کسی اور جگہ یہ علمی

محفل جمتی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے دیگر فرق باطلہ کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ تمام فتنوں کی بنیاد عدم تقلید اور خود رائی ہے۔ اصل دین وہی دین ہے جو صحابہ کی وساطت سے نسلاً بعد نسلٍ ہم تک پہنچا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ غیر مقلدیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ باقی تمام فتنے اسی سے نکلے ہیں۔ آدمی غیر مقلد ہونے کے بعد کسی وقت بھی منکر حدیث، قادیانی، چکڑالوی، بہائی اور رافضی ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں شب و روز محنت کی اور آج یہ بات دیوبندی کہلانے والے علماء و طلباء پر واضح ہو چکی ہے کہ مولانا محمد امین صفدر ؒ سچ فرماتے تھے اور تمام فتن حاضرہ کی جڑ بزرگان دین اور سلف صالحین کو چھوڑ کر اپنی رائے پر اصرار کرنا ہی ہے۔ مولانا کے طرز استدلال اور قوت گرفت کے سامنے بڑے بڑے مخالفین نہیں ٹھہرتے تھے۔ آپ کی ان خوبیوں کو دیکھ کر اکثر علماء فرماتے کہ امین بھائی سکول چھوڑ کر کوئی مدرسہ قائم کر لو، کیوں اپنا وقت سکول میں ضائع کرتے ہو۔ آپ جواب میں فرماتے کہ بھائی مدرسہ تو میں بنا لوں گا لیکن چندہ کون مانگے گا۔ چندہ مانگنا میرے بس کا روگ نہیں۔ ایک مرتبہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ صاحب نے باصرار مطالبہ کیا کہ اب آپ سکول کی نوکری چھوڑ کر میرے مدرسہ میں آجائیں۔ اب میں آپ کا کوئی عذر نہیں سنوں گا۔ مولانا کی آہ میں ایسا اثر تھا کہ بھائی صاحب نے نوکری چھوڑ دی اور عازم کراچی ہو گئے۔

وہاں پر بھائی صاحب کو شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کا مدیر اعلیٰ بنا دیا گیا۔ وہاں آپ نے طلباء، علماء اور عوام میں بہت کام کیا اور نئے نئے فتنوں کا خوب مقابلہ

کیا۔ دارالعلوم بنوری ٹاؤن کی لائبریری سے آپ کو عشق تھا۔ کراچی کی آب و ہوا مزاج کے مطابق نہیں تھی۔ اکثر و بیشتر بیمار رہنے لگے۔ ایک مرتبہ جنوبی افریقہ کے دورہ پر گئے، واپسی پر عمرہ بھی کیا۔ جنوبی افریقہ کے علماء نے آپ سے درخواست کی کہ ہمارے پاس آجاؤ، چھ ماہ یہاں رہنا، چھ ماہ پاکستان۔ تنخواہ سال کی ملے گی۔ دیگر مراعات بھی دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک بنوری ٹاؤن کراچی کے مدرسہ کا کتب خانہ کھنگال نہ لوں گا کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ اور اس قسم کی تمام پیشکشوں کو مسترد کر دیا۔ اور بیماری کے باوجود دارالعلوم بنوری ٹاؤن کو نہ چھوڑا۔ جب حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ صاحب کا وصال ہوگیا تو آپ کا دل ٹوٹ گیا اور اپنی بیماری کا عذر پیش کر کے وہاں کام کرنے سے معذرت کر لی۔ گھر واپس آئے تو بہت سے مدارس کی جانب سے آپ کو پیشکشیں ہوئیں، لیکن آپ نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مرحوم کے نبیرہ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کی دعوت قبول کر کے مدرسہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ الدعوۃ والارشاد کی صدر نشینی قبول فرمائی۔ ماہنامہ "الخیر" کے ہر شمارہ میں بھائی صاحب کا کوئی نہ کوئی مضمون ضرور شائع ہوتا، جس سے علماء کے ساتھ عوام کو بہت فائدہ پہنچا اور "الخیر" کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ اپنے وصال تک خیر المدارس میں ہی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے

وفات:

علمائے حرمین شریفین کے اصرار پر اس سال رمضان المبارک میں عمرہ پر جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پاسپورٹ بن گیا اور غالباً ویزہ بھی لگ گیا تھا۔ وفات سے ایک ماہ قبل ہلکے ہلکے بخار میں مبتلا تھے۔ لیکن آپ اس قسم کی بیماریوں کو درخور اعتناء نہ سمجھتے تھے

اور اپنے تعلیمی و تبلیغی اسفار کو ترک نہ فرماتے تھے۔ 24 اکتوبر 2000ء کو مدرسہ عزیزیہ فعلیہ چک 181/9-L ضلع ساہیوال میں حضرت مولانا سید انور حسین نفیس شاہ صاحب لاہور والے تشریف لا رہے تھے، مجھے بھی وہاں پہنچنے کی دعوت تھی۔ بندہ بھی حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے لئے وہاں حاضر ہوا۔ وہاں پر برادر عزیز مولانا محمد انور صاحب اوکاڑوی جو کہ آج کل دارالعلوم کبیر والہ میں استاذ حدیث ہیں سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بھائی صاحب کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہلکا ہلکا بخار رہتا ہے، لیکن آرام نہیں کرتے۔ جامعہ خیر المدارس میں تعطیلات کے بعد گھر آئے تو طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ سرگودھا میں دس دن پڑھانے کا پروگرام تھا، وہاں تشریف لے گئے۔ اور بیماری کی حالت میں بھی آٹھ آٹھ گھنٹے پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو مدرسہ والوں سے کہنے لگے کہ مجھے بس پر بٹھا دیں تاکہ میں گھر پہنچ جاؤں۔ انہوں نے دو ساتھی ساتھ بھیجے۔ وہ آپ کو تیس اکتوبر 2000ء کی رات کے وقت گھر پہنچا گئے۔ اکتیس اکتوبر کا دن آپ نے گھر میں گزارا۔ دراصل آپ کو دل کی تکلیف ہوگئی تھی، لیکن آپ کا خیال تھا کہ مجھے سردی لگ گئی ہے۔ گھر والوں نے ہسپتال لے جانے کو کہا تو نہ مانے اور فرمایا کہ مجھے بھائی حکیم محمد سلیم صاحب سے دوا لا دیں، میں وہ کھا لوں گا۔ چنانچہ بھائی محمد سلیم صاحب کی دوا سے کچھ افاقہ ہوا۔ عشاء کی نماز گھر پر پڑھی اور نو بجے کے قریب پھر دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ اکتیس اکتوبر بروز منگل مطابق چار شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ کی رات بوقت نو بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بروز بدھ یکم نومبر 2000ء مطابق چار شعبان المعظم بوقت پونے چار بجے قبل العصر آپ کی نماز جنازہ چک نمبر 55/2-L کے سکول کے گراؤنڈ

میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ ان کے مرشد قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والوں کے صاحبزادہ مولانا قاضی ظہور الحسن صاحب نے پڑھائی۔ تمام پاکستان سے علماء اور طلباء جنازے میں شریک ہوئے۔ شرکائے جنازہ کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق چھ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی۔ کراچی سے شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ سپاہ صحابہ پاکستان کے عظیم رہنما جناب علی شیر حیدری مع احباب تشریف فرما تھے۔ مجاہدین کی کثیر تعداد بھی آپ کے جنازہ میں شریک ہوئی۔ شرکاء کی آنکھیں مولانا کی وفات پر پرنم اور اشک بار تھیں۔ اس دن لوگوں کو اندازہ ہوا کہ اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔

نماز جنازہ کے بعد چند ایک حضرات نے مختصراً تعزیت فرمائی۔ شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج انور شاہ کشمیری دوبارہ وفات پا گئے ہیں۔ مولانا علی شیر حیدری نے فرمایا کہ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر مجھے کوئی مسئلہ نہ آئے گا تو پاکستان میں میرے استاذ مولانا کے بعد کونسی ہستی ایسی ہے جو مجھے وہ مسئلہ بتائے گی اور سمجھائے گی۔ اس کے بعد حضرت مولانا کو قبل از مغرب گاؤں کے قبرستان میں والد ماجد میاں ولی محمد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اخلاق وعادات:

میرے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد امین صفدر کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو بات کہتے تھے اس پر عمل پیرا بھی ہوتے تھے۔ جب ہمارے والد محترم کا وصال ہوا تو ان کی تدفین کے بعد ہم بھائیوں کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ کل لوگ جب افسوس

کے لئے آئیں گے تو کیا ہم اس وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں۔ مولانا اس وقت موجود نہیں تھے۔ ہم نے ان کی عدم موجودگی میں فیصلہ کیا کہ اگر کوئی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو ہم بھی اٹھالیں گے۔ اگر نہ اٹھائے گا تو ہم بھی نہیں اٹھائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد بھائی صاحب تشریف لائے تو ہم نے اپنے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا تو فرمایا تمہارا فیصلہ غلط ہے۔ ہمارے گاؤں میں قادیانی بھی رہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ یہاں دیوبندی بریلوی اختلاف پیدا کیا جائے۔ لیکن ہم نے انہیں اس بات کا کبھی موقع نہیں دیا۔ ہم ہمیشہ اپنے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے۔ گاؤں میں جب کوئی موت ہو جاتی تو ہم ان کے اعزہ سے صرف اظہار افسوس کرتے تھے۔ فاتحہ کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آج اگر ہم نے کمزوری کا اظہار کیا تو قادیانی لوگوں کو اکسائیں گے کہ دیکھ لیا تم نے، جب تمہارے مریض مرتے تھے تو دعا نہیں کرتے تھے۔ آج ان کا اپنا باپ مر گیا تو دعا شروع کر دی ہے۔ لہٰذا اپنے مسلک پر قائم رہو۔ اگر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اسے بھی پیار سے مسئلہ سمجھا دو کہ بھائی آپ نے ہم سے اظہار افسوس کر کے ہمارا حق ادا کر دیا ہے۔ میت کا حق اس کی قبر پر جا کر یا اپنے گھر میں رو کر تلاوت کلام پاک سے ادا کرو۔ دونوں چیزوں کو خلط ملط نہ کرو۔ چنانچہ بھائی صاحب کی استقامت کی وجہ سے ہم سب بھائی صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئے اور موت کی تمام رسومات سے بچ گئے۔

بھائی صاحب کے مزاج میں سادگی تھی۔ ریاکاری، مکاری اور شو بازی سے کوسوں دور رہتے تھے۔ کھانے پینے، پہننے اور رہنے سہنے جیسے تمام معاملات میں تکلف کو پسند نہ کرتے تھے۔ ظاہری کر و فر کے قطعاً قائل نہیں تھے۔ جو مل گیا کھا لیا، جو مل گیا پہن

لیا۔ ان تمام معاملات میں حتی المقدور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔

ہمارے بھائی انتہائی نرم دل تھے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی غمگساری ان کا شیوہ تھا۔ ہمارے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ نے بڑے ہونے کے ناطے تمام بھائیوں اور بھتیجوں سے حسن سلوک کا معاملہ فرمایا۔ ہر کسی کے دکھ درد میں شرکت کرتے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے۔

بحمد اللہ میرے بھائی حب جاہ اور حب مال جیسی بیماریوں سے بچے ہوئے تھے۔ یہ ایسی مہلک بیماریاں ہیں جو آدمی کے ایمان کا ستیاناس کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کوئی حسد کا مارا ہوا آدمی ان کے خلاف کوئی سازش کرتا اور آپ کو اس کا علم ہو جاتا تو آپ اس شخص سے کبھی جواب طلب نہ کرتے، بلکہ بڑی سے بڑی بات کو ہنس کر ٹال دیتے تھے۔ آپ جب سکول کی نوکری ترک کر کے بنوری ٹاؤن کراچی تشریف لے گئے تو مولانا مفتی احمد الرحمن صاحبؒ نے آپ کا بہت اکرام کیا اور پرانے اساتذہ کے برابر آپ کی تنخواہ مقرر کر دی۔ اس سے کچھ اساتذہ کو تکلیف پہنچی اور انہوں نے بنگالی طلباء کو اپنا آلہ کار بنایا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ مولوی محمد امین کوئی باقاعدہ عالم نہیں ہیں، محض ایک سکول ٹیچر ہیں اور انہیں معقولات سے کوئی مس نہیں ہے۔ نیز صرف و نحو بھی انہیں نہیں آتی۔ اس سب کے باوجود مہتمم صاحب نے ان کی تنخواہ ہمارے برابر مقرر کر دی ہے۔ وہ طلباء مفتی احمد الرحمن صاحب کے پاس گئے اور اس ناانصافی کا ذکر کیا اور کہا کہ مولوی امین صاحب کو تو کچھ نہیں آتا، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر مفتی صاحب نے ان طلباء سے کہا کہ بھائی آپ خود جا کر مولانا محمد امین صاحب سے مل کر اپنے شبہات دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور معلوم کریں کہ آپ

کے اعتراضات بجا ہیں یا بے جا۔ چنانچہ وہ طلباء بھائی صاحب کے پاس آئے اور اپنے اشکالات پیش کئے۔ آپ نے ان کے جوابات بڑے دلنشین انداز میں دیئے۔ اب وہ طلباء روز مولانا کے پاس آتے اور مختلف علوم کے بارہ میں اپنے سوالات پیش کرتے اور شافی جواب پا کر اطمینان کی نعمت حاصل کرتے۔ چند دن بعد مفتی صاحب نے ان طلباء کو بلایا اور پوچھا کہ بھائی آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے سامنے اپنے اشکالات وغیرہ پیش کئے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان سے بہت سے سوالات کئے اور شافی جوابات پائے۔ ہمارے جس استاد نے ہمیں ان سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی ہم نے دو سالوں میں ان سے اتنا علم حاصل نہیں کیا جتنا مولانا محمد امین صاحب سے چند دنوں میں حاصل کر لیا ہے۔ یہ واقعہ بعد میں مفتی صاحب نے بھائی صاحب کے گوش گزار کیا تو بھائی صاحب صرف مسکرا کر رہ گئے اور اس پر کسی قسم کا تبصرہ نہ کیا۔

الغرض بھائی صاحب رواداری، وسیع الظرفی، چشم پوشی اور درگزر کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور مخالفین کے الزامات و اتہامات پر صرف مسکرا دیتے تھے۔ آپ کے اس رویہ کی وجہ سے مخالفین اکثر اوقات شرمندگی اور خجالت میں مبتلا ہو کر ایسی حرکات سے باز آ جاتے۔ آپ چھپنے کی بجائے چُھپنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ابتداء میں جب آپ نے مختلف رسائل فرق باطلہ کے رد میں تحریر کئے تو بعض علمائے کرام نے ان کو اس شرط پر شائع کیا کہ کتاب پر اُن کا نام بطور مصنف لکھا جائے۔ آپ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور وہ رسائل کسی دوسرے کے نام سے شائع ہو گئے۔ ہمیں (مولانا کے بھائیوں) اس بات سے خاصہ دکھ پہنچا اور مولانا سے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اپنے رسائل اپنے نام سے چھپوائیں۔ تو آپ نے جواب میں مسکرا کر فرمایا کہ میرا مقصد یہ

ہے کہ یہ رسائل عوام تک پہنچیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں، نام خواہ کسی کا ہو۔ یہ مقصد پورا ہو رہا ہے۔ ہمیں تو کام سے غرض ہے، نام سے کوئی غرض نہیں ہے۔

آپ مخالف مناظر کا جواب بھی ہمیشہ مسکرا کر دیا کرتے تھے۔ چہرے پر غصہ اور ناگواری لے آنا، بہت کم ہویدا ہوتے تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی مشکلات و مصائب کے باوجود ہنس اور مسکرا کر گزار دی۔ جن حضرات نے جنازہ کے وقت مولانا کا چہرہ دیکھا ہے وہ اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ آپ مرنے کے بعد بھی ایسے ہی مسکرا رہے تھے جیسے زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نیند میں مسکرا رہے ہیں اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر تقریر شروع کر دیں گے۔ لیکن ۔ "خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا" کے مصداق اب ہم ان کی آواز کو قیامت تک ترسیں گے۔ آخر میں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ میرے بھائی میرے رہبر کو اپنی دعاؤں اور تلاوتوں میں شریک رکھیں، تا کہ ان کی قبر وسیع، کشادہ اور ٹھنڈی ہو اور ذات باری تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرمائیں۔ اے ہمارے پیارے بھائی! تیری وفات پر ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہمارے والد صاحب دوبارہ وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں کشادہ جگہ دے۔ ؎

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے ۔ سبزۂ نورستہ تیرے گھر کی نگہبانی کرے

تصنیفات:

میرے بھائی کی تصنیفات چھوٹے چھوٹے رسائل اور مضامین کی شکل میں بے شمار ہیں جنہیں اب ان کے شاگردوں نے "مجموعہ رسائل" (چار جلد) اور "تجلیات صفدر" (چار جلد) کی صورت میں اکٹھا کر دیا ہے۔ بقیہ جلدیں زیر ترتیب ہیں۔

پس ماندگان:

حضرت مولانا نے اپنے پیچھے ایک بیوہ (ہماری بھابھی) جو انتہائی سلیقہ شعار، سمجھدار اور نیک خاتون ہیں، کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ہماری ان بھاوجہ صاحبہ نے گھر کے تمام معاملات سنبھالے ہوئے تھے اور گھر کو احسن طریقے سے چلاتی تھیں۔ ان کے حسن انتظام کی وجہ سے بھائی صاحب کو گھریلو کاموں میں الجھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی، اور تمام خاندانی معاملات ہماری بھاوجہ ہی سرانجام دیتی تھیں۔ اس وجہ سے بھائی صاحب تعلیمی و تبلیغی سرگرمیوں میں دلجمعی سے حصہ لیتے تھے۔ انہیں امور خانہ کی فکر نہ ہوتی تھی۔ اس لئے بھائی صاحب کی ان تمام دینی خدمات میں بھاوجہ صاحبہ کا برابر کا حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ بھائی صاحب کے پانچ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں صاحب اولاد ہیں۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ مولانا کے بچوں کا حامی و ناصر ہو اور تمام مشکلات میں ان کی مدد فرمائے اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا کے بیٹوں کے نام محمد صدیق، محمد عمر، محمد عثمان، محمد علی اور محمد معاویہ ہیں۔ تین صاحبزادے حافظ قرآن ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ مولانا کی کوششوں کے باوجود کوئی بیٹا تا حال عالم نہیں بن سکا۔

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بھائیوں کو سوگوار چھوڑا۔ حکیم محمد سلیم صاحب اوکاڑہ، پروفیسر میاں محمد افضل ساہیوال، قاری محمد اشرف فاروقی صاحب ایم۔ اے، محمد اکرم ارشد صاحب کراچی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی، دار العلوم کبیر والا۔ اس کے علاوہ مولانا نے بڑی تعداد میں نواسے نواسیاں، بھتیجے، بھتیجیاں، ایک عدد پوتا اور مسلک دیوبند کے لاکھوں علماء، طلباء، اور عوام کو اپنی جدائی اور فراق کے غم میں مبتلا کر دیا، جس کا اجر خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔

(خودنوشت)

حالات مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ہمارا خاندان بستی نمرا اں شہر جالندھر (بھارت) سے تعلق رکھتا ہے۔ قوم ارائیں ہے' والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام ولی محمد اور دادا جی کا نام پیر محمد تھا۔ باپ بیٹے دونوں کا پیشہ باغبانی تھا' دونوں حضرات پابند صوم وصلوٰۃ اور بہت عابد تھے۔ کچھ زمین بیکانیر میں تھی۔ میری پیدائش بیکانیر ضلع گنگا نگر کی ہے۔ پھر ضلع فیصل آباد چیانہ اسٹیشن کے قریب چک نمبر ۳۲۲ جھلاراں میں آباد رہے۔ یہاں ایک سیلانی بزرگ سید شمس الحق شاہ صاحب قدس سرہ جو فاضل دیوبند تھے تشریف لائے۔ والد صاحب نے ان سے عرض کیا کہ میرے بچے جو پیدا ہوتے ہیں وہ چند دن یا چند ماہ کے بعد فوت ہو جاتے ہیں' زندہ نہیں رہتے' تین لڑکے اور ایک لڑکی یکے بعد دیگر فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت سید شمس الحق صاحب رحمہ اللہ نے والد گرامی سے فرمایا ولی محمد! گھبراؤ نہیں' تم اللہ کے فضل و کرم سے سات بیٹوں کا منہ دیکھو گے۔ ہاں یہ نیت بھی رکھو کہ مجھے اللہ بیٹا عطا کرے تو میں عالم بناؤں گا۔ اس کے بعد میں پیدا ہوا اور میرا نام انہی بزرگوں نے محمد امین رکھا۔ پھر یہ سیلانی بزرگ ہمارے علاقے سے صادق آباد تشریف لے گئے۔ میرے بعد چھ بھائی پیدا ہوئے اور والد صاحب رحمہ اللہ نے واقعی سات بیٹوں کا منہ دیکھا۔ حضرت اقدس سید شمس الحق شاہ صاحب رحمہ اللہ کے بھائی سید نور الحق شاہ صاحب لاہور ٹکسالی دروازہ میں ایک مسجد کے خطیب تھے اور بہترین طبیب تھے۔ حضرت سید شمس الحق

صاحب علاج کے لئے صادق آباد سے لاہور تشریف لائے۔ اس وقت میری عمر ۹ یا ۱۰ سال کی تھی۔ والد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ میں بھی لاہور گیا۔ حضرت رحمہ اللہ کی زیارت ہوئی۔ حضرت نے والد صاحب سے پوچھا یہ محمد امین ہے؟ والد صاحب نے عرض کیا یہ محمد امین ہے' دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسے عالم بنائیں۔ حضرت اقدس چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے سر جھکا کر سلام عرض کیا۔ حضرت اقدس رحمہ اللہ نے بڑے پیار سے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا ولی محمد! یہ لڑکا مولوی بنے گا' [illegible] میں اب تک سوچا کرتا ہوں کہ حضرت اقدس کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے اس جملے کو اللہ تعالیٰ نے کیسا شرف بخشا۔

میری تعلیم:

والد صاحب رحمہ اللہ نے مجھے غیر مقلدین کے ہاں قرآن پاک ناظرہ پڑھنے کے لئے داخل کرا دیا۔ حافظ محمد رمضان میرے استاد تھے' ان کی تبلیغ سے میں غیر مقلد بن گیا۔ پھر مولانا عبدالجبار محدث کنڈیلوی کے پاس کچھ کتابیں پڑھیں۔ میری پیدائش ۴ اپریل ۱۹۳۴ء کی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں حضرت اقدس مولانا عبدالقدیر صاحب قدس سرہ شیخ الحدیث تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی جو اس وقت عید گاہ اوکاڑہ میں مدرس تھے کے سمجھانے سے میں حنفی بن گیا اور حضرت مولانا ضیاء الدین سیوہاروی رحمہ اللہ فاضل دیوبند' حضرت مولانا سید محمد عبدالحنان صاحب نور اللہ مرقدہ اٹک حضرو فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب فاضل دیوبند سے تعلیم حاصل کرتا رہا اور حدیث پاک بھی میں نے آپ سے پڑھی۔ آپ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے شاگرد رہے۔ اس کے علاوہ مولانا محمد حسین چک نمبر ۴/۲ ایل اے سے کچھ تعلیم حاصل کی اور حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالحمید صاحب بیتاپوری حال مفتی جامعہ مدنیہ لاہور سے بھی بہت استفادہ کیا۔ یہ تمام حضرات اپنے وقت کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔

ایک عجیب واقعہ :

میہ کلو کے مدرسہ میں جب میں زیر تعلیم تھا تو حضرت مولانا بشیر احمد صاحب دھولی پسروری خلیفہ اجل حضرت اقدس شیخ التفسیر' سلطان العارفین مولانا احمد علی صاحب لاہوری تشریف لائے۔ طلباء زیارت اور مصافحہ کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت سے میری کوئی سابقہ جان پہچان نہ تھی۔ سب طلباء کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرما رہے تھے۔ میں نے مصافحہ کیا تو حضرت نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرمانے کے بعد بائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے بائیں طرف اٹھالیا اور باقی طلباء سے مصافحہ فرماتے رہے جب طلباء ختم ہو گئے تو میری طرف متوجہ ہوئے' نام پوچھا اور فرمایا کہ یہ [illegible] بہت بڑے علاقے کو سنبھال سکتا ہے۔ پھر حضرت نے بڑی محبت سے مجھے بیعت کی ترغیب دی۔ میں چونکہ غیر مقلدیت سے ادھر آیا تھا بیعت کو بدعت اور دنیاوی دکانداری سمجھتا تھا اس لئے میں نے بار بار انکار کیا کہ یہ کون سی ضروری چیز ہے۔ لیکن حضرت نے بڑے پیار سے مجھے سمجھایا اور اس بات پر آمادہ فرما لیا کہ بیعت حضرت شیخ التفسیر سلطان العارفین مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ سے کروں۔ میں نے ہاں تو کرلی مگر مولانا کے تشریف لے جانے کے بعد خیال بھی نہ رہا۔ ایک دن میں رسالہ خدام الدین میں حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر کی تقریر پڑھ رہا تھا جس میں آپ کا فرمان تھا کہ جسمانی آنکھیں تو اللہ تعالیٰ نے گدھوں اور کتوں کو بھی دی ہیں" آنکھیں تو اصل دل کی ہیں اگر روشن ہو جائیں تو اسے حرام حلال کا امتیاز ہو جاتا ہے اور اگر وہ قبر کے پاس سے گزرے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ قبر جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا" میں یہ پڑھ ہی رہا تھا کہ ایک ماسٹر صاحب جن کا نام رشید احمد تھا وہاں کمرہ میں داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور کہتے آرہے تھے کسی نے حرام نوٹ لینا ہے یہ حرام ہے حرام۔ میں نے کہا مجھے دے دو۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگے تم کیا کرو گے؟ میں نے وہ مجلس ذکر کی عبارت سنائی کہ لاہور چلتے ہیں اور پتہ لیتے ہیں کہ خود حضرت لاہوری رحمہ

اللہ کو حلال حرام کی تمیز ہے یا نہیں۔ اس پر چار پانچ نیچر اور تیار ہو گئے ہم سب نے ایک ایک روپیہ اپنے پاس سے لے لیا' ایک روپے کے جیب اپنے روپے سے اور ایک کے حرام روپے سے۔ اس طرح پانچ پھل ہم نے خرید لئے اور ایک ایک پھل کی کوئی نشانی ہر ایک نے ذہن میں رکھ لی کہ یہ جیب حرام روپے کا ہے وہ حلال روپے کا ہے" یہ کیلا حرام روپے کا ہے وہ حلال کا" اور ہم لاہور پہنچ گئے۔ ضلع ساہیوال کے احباب کو آواز دی' ہم حاضر ہوئے' پھل حضرت رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیئے۔ ہماری طرف دیکھا اور فرمایا' بھئی! یہ کیا لائے ہو؟ میں نے عرض کیا حضرت زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے' یہ کچھ ہدیہ ہے۔ فرمایا ہدیہ لاتے ہو یا میرا امتحان لینے آئے ہو اور آپ نے سب پھل الگ الگ کر دیئے کہ یہ حلال ہیں" یہ حرام ہیں۔ اب ہم نے بیعت کی درخواست کی تو حضرت نے سختی سے فرمایا چلے جاؤ" تم بیعت کے لئے تھوڑے آئے تھے' تم تو امتحان کے لئے آئے تھے اور ہمیں اٹھا دیا۔ ہم واپس اسٹیشن پر آگئے۔ گاڑی آئی' باقی چاروں ساتھی سوار ہو گئے مگر میرا دل سوار ہونے کو نہ چاہا میں ٹکٹ واپس کر کے شلبورہ لاہور رہا اپنے ہم زلف کے ہاں چلا گیا اور دوسرے دن فجر کی نماز مسجد شیرانوالہ میں حضرت کی اقتداء میں ادا کی۔ نماز کے بعد درس کی جگہ پر آپ نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔ درس کے بعد چند ساتھی بیعت کے لئے بڑھے میں بھی ساتھ بیٹھ گیا۔ دیکھ کر مسکرا کر فرمایا اچھا اب بیعت کے لئے آگئے ہو؟ میں نے عرض کیا حضرت حاضر ہو گیا ہوں۔

حضرت نے بیعت فرمایا اور اسم ذات' استغفار اور درود شریف کی تسبیحات کی تعلیم فرمائی۔ تقریباً چار سال حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری کی توفیق حاصل رہی۔ حضرت نے علالت نقاہت سے انجیل برناباس کا مقدمہ تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ عاجز نے مقدمہ لکھ کر پیش کیا۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔ حضرت سے تعلق کی برکات میں سے یہ تھا کہ اگرچہ میں بعض حالات کی وجہ سے مجبوراً پرائمری سکول میں پڑھانا شروع کیا مگر یہ میرا اصل مشغلہ نہ تھا الحمد للہ سکول کے چند گھنٹوں کے

علاوہ باقی وقت عربی دینی کتب کا مطالعہ اور تبلیغ دین میں ہی خرچ ہوتا۔ اپنے گاؤں میں دو دفعہ مکمل قرآن پاک کا درس ختم کیا۔ حضرت رحمہ اللہ کی دعاؤں اور توجہات نے اس عاجز کو دین کا ایک سپاہی بنا دیا۔ مرزائی' عیسائی' اہل بدعت (بریلوی) اور شیعہ کے علاوہ عموماً دور حاضر کے بدترین اہل بدعت جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور غیر مقلدین کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے ساتھ کراچی سے پشاور تک الحمدللہ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ۵۰۰ مناظرے ہوئے جس میں اللہ پاک نے اپنے اکابر کے اس غلام کو ہر جگہ سرخرو کیا اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگ اہل باطل کے دام فریب سے نکلے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ اسی ذیل میں متعدد مضامین بھی وقتاً فوقتاً لکھے جن کے چار مجموعے پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ پانچواں اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے بعد میرا روحانی تعلق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے خلیفہ' امام اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم سے ہے۔ ان کی دعائیں اور توجہات میرے لئے بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ اللہ پاک آپ کی عمر میں برکت نصیب فرمائے۔ چونکہ میرا گاؤں ۵۵/ ایل۔ ۲ ہے جو قادیانیوں کا گاؤں ہے۔ اس لئے ان سے مناظرے ہوتے رہتے۔ بزرگوں کی توجہ کی برکت سے اس موضوع پر بھی الحمدللہ کبھی بھی شکست کا منہ نہیں دیکھنا پڑا۔ پھر میں نے بائبل پر محنت کی اور عیسائیوں سے مناظرے کئے۔ میرے بہت سے دوست کہتے کہ ایف۔ اے کر کے سی۔ ٹی اور بی۔ اے کر کے بی۔ ایڈ کر لو مگر مجھے اس کا کوئی شوق نہ تھا۔ مطالعہ کی عادت تھی لیکن اللہ والوں کی دعاؤں کی برکت تھی کہ مطالعہ میں جہاں ذرا اشکال ہوا اساتذہ کرام سے اس کو حل کر تا اس میں اپنی خود رائی کو کبھی راہ نہ دیتا۔ حضرت اقدس حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی توجہ سے یہ یقین کامل ہو گیا کہ اعتماد علی السلف اور

فکر آخرت یہی دو نعمتیں ہیں جن سے اس زمانہ میں دین محفوظ رہ سکتا ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی تھوڑی سی لغزش کے بعد ایمان کا سنبھلنا مشکل ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مہتمم قاسم العلوم فقیروالی سے تعارف ہوا تو انہوں نے اور ان کے والد گرامی حضرت مولانا فضل محمد صاحب قدس سرہ نے دور حاضر کے فتنہ غیر مقلدیت کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ حضرت مولانا علم و عمل کے ساتھ ساتھ اخلاص اور انکساری میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور ان کے اخلاص کی برکات ہیں کہ دنیا سے الگ تھلگ جگہ جنگل میں آپ نے مدرسہ بنایا اور آج اس مدرسہ کا فیض دنیا کے ہر ملک تک پہنچ چکا ہے۔ اللھم زد فزد۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے ہمراہ کراچی جانا ہوا اس دور کی علم و اخلاص کی جامع شخصیت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب نور اللہ مرقدہ' مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ کیوں سکول میں اپنی زندگی برباد کر رہا ہے جو علم خدا نے تجھے دیا ہے خدا کے سامنے اس کو سکول میں رہ کر ضائع کرنے پر کیا جواب دے گا؟ ابھی استعفیٰ لکھو۔ بس اب کوئی بات سنی نہیں جائے گی۔ حضرت کے اصرار پر میں نے سکول کی ملازمت ترک کر دی اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں التخصص فی الدعوۃ والارشاد کی خدمت میرے سپرد فرمائی۔ جامعہ کے ادارہ دعوۃ و تحقیق کی لائبریری میں ہی میری جماعت بیٹھتی تھی۔ یہ ایک بے مثال لائبریری ہے اور حضرت اقدس حضرت بنوری قدس سرہ کے علمی ذوق کا نشان ہے۔ یہاں مطالعہ میں کافی وسعت پیدا ہوئی۔ مدرسہ کی لائبریری' مدرسہ کا ماحول تو بہت اچھا رہا مگر کراچی کی آب و ہوا مجھے موافق نہ آئی۔ صحت بہت خراب ہو گئی۔ اس لئے مجھے کراچی چھوڑنا پڑا۔ اوکاڑہ واپسی کے بعد اوکاڑہ کے احباب کی خواہش تھی کہ میں اوکاڑہ میں کام کروں' قصبے والے دوستوں کا اصرار تھا کہ ہماری لائبریری کراچی کی لائبریری کا نعم البدل ہے۔ اور بھی کئی احباب نے اصرار فرمایا' لیکن حضرت مولانا محمد

حنیف صاحب جالندھری زید مجدھم مہتمم جامعہ خیرالمدارس و نبیرہ مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری قدس اللہ سرہ کا اصرار سب پر غالب رہا اور جامعہ خیرالمدارس میں التخصص فی الدعوۃ والارشاد کی خدمت میرے سپرد فرمائی۔ اس مدرسہ میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کے خلوص کی برکات میں ایک منفرد بات یہ نظر آئی کہ صرف علم نہیں بلکہ ادب کا بھی امتزاج ہے۔ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب زید مجدھم' حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتھم' حضرت مولانا منظور احمد صاحب مدظلھم' حضرت مولانا محمد عابد صاحب زیدت عنایتھم اور دیگر احباب میں علم کے ساتھ ساتھ ادب اور تصوف کی چاشنی بہت گہری ہے اور تعمیر الظاہر والباطن ہی حضرات دیوبند کا امتیاز ہے۔ سچ یہی ہے کہ اپنا دامن تو علم و عمل سے خالی ہے۔ حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ سے جو نام کی نسبت جڑی ہوئی ہے وہ میرا سہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکات سے کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں۔ مجھے تو ایسی باتیں لکھنے کی نہ عادت نہ رغبت' عزیزی محمد الیاس ابن حضرت مولانا محمد ظریف صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم فیصل آباد سلمہ اللہ تعالیٰ کی پشت پر حضرت مولانا محمد عابد صاحب دام ظلھم نے ہاتھ رکھ دیا اور وہ ضد کر کے بیٹھ گیا کہ ضرور تھوڑے سے حالات لکھ دو' اس لئے چند سطریں لکھ دی ہیں ورنہ..... من آنم کہ من دانم۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سے اپنے فضل و عفو کا معاملہ فرمائیں اور ان احباب کی مخلصانہ دعاؤں سے مجھے مستفید فرماتے رہیں۔ فقط۔

محمد امین صفدر عفی عنہ

میں حنفی کیسے بنا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد:

دیہات کی زندگی تھی اور میرا بچپن۔ سوال یہ تھا کہ اسے قرآن پاک کی تعلیم دلائی جائے' گاؤں میں ایک مسجد تھی جس میں تقریباً ہر جمعہ جھگڑا ہوتا۔ بریلوی حضرات چاہتے تھے کہ یہاں ہمارا امام مسجد مقرر ہو اور غیر مقلدین چاہتے تھے کہ ہمارا امام مقرر ہو' اور ہمارا دیوبندی مسلک کا ایک ہی گھر تھا نہ کسی گنتی میں نہ شمار میں۔ کئی دفعہ جھگڑا طول پکڑ جاتا تو چھ چھ ماہ مسجد میں کوئی بھی امام نہ ہوتا اور کبھی دو دو جماعتیں شروع ہو جاتیں۔ والد صاحب اس بارہ میں پریشان تھے۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ فرمایا کہ اہل بدعت کی نسبت غیر مقلد توحید میں اچھے ہیں ان کے پاس ہی قرآن پڑھالیا جائے۔ چنانچہ مجھے تعلیم قرآن کے لئے ایک غیر مقلد حافظ صاحب کے سپرد کر دیا گیا۔

طریقہ تعلیم :

چونکہ سکول میں' میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اردو شناس تو تھا ہی' اس لئے شروع سے ہی پہلے پارہ سے سبق شروع ہو گیا۔ استاد صاحب دو تین آیتیں کہلوا دیتے' ہم رٹ لیتے۔ اس کے بعد استاد صاحب ہمیں سناتے کہ میں نے فلاں حنفی مفتی صاحب کو شکست دی' فلاں حنفی عالم کو لاجواب کر دیا۔ دنیا بھر میں کوئی حنفی نہیں' نہ دیوبندی نہ بریلوی جو ہمارا سامنا کر سکے۔ پھر وہ کوئی اشتہار

لے کر بیٹھ جاتے کہ دیکھو یہ اشتہار بیس سال پرانا ہے' اس میں دنیا بھر کے حنفیوں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ صرف ایک حدیث دکھادو کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ آج کے دن میں نے رفع یدین کو منسوخ کر دیا' ایک حدیث دکھادو کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہو کہ ایک صدی کے بعد میرا دین منسوخ ہو جائے گا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید میری امت پر فرض ہو جائے گی۔ یہ اشتہار دیوبند بھیجا گیا مگر کوئی حدیث نہ دکھا سکا' ہزار ہزار روپیہ انعام بھی رکھا گیا' ہمارے سامنے کوئی کھڑا نہ ہو سکا۔ استاد کی تعلیاں ہی ہم خالی الذہن لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے کافی تھیں لیکن جب بھی ... [illegible] کہ میں ایک [illegible] جاتے ہوئے دیوبند اتر گیا' نماز کا وقت تھا [illegible] اور طلباء مسجد میں جمع تھے' میں نے کھڑے ہو کر اشتہار دکھایا کہ یہ اشتہار بیس سال سے متواتر آپ کے مدرسہ میں بھیجا جا رہا ہے آپ کیوں احادیث نہیں سناتے؟ تو استاد صاحب بتاتے ہیں کہ وہاں کے اساتذہ نے بڑی لجاجت سے یہ بات فرمائی کہ مولانا آپ جانتے ہیں ہم حنفی ہیں' ہم تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ پڑھتے ہیں' حدیث نہ کبھی دیکھی نہ پڑھی۔ آپ ہم سے بار بار احادیث کا مطالبہ کر کے ہمیں شرمندہ کیوں کرتے ہیں۔ استاد صاحب کی ان نوازشات کے بعد ہم پر عالم یاس طاری ہو جاتا کیونکہ ہم نے گھر میں یہی سنا تھا کہ دیوبند کا مدرسہ دنیا بھر میں بہت بڑا مدرسہ ہے۔ جب ہمارے استاد جی دیوبند کے اساتذہ کو بھی لاجواب کر آئے تو اب حدیث کہاں ملے گی۔

اختلاف کیا ہے ؟

اب ظاہر ہے کہ ہم استاد جی سے پوچھتے کہ استاد جی! آپ کا اور اہل سنت والوں کا اختلاف کیا ہے؟ تو استاد جی فرماتے بیٹا! کلمہ ہم بھی نبی ﷺ کا پڑھتے ہیں اور وہ بھی کلمہ نبی پاک ﷺ کا ہی پڑھتے ہیں۔ اتنی بات پر ہمارا اور ان کا اتفاق ہے' آگے ہم کہتے ہیں جس کا کلمہ پڑھو بات بھی اسی کی مانو۔ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھیں گے اور بات امام ابو حنیفہ کی مانیں گے۔ ہم

پوچھتے استاد جی! امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اگر مسلمان عالم تھے تو یقیناً نبی پاک ﷺ کی ہی باتیں لوگوں کو سمجھاتے ہوں گے کیونکہ خیر القرون کے مسلمان عالم کے بارہ میں یہ سوچا ہی نہیں جا سکتا کہ وہ نبی پاک ﷺ کے خلاف جان بوجھ کر باتیں بنائے۔ استاد جی فرماتے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بہت نیک آدمی تھے مگر ان کے زمانہ میں نبی پاک ﷺ کی احادیث جمع نہیں ہوئی تھیں اس لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بہت سے مسئلے قیاس سے بیان کر دیئے' لیکن ساتھ ہی یہ بھی تاکید فرما دی تھی کہ میرا جو قول حدیث کے خلاف ہو وہ چھوڑ دینا' لیکن یہ حنفی ضد کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں اتنا شعور نہیں تھا کہ استاد جی سے پوچھتے کہ استاد جی کیا وجہ ہے کہ امت کو فقہ کے جمع کرنے کی ضرورت پہلے پڑی اور حدیث کی بعد میں۔ اصحاب صحاح ستہ یقیناً فقہ کے ائمہ اربعہ سے بعد ہوئے۔ مگر کسی نے بھی اپنی کتاب میں نہ فقہ حنفی کے رد کا باب باندھا نہ فقہ شافعی کے رد کا۔

علم حدیث :

پھر استاد جی ہمیں بتاتے کہ جس طرح کپڑا کپڑے کی دکان سے ملتا ہے' شکر شکر کی دکان سے' اسی طرح حدیث صرف اور صرف اہل حدیث سے ملتی ہے اور کسی مدرسہ میں حدیث پڑھائی ہی نہیں جاتی۔ اگر ہمارے مدرسہ سے تم چلے گئے تو ساری عمر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے لیکن تمہارے کان نبی پاک ﷺ کی ایک ایک حدیث کو ترس جائیں گے۔ نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو! نبی ﷺ کی احادیث صرف یہاں ہی پڑھائی جاتی ہیں اور بس۔ اس وقت ہمیں بھی سمجھ نہ تھی اور نہ پتہ تھا کہ ان اہل حدیثوں کے بھائی اہل قرآن بھی ہیں لیکن یہ تو استاد کا فرض تھا کہ ہمیں کہتے کہ بیٹا قرآن صرف اہل قرآن سے پڑھنا چاہئے کیونکہ ان کا قرآن سے کیا تعلق۔ بہرحال ہمیں یہ منوا لیا گیا کہ ہم دو چار آدمی نبی ﷺ کو مانتے ہیں باقی سب نبی کے منکر ہیں۔

سو شہید کا ثواب :

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ نوافل کا ادا کرنا کیا' اس پر تو مذاق اڑایا کرتے تھے' سنتیں بھی خاص ضروری نہیں تھیں کیونکہ حنفی نفل اور سنتوں کا پورا اہتمام کرتے تھے' ہاں جو سنتیں مردہ ہو چکی ہیں ان کو زندہ کرنے کی بڑی تاکید کی جاتی تھی مثلاً نماز باجماعت میں ساتھی کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے اس پر عمل کرنا سو شہید کا ثواب ہے' اسی طرح بلند آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگ آمین سے چڑا کریں گے وہ میری امت کے یہودی ہیں اس لئے آمین اتنی بلند آواز سے کہو کہ جتنے حنفیوں کے کان تک آواز جائے گی اتنے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اور یہودیوں کو چڑانے کا ثواب الگ۔

حقیقۃ الفقہ :

اس کے ساتھ استاد جی کے پاس مولوی محمد یوسف جے پوری کی کتاب حقیقۃ الفقہ اور مولوی محمد رفیق پسروری کا رسالہ شمشیر محمدیہ بر عقائد حنفیہ اور شمع محمدی کتابیں تھیں۔ استاد جی ہمیں لے کر بیٹھ جاتے اور اس میں سے کوئی مسئلہ سناتے پھر پانچ منٹ تک ہم اور استاد جی کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے کہ ہائے ایسا گندہ مسئلہ نہ ہندوؤں کی کتابوں میں ہے نہ سکھوں کی کتابوں میں۔ ہائے اللہ: اگر ہندوؤں' سکھوں اور عیسائیوں کو اس مسئلے کا علم ہو گیا تو وہ مسلمانوں کو کتنا ذلیل سمجھیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں یہ بات خوب ذہن نشین کرائی جاتی تھی کہ دنیا میں مذہب حنفی اتنا گندہ مذہب ہے کہ ہندو' سکھ' مجوسی' یہودی سب کافر بھی اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

طریق کار :

اب جب ہمارا ذہن پختہ ہو گیا تو استاد جی فرماتے : کسی ایک دو سادہ حنفی نوجوانوں کو اکسایا کرو کہ ہمیں مولوی صاحب کے پاس لے چلو۔ اگر وہ ہمیں

حدیث دکھادیں گے تو ہم حنفی ہو جائیں گے۔ وہ بچارے ہمیں لے جاتے ہم پوچھتے کہ مولانا یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی تقلید کرنا۔ سوال کرنے کے بعد ہم اس کا جواب بھی غور سے نہیں سنتے تھے۔ بس ہر دو منٹ کے بعد ان دونوں حنفیوں کو گواہ بنا کر کہتے کہ دیکھو مولوی صاحب کو ایک حدیث بھی نہیں آتی۔ جب دو چار مرتبہ ہم مولوی صاحب کو کہتے کہ آپ کو تو ایک حدیث بھی نہیں آتی تو فطری بات ہے کہ مولوی صاحب کو غصہ آجاتا تو ہم اب اٹھ کر آجاتے۔ استاد صاحب بہت خوش ہوتے کئی گاؤں میں ہماری نمائش کرائی جاتی کہ دیکھو اس لڑکے نے فلاں حنفی مفتی صاحب کو لاجواب کر دیا ہے' وہ ایک سوال کا جواب بھی نہیں دے سکا' ایک بھی حدیث اسے نہیں آتی۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے۔

چھ نمبر :

استاد جی اس فن کے ماہر تھے' فرماتے تھے کہ حنفیوں کو زچ کرنے کے لئے قرآن' حدیث یا فقہ پڑھنے کی ضرورت نہیں' ہر ان پڑھ ان کو تنگ کر کے سو شہید کا ثواب لے سکتا ہے۔

(۱) جب کسی حنفی کو ملو تو پہلے ہی اس پر سوال کر دو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟ اس قسم کے سوال کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں۔ آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور میں بھیج دیں وہ دوائی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دوا کا نام کس حدیث میں ہے؟ اس سوال کے بعد آکر اپنی مسجد میں بتاتا ہے کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکے۔ پھر ہر غیر مقلد بچے اور بوڑھے کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر گلی میں پروپیگنڈہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک بھی حدیث نہیں آتی۔

(۲) دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدانخواستہ اگر تم کہیں پھنس جاؤ اور تمہیں کوئی کہے کہ تم نے جو پین جیب میں لگا رکھا ہے اس کا نام حدیث میں دکھاؤ تو گھبرانا نہیں فوراً ان سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے؟ اور شور مچا دو کہ منع کی حدیث نہیں دکھا سکے نہ فلاں کام کے کرنے کی حدیث دکھا سکے نہ فلاں کام کے منع کی حدیث دکھا سکے۔ اب سب غیر مقلد یہ پروپیگنڈہ کریں گے جی کہاں سے بچارے حدیث لائیں فقہ ہی تو ساری عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

(۳) اور اگر کسی جگہ پھنس جاؤ کہ کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے آئیں کہ تم اہل حدیث ہو دیکھو کتنی احادیث ہیں جن پر تمہارا عمل نہیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں فوراً ایک قہقہہ لگا کر کہا کرو لو جی' یہ حدیث کی پتہ نہیں کون سی کتاب لے آئے۔ ہم تو صرف بخاری و مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں' باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کر دو بلکہ استہزاء بھی کرو اور اتنا مذاق اڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بےچارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے۔

(۴) اگر بالفرض کوئی ان چھ کتابوں میں سے کوئی حدیث دکھا دے جو تمہارے خلاف ہو تو فوراً کوئی شرط اپنی طرف سے لگا دو کہ فلاں لفظ دکھاؤ تو ایک لاکھ روپیہ انعام۔ جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھاؤ کہ مسیح علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے وہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ہو یا غیر مقلد کہتے ہیں کہ رفع یدین کے ساتھ منسوخ کا لفظ دکھاؤ اور اس اپنے لفظ پر اتنا شور مچاؤ کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔

(۵) اگر بالفرض وہ لفظ مل ہی جائے اور مخالف دکھا دے کہ دیکھو جس لفظ کا تم نے مطالبہ کیا تھا تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کر دو کہ ضعیف ہے' ضعیف ہے' ضعیف ہے۔ اب حدیث بھی نہ ماننی پڑی اور رعب بھی قائم ہو گیا کہ دیکھو مولوی صاحبان کو تحقیق ہی نہیں تھی۔ اس ان پڑھ کو پتہ چل گیا کہ حدیث

ضعیف ہے۔

(۶) استاد جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھا کرو۔ ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو اس کو ضرور کہنا ہے کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔

بس یہ چھ نمبر ہمارے علم کلام کا محور تھے۔ والد صاحب پابند صوم و صلوٰۃ' تہجد گزار اور عابد آدمی تھے۔ روز ان سے جھگڑا ہوتا کہ نہ تمہاری نماز ہے نہ تمہارا دین ہے اور نہ تمہاری تہجد مقبول ہے اور نہ کوئی اور عبادت۔ والد صاحب فرماتے لڑا نہیں کرتے' تیری نماز بھی ہو جاتی ہے اور ہماری بھی۔ میں کہتا کہ کتنا بڑا دھوکہ ہے' کیا ایک خدا نے دو نمازیں اتاری ہیں' ایک مدینہ میں' ایک کوفہ میں۔ ہماری نماز نبی ﷺ والی نماز ہے جو ہمیں جنت میں لے کر جائے گی۔ تمہاری نماز کوفے والی نماز ہے یہ تمہیں سیدھا جہنم میں لے جائے گی۔ والد صاحب فرماتے ہوں نہ کیا کرو۔ ہم اس کو اپنی بہت بڑی فتح سمجھتے تھے اور ساتھ یہ بھی رعب ڈالتے کہ آپ کا بہت احترام کرتا ہوں ورنہ اگر میں فقہ کا گند کھول دوں تو تعفن سے سب کے دماغ پھٹ جائیں گے۔ چند سال اسی صورت میں گزر گئے۔

نقل مکانی :

ہم وہاں سے دوسری جگہ چلے گئے وہاں نہ کوئی اکسانے والا نہ شاباش دینے والا' البتہ شہر میں میں ایک مدرسہ میں ایک وقت پڑھنے چلا جاتا وہاں میرے اسباق علم النحو' بلوغ المرام اور نسائی شریف تھے۔ مقصد تعلیم کسی کتاب کا پورا پڑھنا نہیں ہوتا تھا بس فاتحہ خلف الامام' رفع یدین' آمین' سینے پر ہاتھ باندھنا' ٹانگیں چوڑی کرنا اگر آجائیں تو فرسٹ ڈویژن میں پاس ہو جانا یقینی تھا البتہ اب گاؤں میں وہ گرما گرمی باقی نہ رہی تھی۔

تحریک ختم نبوت :

اسی دوران ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی ہمارے گھکھڑوی صاحبان تحریک کے مخالف تھے کیونکہ وہ قادیانیوں کو مسلمان کہتے تھے' اس تحریک میں علاقہ ہیھیجو کے دو بزرگ حضرت مولانا سید محمد عبدالحنان صاحب قدس اللہ سرہ ناجک والے اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب قدس اللہ سرہ سابق شیخ الحدیث تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی اپنے علاقہ سے تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتار ہوئے ان دونوں حضرات کو ساہیوال جیل منتقل کر دیا گیا۔ اس جیل میں اوکاڑہ کے قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سیوہاروی فاضل دیوبند بھی موجود تھے۔ اول الذکر دونوں بزرگ فاضل دیوبند اور امام العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ کے اخص تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت مولانا سیوہاروی نے دونوں حضرات کو راضی کر لیا کہ وہ رہائی کے بعد اوکاڑہ میں تدریس فرمائیں گے۔ چنانچہ دونوں حضرات اوکاڑہ تشریف لے آئے' احناف نے "اوکاڑہ میں علم و عرفان کی بارش" کے بہت اشتہارات شائع کئے اور ان حضرات کا شاندار استقبال کیا۔

مناظرہ کا شوق :

اس وقت میرے غیر مقلد استاد جناب مولانا عبدالجبار صاحب محدث کھنڈیلوی تھے۔ آپ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ سنا ہے کہ علامہ انور شاہ کے شاگرد آئے ہیں ان سے مناظرہ کرنا ہے" میں نے کہا کہ حضرت وہ کیا کریں گے خود امام ابو حنیفہ بھی قبر سے اٹھ کر آجائیں تو ہمارا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے پاس حدیث ہے ان کے پاس قیاس۔ استاد صاحب اس پر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا" "دنیا بھر کے حنفیوں کو گیارہ ہزار روپے انعام کا کھلا چیلنج" فرمایا یہ اشتہار لے جاؤ فتح یقیناً تمہاری ہے۔

عید گاہ میں :

ان حضرات کا قیام عید گاہ کے مدرسہ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب کے گرد بہت مخلوق ہے اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کے گرد کچھ کم لوگ ہیں۔ میں نے اندازہ لگایا کہ اول الذکر ان دونوں حضرات میں سے بڑے عالم ہیں۔ میں ان کے پیچھے چارپائی پر بیٹھ گیا' حضرت کے کندھے' پھر سر کو سہلانا شروع کر دیا۔ حضرت نے دو تین دفعہ میری طرف دیکھا اور خاموش رہے' چوتھی مرتبہ پوچھا کیا کام کرتے ہو' میں بھی موقع کی تلاش میں تھا جھٹ جیب سے اشتہار نکال کر حضرت کے سامنے پھیلا دیا اور عرض کیا کہ حضرت اہل حدیث حضرات نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے' وہ فی حدیث ہزار روپیہ انعام بھی دیتے ہیں لیکن ہمارے علماء کے پاس کوئی حدیث نہیں ہے' آپ ضرور میری رہنمائی فرمائیں اور یہ حدیث لکھوا دیں جن میں ان گیارہ سوالوں کا جواب ہو۔ حضرت نے فرمایا میں نے پنجاب میں تدریس بہت کم کی ہے میری اردو زیادہ صاف نہیں' مولانا عبدالقدیر صاحب نے اکثر تدریس پنجاب میں کی ہے اور ان کی اردو بھی صاف ہے اور ان کو ان مسائل میں دلچسپی بھی ہے ان سے سمجھ لیں۔ میں اٹھا اور مولانا عبدالقدیر صاحب کی طرف چلا۔ ادھر حضرت نے مولانا کو آواز دی کہ مولانا! لڑکا ذہین ہے آپ اس کو سمجھائیں اللہ تعالیٰ سے بڑی امید ہے انشاء اللہ پہلے ہی جلاب سے گند نکل جائے گا۔ حضرت کے فرمانے پر مولانا نے میرے ہاتھ سے اشتہار لیا اور پڑھنے لگے۔ مولانا اشتہار پڑھ رہے تھے میں مولانا کا چہرہ پڑھ رہا تھا' کبھی تھوڑا سا زیر لب مسکرا دیتے اور کبھی پیشانی پر ناراضگی کے شکن ابھر آتے' بہرحال مولانا نے پورا اشتہار پڑھ لیا۔

نیت :

حضرت نے سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ بیٹا اپنی نیت درست کر لو اگر

کوئی شخص اس نیت سے مسئلہ پوچھتا ہے کہ دین کا مسئلہ سمجھ کر عمل کرتا ہے تو مسئلہ پوچھنے کا اجر الگ ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا الگ۔ اور اگر کسی شخص کی نیت مسئلہ پوچھنے میں شرارت یا فتنے کی ہو تو مسئلہ پوچھنے کا گناہ الگ ہو گا اور شرارت کا الگ۔ فرمایا میں تو اسی نیت سے مسئلہ سمجھاؤں گا کہ خالص اللہ کی رضا مقصود ہے اور بس۔ میں نے کہا کہ میں بھی اللہ ہی کی رضا کے لئے سمجھنا چاہتا ہوں۔

دلیل کس کے ذمہ ؟

حضرت نے فرمایا کہ اس اشتہار میں بہت سے دھوکے ہیں مگر مولویوں کے دھوکے مولوی ہی سمجھ سکتے ہیں' ہر شخص کے بس کا روگ نہیں۔ فرمایا اگرچہ اشتہار والے نے اپنے آپ کو اہل حدیث لکھا ہے مگر دراصل یہ منکر حدیث ہے کیونکہ مشہور حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "البینة علی المدعی" کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتے ہیں اور دنیا کی ہر عدالت بھی ہمیشہ مدعی سے ہی گواہ مانگتی ہے۔ ان گیارہ کے گیارہ مسائل میں مدعی غیر مقلد ہیں۔ دلیل ان کے ذمہ ہے مگر اس نے اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے الٹے ہم سے سوال کر ڈالے ہیں۔ فرمایا اس کو مثال سے سمجھو۔ رافضی اذان میں کچھ کلمات زیادہ کہتے ہیں مثلاً اشهد ان علیا ولی اللہ الخ اب ہمیں تو حق ہے کہ ان سے سوال کریں کہ آپ کسی آیت یا حدیث سے ثابت کریں کہ نبی اکرم ﷺ یا کم از کم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کلمات کا ثبوت ہو مگر وہ قیامت تک اس کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے جاہل مریدوں کو دھوکا دینے کے لئے اگر یوں سوال بنائیں جس طرح اس غیر مقلد نے بنایا ہے کہ دنیا بھر کے غیر مقلد اکٹھے ہو کر ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کریں کہ آنحضرت ﷺ نے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اذان میں یہ کلمات کہنے سے منع فرمایا ہو تو منع کا لفظ دکھانے پر مبلغ ایک لاکھ روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ اب آپ ایسی حدیث اپنے

استاد سے لکھوا لاؤ یا شیعہ مذہب کا سچا ہونا اور غیر مقلدوں کے مذہب کا جھوٹا ہونا مان لو کہ ساری دنیا کے غیر مقلد ایک حدیث نہیں دکھا سکے۔ میں نے کہا ہم کیوں حدیث دکھائیں جو یہ کلمات زائد کہتے ہیں وہ اس کا ثبوت پیش کریں۔ ہمیں منع کی حدیث سنانے کی کیا ضرورت ہے' یہ سوال تو محض دھوکا ہے۔ فرمایا پھر رفع یدین تم کرتے ہو اور حدیث ہم سے منع کی مانگتے ہو یہ بھی ایسا ہی دھوکا ہے۔ پھر فرمایا دیکھو قرآن پاک کی پہلی سورۃ فاتحہ ہے' اسی کا نام ام القرآن ہے اور اسی پر زیادہ جھگڑے ہیں۔ کوئی فاتحہ علی الطعام پر لڑتا ہے اور کوئی فاتحہ خلف الامام پر۔ جبکہ سورۃ فاتحہ میں بنیادی طور پر دو ہی مسئلے ہیں۔ مسئلہ توحید اور مسئلہ تقلید۔ فاتحہ علی الطعام والوں کو توحید اچھی نہیں لگتی اور فاتحہ خلف الامام والوں کو تقلید اچھی نہیں لگتی۔ یعنی فاتحہ کے ماننے کو دل کسی کا بھی نہیں چاہتا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ اگر تمہارا مناظرہ فاتحہ علی الطعام والوں سے ہو جائے تو آپ ان سے سوال کریں گے کہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کی حدیث لاؤ یا ان کو بھی سوال کا حق دیں گے کہ ساری دنیا کے غیر مقلدین مل کر صرف ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ایسی پیش کر دیں کہ حضور اکرم ﷺ نے خاص ایصال ثواب کی نیت سے کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو۔ خاص منع کا لفظ دکھانے پر ہم ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ فرمایا جاؤ ایسی حدیث لے آؤ۔ میں نے کہا جب کھانے پر فاتحہ وہ پڑھتے ہیں تو وہ دلیل لائیں ہم سے منع کی دلیل کیوں مانگتے ہیں۔ فرمایا پھر امام کے پیچھے تم فاتحہ پڑھتے ہو یا ہم۔ میں نے کہا ہم۔ فرمایا پھر ہم سے منع کی حدیث کیوں مانگتے ہو۔ کیا شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح آپ کے لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے باٹ اور ہیں؟ آپ کو آنحضرت ﷺ کا فرمان یاد نہیں کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو تمہیں اپنے لئے پسند ہو۔

دلیل خاص کا مطالبہ :

فرمایا مدعی سے بھی دلیل کا مطالبہ تو کیا جا سکتا ہے مگر دلیل خاص کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا۔ یہ تو کافروں کا طریقہ تھا کہ وہ ان معجزات کو نہیں مانتے تھے جو نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے بلکہ اپنی طرف سے شرطیں لگا لگا کر فرمائشی معجزات کا مطالبہ کرتے تھے۔ پھر اگر فرمائشی معجزہ نہ دکھایا گیا تو ان کو یہ حق تو تھا کہ کہتے کہ ہمارا فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا گیا مگر وہ یہ پروپیگنڈہ کرتے تھے کہ سرے سے کوئی معجزہ دکھایا ہی نہیں گیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی آئے اور کہے کہ میں بہت گنہگار ہوں ساٹھ سال عمر ہو گئی ہے کبھی نماز نہیں پڑھی آج توبہ کرنے آیا ہوں آپ مجھے مکمل نماز کا طریقہ سکھا دیں مگر میری صرف ایک شرط ہے کہ نمازوں کی رکعتیں بھی قرآن سے دکھائیں' ثناء بھی' تشہد بھی' درود شریف کے الفاظ بھی صرف قرآن سے دکھائیں کیونکہ میں خدا کی عبادت صرف خدا کی کتاب کے مطابق کرنا چاہتا ہوں اور کسی کو نہیں مانتا تو کیا آپ اس کو یہ سب چیزیں قرآن سے دکھا دیں گے؟ اگر نہ دکھا سکیں اور وہ یہ کہے کہ قرآن سے نماز نہیں سکھا سکے تو ٹھیک ہے مگر یوں کہے کہ ان مسائل کا کوئی ثبوت نہیں دے سکے تو یہ بات غلط ہے۔ اسے کہتے ہیں دلیل کو خاص کرنا۔ اگر کسی عدالت کے ساتھ یہ معاملہ کیا جائے تو وہ عدالت ساری عمر میں ایک مقدمہ کا بھی فیصلہ نہ کر سکے۔ مثلاً عدالت مدعی سے گواہ مانگے گی' مدعی جو گواہ بھی پیش کرے آپ کو اس گواہ پر جرح کا پورا حق دے گی مگر آپ کو گواہ خاص پر ضد کرنے کی اجازت نہیں دے گی کہ مدعی نے زید کو گواہ بنایا۔ عدالت آپ سے کہے کہ اس پر جرح کرو آپ کہیں کہ میں اس کو گواہ ہی نہیں مانتا۔ ملک کا صدر یا وزیر اعظم گواہی دے تو میں مانوں گا تو کیا کوئی عدالت اس غلط اصول پر چل سکے گی۔

ایمان نبی پر یا شرط پر :

حضرت نے فرمایا جیسے کافر ایمان نبی پر نہیں اپنی فرمائش پر رکھتے تھے اسی طرح تم یہ بات دل سے نکال دو کہ تمہارا ایمان نبی ﷺ پر ہے۔ ہرگز نہیں۔ تمہارا ایمان صرف اپنے استاد کی شرط پر ہوتا ہے جس طرح کافر نبی پاک ﷺ سے کہتے تھے کہ جو ہم کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے کہلوا دو یا اللہ تعالیٰ سے کروا دو تو ہم مان لیں گے ورنہ نہیں۔ اسی طرح آپ کے استاد آپ کو ایک عبارت لکھ دیتے ہیں کہ بعینہٖ یہ الفاظ اللہ کے نبی ﷺ سے کہلوا دو تو ہم مان لیں گے ورنہ اس سے پہلے جو آپ ﷺ نے از خود فرمایا ہے وہ ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ اب میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ بات تو مولانا بالکل صحیح فرما رہے ہیں ہمیں کوئی سو حدیث بھی سنا دے ہم اس پر توجہ ہی نہیں دیتے بلکہ بیکار سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمارے استاد نے جو لفظ مانگا ہے وہ حضور ﷺ نے کیوں نہیں فرمایا۔ یہ تو گویا رسول پاک ﷺ کو مشورہ دینا ہے کہ حضرت آپ نے کوئی مسئلہ بتانا ہو تو فقرہ ہم سے بنوا لینا اور شرط بھی ہم سے پوچھ لینا کیونکہ اگر آپ نے ہماری شرط کے مطابق ہمارا ہی لکھا ہوا فقرہ بیان نہ فرمایا تو ہم ہرگز آپ کی بات نہیں مانیں گے۔

ایک سوال :

میں نے عرض کی کہ حضرت آپ بھی کوئی سوال ایسا بنا سکتے ہیں کہ اس میں صرف حدیث کا مطالبہ ہو اور ساتھ انعام کا بھی وعدہ ہو اور ہمارے استاد بھی اس طرح کی حدیث پیش نہ کر سکیں بلکہ اس سوال کو دھوکا کہنے پر مجبور ہوں جیسے آپ ان کے سوالات کو دھوکا فرما رہے ہیں۔ مولانا نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا دھوکا بھی اچھی چیز ہے کہ ہم بھی شروع کر دیں۔ میں نے کہا مجھے سمجھانے کے لئے آپ ضرور کوئی سوال لکھ دیں تو حضرت نے اسی اشتہار کے دوسری طرف سوال لکھا کہ آپ اپنی ہی شرط کے موافق ایک ہی حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح

ایسی پیش فرمائیں جس سے ثابت ہو کہ دلیل شرعی صرف حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح میں ہی منحصر ہے تو میں آپ کو پچاس ہزار روپے نقد انعام دوں گا اور مولانا نے اس پر دستخط فرما دیئے۔ ان کے دستخط فرمانے سے میں سوچنے لگا کہ ہمارے استاد صاحب تو ہمیں روز تاکید کرتے ہیں کہ چیلنج پچاس ہزار روپے سے کم کا نہیں دینا مگر دستخط کبھی پانچ پیسے پر بھی نہیں کرتے لیکن مولانا نے پچاس ہزار روپے پر بلا جھجک دستخط فرما دیئے ہیں۔

واپسی :

اب میں وہ اشتہار لے کر واپس آیا تو استاد جی بڑی بے قراری سے گیٹ پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ جب میں واپس پہنچا تو پوچھا کوئی ہمارے اشتہار کو ہاتھ لگاتا ہے۔ میں نے کہا حضرت آج تو بہت بری طرح ہاتھ لگایا اور انہوں نے بھی ایک حدیث کا مطالبہ کیا ہے اگر آپ لکھ دیں تو وہ پچاس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ انہوں نے دستخط بھی کر دیئے ہیں۔ استاد جی! آپ حدیث لکھ دیں میں انعام لے کر آتا ہوں۔ دسمبر کا سردی کا مہینہ تھا۔ استاد جی نے سوال کی ایک سطر پڑھتے ہوئے پورے زور سے تین مرتبہ پسینہ صاف فرمایا۔ استاد کو پسینہ میں غرق دیکھ کر سوال کے وزن کا اندازہ مجھے بھی ہو رہا تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری ہدایت کا وقت آن پہنچا تھا۔ استاد جی کے منہ سے سوال پڑھتے ہی پہلا جملہ یہ نکلا بیٹا یہ شرطیں دھوکے کے لئے لگائی جاتی ہیں۔ یہ سنتے ہی میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی میں نے کہا حضرت دھوکا اور دین میں اور وہ بھی قرآن و حدیث کے نام پر۔ میں نے کہا استاد جی! یہ تو آج مولانا نے سمجھایا ہے کہ تمہارا ایمان نبی پر نہیں' تمہارا ایمان محض استاد کی جعلی شرطوں پر ہے اور آج آپ نے خود ہی ان شرطوں کو دھوکا فرما دیا تو ہم تو کہیں کے بھی نہ رہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

ایک اور سوال :

استاد صاحب کی درسگاہ میں تپائی پر استاد صاحب کی کتابیں کاپیاں وغیرہ میں ہی رکھا کرتا تھا۔ ان میں دو موٹی موٹی کاپیاں تھیں ایک پر لکھا تھا "تقریر صحیح بخاری شریف از علامہ انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دار العلوم دیوبند" دوسری پر لکھا تھا "تقریر ترمذی شریف از سید حسین احمد مدنی صدر مدرس دار العلوم دیوبند" ایک دن میں نے استاد جی سے پوچھا تھا کہ استاد جی! آپ ان مشرکوں کی کاپیاں اپنے پاس کیوں رکھتے ہیں؟ اس زمانہ میں علمائے احناف کو مشرک کہنا ہمارے ہاں بہت بڑی نیکی اور استاد محترم کو خوش کرنے کا بہت بڑا ذریعہ تھا۔ استاد محترم اس پر بہت خوش ہوتے اور خوب شاباش دیتے۔ استاد جی نے فرمایا بیٹا مسائل میں ہمارا ان کے ساتھ اختلاف ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو علم سے بہت نوازا ہے ہم ان کی کاپیاں پڑھے بغیر نہ بخاری پڑھا سکتے ہیں نہ ترمذی۔ آج وہ بات میرے ذہن میں ابھر آئی میں نے پوچھا استاد جی! آپ دھوکا ان لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جن کی کاپیاں پڑھے بغیر آپ بخاری اور ترمذی نہیں پڑھا سکتے!! استاد جی نے یہ بات سن کر فرمایا جاؤ دفع ہو جاؤ اب وہاں نہ جانا۔ میں نے کہا استاد جی آپ حدیث تو لکھ دیں میں انعام لے کر آتا ہوں۔ استاد جی نے ایک تھپڑ مارا کہ جاؤ بیٹھو۔

دوبارہ جانا :

اب عصر کے بعد میں دوبارہ حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات تو کنفرم ہو گئی کہ یہ سوالات محض دھوکا ہیں لیکن یہ فرمایئے کہ آپ لوگ حدیث کے مقابلہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال کو کیوں ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ بالکل جھوٹ ہے۔ حضرت نے مجھے مطالعہ کے لئے اعلاء السنن عنایت فرمائی جس کے ساتھ اردو ترجمہ بھی تھا۔ اب میں جب احادیث پڑھتا تھا تو حیرانی ہوتی تھی کہ یہ کتنا بڑا

جھوٹ ہے جو ہم روزانہ بولتے ہیں۔ اب میں اپنے استاد جی سے پوچھتا کہ استاد جی ان سب احادیث کو جو اعلاء السنن میں لکھی ہیں آپ کیوں نہیں مانتے اور ان پر عمل کرنے والوں کو آپ اہل الرائے کیوں کہتے ہیں؟ اور اس کتاب کا کوئی مکمل جواب کسی غیر مقلد عالم نے لکھا ہو تو مجھے بتائیں میں اس کا بھی مطالعہ کروں مگر پورے تجسس کے بعد بھی یہی پتہ چلا کہ اس کے جواب سے ساری دنیائے غیر مقلدیت عاجز ہے۔ میں اس کتاب اعلاء السنن کا وہاں مدرسہ میں بیٹھ کر مطالعہ کرتا تو استاد جی سخت ناراض ہوتے بلکہ ایک دو دفعہ میری پٹائی بھی کی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اہلحدیث حدیث کے اتنے دشمن کیوں ہیں؟ میں کہتا آپ مجھے احادیث کیوں نہیں پڑھنے دیتے؟ وہ بس ایک ہی رٹ لگاتے کہ یہ حدیث کی کتاب تم ہمارے مدرسے میں کیوں لائے؟ میں نے ایک دن دیوار پر خوشخط یہ حدیث لکھ دی کہ آپ ﷺ سے متواتر حدیث میں ہے اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر اکہ فجر کی نماز کو روشن کرکے پڑھو اس میں زیادہ ثواب ہے) پوری مسجد میں شور مچ گیا یہ حدیث کس نے لکھی؟ کیوں لکھی؟ مارو نکالو اس کو۔ اگلے دن میں نے دیوار پر یہ حدیث لکھ کر لگادی ابردوا بالصلوۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم۔ کہ ظہر کی نماز ٹھنڈی کرکے پڑھو گرمی کی شدت جہنم کے سانس سے ہے۔ اس پر میری جواب طلبی ہوئی کہ تم شرارتیں کیوں کرتے ہو۔ اگلی نماز سے پہلے میں نے دیوار پر یہ حدیث لگادی فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ میں یہ اندازہ لگاتا تھا کہ ان لوگوں کو جتنا بغض حدیث سے ہے کسی اور چیز سے نہیں۔

تیسری بار :

پھر میں مولانا کے پاس گیا پوچھنے لگے تقلید شخصی کو کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا شرک۔ فرمایا جتنے محدثین کا ذکر طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ اور

طبقات حنابلہ میں ہے کیا وہ سب مشرک ہیں؟ میں نے کہا بلاشک۔ فرمایا پھر تو صحاح ستہ والے بھی سب مشرک ہو گئے۔ تم بلوغ المرام پڑھتے ہو' ابن حجر شافعی بھی مشرک ہوا' تم نسائی پڑھتے ہو وہ بھی شافعی کا مقلد ہے مشرک ہوا۔ اب میں استاد صاحب کے پاس آیا میں نے پوچھا کہ کسی محدث یا مسلم مورخ نے محدثین کے حالات میں کوئی کتاب طبقات غیر مقلدین نامی لکھی ہو تو وہ دکھائیں۔ استاد صاحب ناراض ہو گئے کہ تم بس شرارت کرتے ہو اور طلباء کو اعلاء السنن سے حدیثیں سناتے ہو اور مسجد کی دیوار پر حدیثیں لکھ لکھ کر لگاتے ہو۔ ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حدیثیں سنانے اور لکھنے سے باز آؤ ورنہ مدرسے سے نکل جاؤ' ہمارے پاس طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب نہیں۔ میں پھر حضرت کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ انگریز کے دور سے پہلے کی پاک و ہند میں غیر مقلدین کی کوئی مسجد' کوئی مدرسہ' کوئی قبر' کوئی ترجمہ قرآن' کوئی ترجمہ حدیث ہو تو دکھاؤ' کوئی نماز کی مکمل کتاب ہو تو وہ لاؤ۔ اب جب میں نے استاد جی سے یہ پوچھا تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ غصے میں بولے تمہیں شرارت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔

لطیفہ :

ایک دن نسائی کا سبق تھا اور مسئلہ قراءت خلف الامام کا۔ میں بھی سبق میں بیٹھا مگر کتاب ہاتھ میں نہیں لی۔ استاد جی نے پوچھا کتاب کہاں ہے؟ میں نے کہا کمرے میں۔ فرمایا لایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا وہ تو مشرک کی لکھی ہوئی ہے میں کیوں ہاتھ لگاؤں؟ استاد جی نے بل تو کھائے مگر خاموش رہے۔ امام نسائی نے باقاعدہ باب باندھا ہے باب تاویل قولہ تعالٰی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون' اور پھر حدیث لائے ہیں اذا قرأ فانصتوا۔ گویا خدا اور رسول دونوں کا حکم ہے کہ امام جب قراءت کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔ یہ آیت اور حدیث استاد صاحب کے خلاف تھی۔ استاد

صاحب اس حدیث کو شہید کرنے پر تل گئے۔ فرمایا! ابو خالد احمر مدلس ہے" یہ حدیث جھوٹی ہے ابو خالد احمر کا کوئی متابع دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں نہیں۔ میں نے علامہ انور شاہ کشمیری سے بات کی" وہ بھی کوئی متابع نہ دکھا سکے۔ میں نے آٹھ دس مناظرے کئے ہیں کوئی ماں کا لعل جواب نہیں دے سکا۔ میں تو مطالعہ کر کے بیٹھا تھا دل ہی دل میں استاد جی کی اس جرات پر شرمسار ہو رہا تھا مگر زبان سے خاموش تھا کہ استاد صاحب کی نظر عنایت مجھ پر ہوئی فرمایا" او حنفی! خالد کا کوئی متابع ہے؟ حالانکہ میں ابھی حنفی نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہا استاد جی! آپ اوپر کو منہ اٹھا کر بیٹھے ہیں اس طرح متابع کیسے نظر آئے گا۔ ذرا آنکھیں کتاب پر لگائیں تو اسی کتاب میں اس کا متابع محمد بن سعد انصاری موجود ہے اور میں نے اٹھ کر اس پر انگلی رکھ دی۔ اب تو استاد صاحب غصے میں گالیوں پر اتر آئے۔ میں نے آہستہ سے تسبیح نکال کر پاس رکھ دی۔ فرمایا یہ کیا؟ میں نے عرض کیا آپ نے جو گالیوں کی تسبیح پڑھنی ہو وہ پڑھ لیں پھر مجھے بتائیں کہ آخر آپ کو سامنے پڑی ہوئی کتاب میں یہ متابع نظر کیوں نہیں آیا؟ بس پھر تو لاٹھی سے پٹائی شروع ہو گئی اور مجھے مدرسے سے نکال باہر کیا گیا۔ اب میں اعلاء السنن اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب محدث فیض پوری کی کتاب ستہ ضروریہ" الدلیل المبین وغیرہ کا مطالعہ کرتا" لیکن ابھی ذہن سے غیر مقلدیت نکل نہیں رہی تھی۔ کوئی فقہ کا مسئلہ دیکھتا تو اس کے لئے حدیث کی تلاش میں بھاگتا۔ کئی ماہ بعد پھر ذہن نے پلٹا کھایا اب اگر کوئی آیت یا حدیث پڑھتا تو ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ اس کا جو مطلب ذہن میں آیا ہے وہ مرزا قادیانی کی طرح نیا ہی ہے یا اکابر اور اسلاف نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے تو اب خود رائی اور خود بینی کی بیماری ذہن سے نکلی اور غیر مقلدیت کا روگ دل سے رخصت ہوا اور میں اہلسنت والجماعت حنفی مسلک پر جم گیا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس مسلک حقہ پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین۔

اہل سنت والجماعت حنفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔ اما بعد :

معزز قارئین ! اس دنیا میں بہت سے دین پائے جاتے ہیں مگر ان میں سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (۳:۱۹) بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی "حکم برداری" ہے۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (۳:۸۵) اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہو گا اور وہ آخرت میں خراب ہے ---- اسی طرح مسلمانوں میں کئی فرقے ملتے ہیں مگر ان میں نجات پانے والے صرف اہل سنت والجماعت ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا : مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی نجات وہ پائیں گے جو میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر ہوں گے اور فرمایا میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا (ترمذی) اور فرمایا جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں (بخاری) اور ایک روایت میں تو آپ ﷺ نے تارک سنت کو ملعون فرمایا (مشکوٰۃ) اور اہل سنت والجماعت کے علاوہ باقی فرقوں کو آپ ﷺ نے دوزخی فرمایا (ابو داؤد)۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سے آیت کریمہ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا جن کے چہرے قیامت کے دن روشن ہوں گے وہ اہل سنت

والجماعت ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی ارشاد فرمایا (الدرالمنثور ص ۶۳ / ۲) اور آپ ﷺ نے فرمایا: حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں (الکامل لابن اثیر ص ۶۴ / ج ۴)

وضاحت :

آپ ﷺ نے فرمایا میرے امتیو! میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان پر مضبوطی سے قائم رہو گے تو گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری سنت (موطا ص ۷۰۲)۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہے اور لفظی الہام یا وحی متلو ہے اور آپ ﷺ نے اس کتاب پر خود اللہ تعالیٰ کے سمجھانے سے اللہ تعالیٰ ہی کی زیر نگرانی عمل کر کے جو عملی نمونہ پیش فرمایا اس کو "سنت" کہتے ہیں اس سے اہل سنت کا معنی بھی سمجھ آ گیا کہ جو لوگ قرآن پاک پر اپنی خود رائی سے نہیں بلکہ رسول اقدس ﷺ کے عملی نمونے کو سامنے رکھ کر عمل کرتے ہیں وہ "اہل سنت" کہلاتے ہیں۔ کیونکہ الفاظ قرآن کے ہوں اور نمونہ عمل حضور ﷺ کا ہو یہی سنت ہے۔

والجماعت :

جس طرح قرآن پاک کو صحیح سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان دانی کافی نہیں اس کی صحیح تفسیر آپ ﷺ کی عملی زندگی ہے اسی طرح آپ ﷺ نے آنے والی امت کی پوری رہنمائی کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک عظیم جماعت تیار فرمائی جنہوں نے آپ ﷺ کی نگرانی میں آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے یہ حضرات سنت کے عملی نمونے قرار پائے جو نہ صرف یہ کہ نبی پاک ﷺ کی نگرانی میں تیار ہوئے بلکہ خداوند قدوس نے بھی مکمل نگرانی فرمائی اور رضی اللّٰہ عنہم ورضوا عنہ (اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے) کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ آپ ﷺ نے تاکیدی حکم دیا کہ علیکم بالجماعۃ اس

جماعت کو لازم پکڑو اور جماعت سے کٹنے والے کو شیطان کا لقمہ فرمایا اور اس بکری سے تشبیہ دی جو چرواہے کی نگرانی اور ریوڑ سے نکل کر کسی بھیڑیے کا نوالہ بن جائے (احمد) شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فاھل السنۃ والجماعۃ ھم المتبعون للنص والاجماع (منہاج السنۃ ص ۲۷۲ / ج ۳) یعنی اہل سنت وہ لوگ ہیں جو نص (کتاب و سنت) اور اجماع کی تابعداری کرتے ہیں۔

تکمیل دین :

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل کتاب میں دین کی تکمیل کا اعلان فرما دیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (۵: ۳) آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔

تمکین دین :

آپ ﷺ جو کامل دین اسلام لے کر آئے پوری دنیا کے لئے تھا۔ عرب میں تو آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہی میں دین پھیل گیا۔ باقی عجم میں آپ کے صحابہ کرامؓ جو آپ ہی کی سنت کے نمونے تھے ان کے ذریعہ دین پھیلا اور اس کی پیشین گوئی خود قرآن پاک میں فرما دی گئی تھی "وعدہ کر لیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دے گا ان کو ملک میں جیسا کہ حاکم کر دیا تھا ان سے اگلوں کو اور جما دے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کے واسطے اور دے گا ان کو ان کے ڈر کے بدلے امن 'میری بندگی کریں گے' شریک نہ کریں گے میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس کے پیچھے "سو وہی لوگ ہیں نافرمان" (النور۔ ۵۵) ـــــ چنانچہ جس دین کی تکمیل آپ ﷺ پر ہوئی تھی وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنتوں اور کوششوں سے دنیا میں مضبوطی کے ساتھ جم گیا یہی وہ مقدس جماعت ہے جس کا ذکر خیر ہمارے نام میں "والجماعت" کے لفظ میں آ گیا ہے۔

اہل سنت کے علاوہ کسی اہل بدعت کے نام میں نہ والجماعت ہے اور نہ اس سے مراد صحابہ کرام ہیں۔

تدوین دین :

قرآن پاک کی عمل عملی تفسیر سنت تھی۔ اس سنت کے کامل عملی نمونے صحابہ کرام تھے جو خدا اور رسول ﷺ کی زیر نگرانی تیار ہوئے۔ ان کے ذریعہ آپ ﷺ کی سنت پوری دنیا میں پھیل گئی۔ آپ ﷺ آفتاب ہدایت تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ستارے تھے ان کے ذریعہ دین دنیا میں پھیل گیا۔ ان مقدسین کی مبارک زندگیاں جہاد میں گزر گئیں۔ ان کو یہ فرصت نہ ملی کہ آپ ﷺ کی سنت کو مدون و مرتب فرمادیتے لیکن یہ ایک اہم ضرورت تھی کہ جو دین قیامت تک کے لئے آیا ہے اس کو آسان اور عام فہم ترتیب میں پوری تفصیل سے مدون کر دیا جائے تاکہ قیامت تک کے مسلمان اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر آسانی سے عمل کریں۔ چنانچہ یہ کام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہی آخری دور میں شروع ہو گیا اور تدوین کا سہرا سیدنا امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ کے سر بندھا اور اس کی پیشین گوئی بھی اشارتاً کتاب و سنت میں موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ھاانتم ھٰٓؤلآء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ ومنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ۔ واللہ الغنی وانتم الفقراء۔ وان تتولوا یستبدل قوماً غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم۔ "سنتے ہو تم لوگ! تم کو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا آپ کو اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے۔ (محمد ۳۸) علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یعنی اللہ تعالیٰ جس حکمت اور مصلحت سے بندوں کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اس کا حاصل ہونا کچھ تم پر منحصر نہیں' فرض کیجئے تم اگر بخل کرو اور اس

کے حکم سے روگردانی کرو گے وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہوگی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی راہ میں خرچ کرے گی۔ بہرکیف اللہ کی حکمت و مصلحت تو پوری ہو کر رہے گی ہاں تم اس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔ حدیث میں ہے صحابہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دوسری قوم کون ہے جس کی طرف اشارہ ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی ؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "اس کی قوم" اور فرمایا "خدا کی قسم اگر ایمان ثریا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے" الحمد للہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم کو لانے کی نوبت نہ آئی۔ تاہم فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور ایمان کا وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات انجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بے شک حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے موافق یہی قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کر سکتی تھی۔ ہزارہا علماء و ائمہ سے قطع نظر کر کے تنہا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا وجود ہی اس پیشین گوئی کے صدق پر کافی شہادت ہے بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کامل اور اولین مصداق امام صاحب ہی ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اُمیین (اہل عرب) کے ذکر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں "اور اٹھایا اس رسول کو (عرب کے علاوہ) ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی جو ابھی نہیں ملے ان میں اور وہی ہے بڑا زبردست حکمت والا" یہ بڑائی اللہ کی ہے' دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے" (الجمعہ ۳، ۴) علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں حق تعالیٰ نے پہلے عرب پیدا کئے' اس دین کے تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ سے واخرین منھم لما یلحقوا بھم کی نسبت سوال کیا گیا تو حضرت سلمان فارسی ؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے گا تو اس کی قوم فارس کا مرد وہاں سے بھی لے آئے گا۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ وغیرہ

اعظم ہے۔ صحابہؓ کے بعد سب نے آپ کو اعظم مانا اور دنیا میں "سواد اعظم" آج تک آپ کے مقلدین کا ہے۔

الغرض رسول پاک آفتاب ہدایت' صحابہ نجوم ہدایت اور ثریا ستارے تک پہنچنے والے امام اعظم۔ اہل سنت میں ہماری نسبت آفتاب ہدایت کے ساتھ جڑی' والجماعت میں نجوم ہدایت کے ساتھ اور حنفی میں ستاروں تک پہنچنے والے ثریا والے امام کے ساتھ۔ نبی پاک ﷺ دین کے لانے والے' صحابہ رضی اللہ عنہم دین کے پھیلانے والے' ائمہ اربعہ رحمہم اللہ دین کے لکھوانے والے۔ صحابہ نے یقیناً وہی دین پھیلایا جو نبی والا تھا اور ائمہ رحمہم اللہ نے وہی دین لکھوایا جو صحابہ والا تھا۔ ہمارا یہ نام اہل سنت والجماعت حنفی ہمارے مذہب کی متصل سند ہے جو مشاہدہ اور متواتر تعامل پر مبنی ہے۔ نبی ﷺ کی سنت کو صحابہ نے مشاہدہ سے لیا اور اس پر تواتر سے عمل جاری ہوا۔ اور امام صاحب رحمہ اللہ نے صحابہ کا مشاہدہ فرمایا ان کے متواتر عمل کو کتابوں میں مدون کروایا اور عملاً پوری دنیا میں اس کو متواتر کروایا' ہر جگہ سنت پر عمل جاری ہو گیا۔ جس طرح ہمارا یہ نام رسول پاک ﷺ تک متصل سند ہے اسی طرح اس نام میں جامعیت بھی ہے۔ اہل سنت والجماعت بالترتیب چار دلائل شرعیہ کو مانتے ہیں۔ کتاب اللہ' سنت رسول اللہ' اجماع امت اور قیاس ۔۔ اس نام میں چاروں دلیلوں کا ذکر ہے سنت میں الفاظ قرآن کے اور نمونہ عمل رسول خدا کا' والجماعت میں اجماع اور حنفی میں قیاس۔

فقہ حنفی کے چار اساس

کتاب' سنت' اجماع' قیاس

اب اس متصل اور مستند مسلک کے بارہ میں یام نہاد اہل حدیث کا تبصرہ بھی پڑھ لیں۔ پروفیسر عبد اللہ بہاولپوری اپنے کتابچہ میں لکھتے ہیں "کس قدر افسوس کی بات ہے کہ عیسائی اور مرزائی جو کافر ہیں وہ تو اپنی نسبت اپنے نبی کی طرف کر کے عیسائی اور احمدی کہلائیں اور آپ مسلمان ہوتے ہوئے اپنے نبی کو چھوڑ کر اپنی نسبت امام کی

نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ النعمان رحمہ اللہ ہیں (تفسیر عثمانی حاشیہ ۔۷) چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ نے دین کی تدوین فرمائی چونکہ قرآن پاک میں اسلام کا دوسرا نام "دین حنیف" ہے جس کی تکمیل آنحضرت ﷺ پر' تحسین صحابہ کرام کے ذریعہ ہوئی اور تدوین میں اولیت کا شرف امام صاحب رحمہ اللہ کو نصیب ہوا اس لئے پوری امت میں بالاتفاق آپ کی وصفی کنیت ابو حنیفہ قرار پائی یعنی دین حنیف کے پہلے مدون۔ آپ کا اسم گرامی نعمان ہے' ابن حجر کی رحمہ اللہ نے نعمان کے تین معنی لکھے ہیں:۔ (۱) نعمان نعمت سے اسم مبالغہ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تکمیل دین کو اتمام نعمت فرمایا تو سب سے بڑی نعمت کی تدوین جس سے ہوئی وہ واقعی اسم بامسمی نعمان ہیں۔ (۲) نعمان ایک گھاس ہوتی ہے جس کی خوشبو دور دور تک پھیلتی ہے' امام عالی مقام کے ذریعے نبی ﷺ کی ماثور سنت کی خوشبو پوری دنیا میں پھیلی۔ کسی اور امام کا مذہب اس کا عشر عشیر بھی نہیں پھیلا' اس لئے بھی آپ اسم بامسمی نعمان ہیں۔ (۳) نعمان اس خون کو کہتے ہیں جس پر زندگی کا مدار ہے جو جسم کے ایک ایک بال تک پہنچتا ہے۔ آپ نے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنت کی ایسی تفصیل فرمائی کہ انسان کی پیدائش سے موت تک زندگی کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ کا حل سنت سے تلاش کر لیا۔ اس معنی میں بھی آپؒ نعمان ہیں۔ نیز آپ کی فقہ بعد والوں کے لئے قوام کا کام دیتی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ' امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ سب نے اس سے استفادہ کیا' اس معنی میں بھی آپ اسم بامسمی نعمان ہیں۔ آپ کا لقب امام اعظم ہے کیونکہ رسول اقدس نے فرمایا اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اهل فارس لو كان الاسلام فی الثریا لتناوله رجال من اهل فارس۔ (تاریخ ابو نعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعلیم ص ۷۹) اسلام میں بڑا حصہ اہل فارس کا ہے اگر دین ثریا ستارے میں بھی ہو گا تو اہل فارس اسے لے آئیں گے۔ ظاہر ہے کہ جن کا اسلام میں نصیب اعظم ہے ان کا امام بھی

طرف کریں اور حنفی کہلائیں۔ کیا عیسائی اور مرزائی اچھے نہ رہے جنہوں نے کم از کم اپنی نسبت تو اپنے نبی کی طرف کی" (اصلی اہل سنت ص ۱۳)۔ مزید ارشاد فرماتے ہیں:

"اصلی باپ کے ہوتے ہوئے پھر کسی اور کی طرف منسوب ہونا کس شریعت کا مسئلہ ہے جب حضور ﷺ ہمارے روحانی باپ ہیں تو باپ کو چھوڑ کر کسی اور طرف نسبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے باپ کا نہیں' یا وہ غلط کار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے باپ سے نسبت توڑتا ہے وہ کفر کرتا ہے نیز اس پر جنت حرام ہے (ص ۳ ملخصا)

مکرم قارئین! آپ نے عمل بالحدیث کی تباہی دیکھی گویا تمام حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی' محدثین' فقہاء' مفسرین' اولیاء اللہ نبی ﷺ کو چھوڑ چکے ہیں وہ عیسائیوں اور مرزائیوں سے بدتر ہیں' ان میں سے کوئی بھی اپنے باپ کا نہیں وہ سب کافر ہیں' ان پر جنت حرام ہے۔ قربان جایئے اس عمل بالحدیث کے۔ تھوڑا سا ستا کر پھر فرماتے ہیں "اسلام کا کوئی ایڈیشن یا کوئی قسم اور قسم سوشلزم و جمہوریت نہیں جیسا کہ شافعیت اور حنفیت بھی اسلام کی قسمیں نہیں۔ سوشلزم ہو یا جمہوریت' حنفیت ہو یا شافعیت' دیوبندیت ہو یا بریلویت' یہ سب اسلام میں اضافے ہیں جن کا اسلام بالکل متحمل نہیں" (ص ۱۳) حضرات! عمل بالحدیث کی برکات دیکھئے اب دنیا میں کہیں مسلمان نظر آتا ہے؟

اختلاف اور امتیاز :

صحابہ کرام ؓ میں اس پر اتفاق تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ سب سے افضل ہیں اس لئے کوئی ابوبکری نہیں کہلایا۔ ان کے بعد حضرت عمر ؓ کے بارہ میں بھی اختلاف نہیں ہوا اس لئے کوئی عمری نہ کہلایا۔ حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کے بارہ میں کچھ اختلاف ہو گیا۔ جمہور صحابہ حضرت عثمان کو حضرت علی سے افضل کہتے تھے۔ وہ امتیاز کے لئے عثمانی کہلائے۔ جو حضرت علی ؓ کو افضل کہتے تھے وہ علوی کہلائے۔ بعض تابعین کا عثمانی و علوی کہلانا بخاری ص ۴۳۳/ج ا پر ہے۔ شاید پروفیسر صاحب ان کے بارہ میں بھی

فرمائیں گے کہ وہ نبی علیہ السلام کو چھوڑ کر ان سب فتووں کے مستحق ہو گئے جن کا تجربہ حنفیوں پر کیا ہے۔ قرآن پاک کی قراءتوں میں اختلاف ہوا تو امتیازی نام قاری عاصم رحمہ اللہ کی قراءت اور امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت رکھے گئے' اس کا کسی نے یہ مطلب نہیں لیا کہ یہ خدا کا قرآن نہیں' قاری عاصم رحمہ اللہ کا گھڑا ہوا ہے۔ احادیث میں اختلاف ہوا تو کہنے لگے یہ بخاری کی حدیث ہے وہ ابوداؤد کی۔ اس پر بھی کوئی کفر کا گولہ نہیں پھینکا گیا۔ بالکل یہی حال فقہ کے اختلاف کے وقت حنفی اور شافعی کہلانے کا ہے۔ ہم عیسائیوں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مسلمان' اہل بدعت خوارج و معتزلہ کے مقابلہ میں اہل سنت اور شافعی کے مقابلہ میں حنفی کہتے ہیں۔ جیسے ہم بھارتی کے مقابلہ میں اپنے آپ کو پاکستانی' سرحدی کے مقابلہ میں پنجابی' لاہوری کے مقابلہ میں اوکاڑوی کہتے ہیں۔ اوکاڑوی پنجاب اور پاکستان کو مان کر کہا جاتا ہے نہ کہ چھوڑ کر۔ بیچارے پروفیسر صاحب کا یہ حال ہے کہ لفظ "یا" کا استعمال بھی صحیح نہیں جانتے۔ یہ لفظ ایک جنس کے درمیان آتا ہے جیسے آج نومبر ہے یا دسمبر' پیر ہے یا منگل۔ تو محمدی ہے یا موسوی' حنفی ہے یا شافعی اور یہ کہنا غلط اور مضحکہ خیز ہے کہ تو پاکستانی ہے یا پنجابی' آج نومبر ہے یا منگل' تو محمدی ہے یا حنفی۔ جو لوگ اردو کے ایک لفظ کا استعمال صحیح نہ کر سکیں وہ کتاب و سنت کو خاک سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو وساوس سے محفوظ فرمائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام ! آج دنیا میں علمی پندار نے کچھ ایسی آزاد روی اختیار کر لی ہے کہ جاہلیت تو صرف ایک ہی فتنہ تھی لیکن یہ آزادی نت نئے فتنوں کو جنم دے رہی ہے۔ جس کو دیکھو وہ دین میں تحقیق کا مدعی ہے اور بلا جھجک کہتا ہے کہ میں تحقیق کر رہا ہوں' اس بات پر اسے بڑا فخر اور غرور ہے۔

تحقیق کا حکم :

اس میں شک نہیں کہ دین اسلام ہی ایک تحقیقی دین ہے اور اس نے تحقیق کا حکم دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں : یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ (الحجرات/٦) "اے ایمان والو ! اگر آئے تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو' کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے' پھر کل کو اپنے کئے پر لگو پچھتانے"۔

شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اکثر نزاعات اور مناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے اس لئے اول اختلاف و تفریق کے اس سرچشمہ کو بند کرنے کی تعلیم دی یعنی کسی خبر کو یونہی بے تحقیق قبول نہ کرو۔" معلوم ہوا کہ دین و دنیا میں سارے فسادات کی بنیاد عدم تحقیق ہے' اگر دنیا میں بے تحقیق باتوں پر عمل کرو گے

تو دنیا کا نقصان ہو گا' اگر دین میں بے تحقیق باتوں پر عمل کیا تو دین برباد ہو گا۔

تحقیق کا حق :

جس طرح دنیا میں ہر فن میں اسی کی بات تحقیقی مانی جاتی ہے جو اس فن میں کامل مہارت رکھتا ہو' نہ کہ کسی فن سے ناآشنا کی۔ مثلاً ہیرے جواہرات کے بارہ میں ماہر جوہری کی تحقیق مانی جائے گی نہ کہ کسی موچی کی' سونے کے بارہ میں ماہر سنار کی تحقیق مانی جائے گی نہ کہ کسی کمہار کی اور قانون میں تحقیقی بات ماہر قانون دان کی ہو گی نہ کہ کسی مداری کی۔ اسی طرح دین میں بھی دین کے ماہرین کی تحقیق مانی جائے گی نہ کہ ہر کلدہ ناتراش کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جس طرح تحقیق کا حکم دیا یہ بات بھی واضح فرما دی کہ تحقیق کا حق کس کس کو ہے؟ فرمایا:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا (النساء/٨٣) اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے۔

شیخ الاسلام علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یعنی ان منافقوں اور کم سمجھ مسلمانوں کی ایک خرابی یہ ہے کہ جب کوئی خبر آتی ہے تو اس کو بلا تحقیق کے مشہور کرنے لگتے ہیں اور اس میں اکثر نقصان اور فساد مسلمانوں کو پیش آتا ہے' منافق ضرر رسانی کی غرض سے اور کم سمجھ مسلمان کم فہمی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ کہیں سے کوئی خبر آئے تو چاہئے کہ اول پہنچائیں سردار تک اور اس کے نائبوں تک' جب وہ اس

خبر کی تحقیق اور تسلیم کرلیویں تو ان کے کہنے کے موافق اس کو کہیں نقل کریں اور اس پر عمل کریں۔" اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تحقیق کرنے کا حق رسول اقدس ﷺ اور ان کے بعد اہل استنباط کو دیا ہے جن کو اصطلاح میں "مجتہدین" کہتے ہیں۔

اہل استنباط :

استنباط عربی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو پانی زمین کی تہ میں پیدا کر کے عوام کی نظروں سے چھپا رکھا ہے اس پانی کو کنواں وغیرہ بنا کر نکال لینا۔ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد اور فقہ کی ایسی عام فہم مثال دی کہ ہر شخص آسانی سے سمجھ جائے۔ یہ مثال دے کر پہلی بات تو یہ سمجھا دی کہ انسانی زندگی کے لئے جتنا پانی ضروری ہے کہ اس کے بغیر نہ وضو نہ غسل نہ کپڑے صاف نہ کھانا پکانا۔ اسی طرح اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے، عبادات ہوں یا معاملات، اقتصادیات ہوں یا سیاسیات، حدود ہوں یا تعزیرات، غرض زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں فقہ کی رہنمائی کی ضرورت نہ ہو۔ دوسری بات یہ سمجھا دی کہ فقہ اور استنباط کسی شخص کی ذاتی خواہش کا نام نہیں۔ جس طرح زمین کی تہ میں جو پانی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہی پیدا کیا ہوا ہے نہ کہ اس انسان کا جس نے کنواں کھود کر اس کو نکال لیا۔ جب بھی کوئی آدمی کسی کنوئیں کا پانی پیتا ہے تو اس عقیدہ سے کہ اس پانی کا ایک ایک قطرہ خداوند قدوس کا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ ایک قطرہ بھی اس مستری نے پیدا نہیں کیا۔ اس نے صرف اپنی محنت اور اوزاروں کی مدد سے اس کو ظاہر کر دیا ہے تاکہ خلق خدا مستفید ہو، اسی طرح مجتہد دین کے باریک مسائل کو اصول فقہ کی مدد سے عوام کے سامنے ظاہر کرتا ہے تاکہ خدا اور رسول کے ان مسائل پر عوام کے لئے عمل کرنا آسان ہو جائے۔ اسی لئے اصول فقہ میں ہر مجتہد کا ایک ہی اعلان ہوتا ہے "القیاس مظهر لا مثبت" کہ ہم قیاس کی مدد سے کتاب و سنت کی تہ میں پوشیدہ مسئلے کو صرف ظاہر کرتے ہیں۔ حاشا و کلا ہم ہرگز کوئی مسئلہ

اپنی ذات سے گھڑ کر کتاب و سنت کے ذمہ نہیں لگاتے۔ تیسری بات یہ سمجھا دی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے جب زمین پیدا فرمائی اسی دن سے یہ پانی اس کی تہ میں پیدا فرما دیا البتہ اس کا نکالنا ضرورت کے مطابق ہوتا رہا کسی علاقہ میں کنوئیں چار ہزار سال پہلے بن گئے، کسی ملک میں چار ہزار سال بعد لیکن جہاں بھی پانی نکالا گیا وہ خدا ہی کا پیدا کردہ پانی تھا۔ کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ جن علاقوں میں پہلے پانی نکل آیا وہ تو خدا کا پیدا کردہ تھا اور جن علاقوں میں بعد میں کنوئیں بنائے گئے وہ بعد میں کسی انسان کا پیدا کردہ تھا۔ پہلی صدی میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے جو اجتہادات فرمائے وہ بھی کتاب و سنت ہی کے مسائل کا بیان اور تفصیل تھی۔ فرق صرف اس قدر رہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مبارک زندگیاں جہاد میں گزر گئیں۔ اس لئے ان نفوس قدسیہ کو اس کی مکمل تفصیل اور تدوین کا موقعہ نہ ملا۔ یہ سعادت ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی قسمت میں تھی کہ کتاب و سنت کے ظاہر اور پوشیدہ مسائل کو پوری تشریح اور تفصیل کے ساتھ نہایت آسان اور عام فہم ترتیب سے مدون فرما دیا تاکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو کتاب و سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

خلاصہ :

جس طرح ایک شخص نے کنواں بنالیا اور ہزاروں لوگ اس میں سے پانی پی رہے ہیں، وضو اور غسل کر کے نمازیں ادا کر رہے ہیں، کھانا پکانا ہو رہا ہے۔ اب کوئی شخص یہ شور مچا دے کہ اس کنوئیں کا تعارفی نام چوہدری نواب دین کا کنواں ہے اس لئے اس میں جو پانی ہے وہ خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں بلکہ یہ پانی چوہدری نواب دین کا پیدا کیا ہوا ہے۔ چوہدری نواب دین خدا کا شریک بنا بیٹھا ہے، جو لوگ اس کنوئیں سے پانی پیتے ہیں وہ مشرک ہیں، نہ ان کا وضو صحیح ہے نہ غسل۔ نہ نماز درست ہے نہ روزہ۔ تو کیا کوئی عقل مند آدمی اس کی خرافات پر کان دھرے گا؟ یہی حال یہاں ہے کہ ائمہ مجتہدین رحمہم

اللہ نے کتاب و سنت کے مسائل کو ظاہر کر دیا اور کنوئیں کی شکل دے دی۔ مقلدین ان مسائل کے موافق نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ اعمال میں مصروف ہو گئے۔ ہمارے غیر مقلد دوست کبھی تو کہتے ہیں کہ یہ پانی خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں، ورنہ اس کے ہر ہر قطرے پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا دکھاؤ، کبھی یہ کہتے ہیں کہ ساری عمر ایک ہی کنوئیں کے پانی سے وضو کرنا یہ تو تقلید شخصی ہے، یہ شرک ہے۔ ہر نمازی کا فرض ہے کہ فجر کی نماز کا وضو اپنے گھر کے نلکے سے کرے، ظہر کا وضو دوسرے ضلع کے نلکے سے، عصر کا وضو دوسرے صوبے کے نلکے سے، مغرب کا وضو دوسرے ملک کے نلکے سے اور عشاء کا وضو دوسرے جہان کے نلکے سے ورنہ ایک ہی نلکے سے سب نمازوں کے لئے وضو کرنا گویا تقلید شخصی ہے اور شرک ہے۔ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ جب ہم کنوئیں کے محتاج ہیں تو جس کنوئیں کا پانی آسانی سے دستیاب ہو جائے ساری عمر اسی ایک کنوئیں کا پانی پینا، اسی کے پانی سے ساری عمر کھانا پکانا، اسی کے پانی سے ساری عمر وضو و غسل کرنا بالکل درست ہے، اس کو شرک کہہ کر تمام مسلمانوں کو مشرک بنانا دین کی کوئی خدمت نہیں۔

آمدم برسر مطلب :

استنباط کا معنی واضح کرنے کے بعد پھر اصل بات کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دین میں تحقیق کا حق صرف دو ہستیوں کو ہے: رسول اللہ ﷺ اور مجتہد۔

رسول اللہ ﷺ کا مقام :

رسول دین میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں گھڑتا بلکہ وہ اللہ ہی کا پیغام اللہ کے بندوں تک پہنچاتا ہے اور صرف پہنچاتا ہی نہیں اسے سکھاتا بھی ہے۔ اس کی حیثیت معلم کی بھی ہے وہ اپنے قول، فعل اور تقریر سے اس پیغام کی تشریح کرتا ہے۔ وہ صرف مبلغ اور معلم ہی نہیں مبین بھی ہے۔ خدا کی نگرانی میں اس کی وحی کی تشریح کرتا ہے وہ

چنی اور حکمت بھی ہے کہ احکام الٰہی کو نافذ کرتا ہے، اس کی پوری زندگی وحی کے مطابق ڈھلی ہونے کی وجہ سے پوری کائنات کے لئے اسوہ حسنہ ہے، وہ دین کے ہر فیصلے میں معصوم ہے۔ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور مہربانی تھی کہ اپنی پاک وحی کی تشریح اپنی نگرانی میں معصوم پیغمبر ﷺ سے کروا دی تاکہ بندوں کے لئے خدا کے احکام کے سمجھنے اور عمل کرنے میں کسی پریشانی کا سامنا نہ ہو جائے، وہ حقوق بندگی پورے اطمینان کے ساتھ ادا کر سکیں لیکن شیطان جو اولاد آدم کے گمراہ کرنے کی قسم کھا کر آیا تھا اس نے کتنے لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا کہ خدا اور بندوں کے درمیان رسول کا واسطہ بیچ میں ہے لیکن اتنا جھگڑا کے اور چٹھی رساں کا ہوتا ہے۔ خدا کے کلام کو پہنچانا اس کا کام ہے، سمجھنا ہمارا اپنا کام ہے، وہ لوگ دین کے نام پر لوگوں کو بے دین کرنے لگے اور شیطان کے پیچھے لگ کر یوں کہنے لگے کہ رسول ﷺ مخلوق ہے اگر اس کے کلام کو بھی مان لیا تو گویا مخلوق کو خدا کے برابر مان لیا اور یہ شرک ہے۔ چنانچہ پیغمبر پاک ﷺ سے منہ موڑ کر اپنی ذہنی سطح کے موافق اور اپنی خواہشات نفسانی کے موافق ایک نیا اسلام گھڑ لیا۔ اس نئے اسلام کو خدا کا اسلام اور اصلی اسلام کو رسول ﷺ کا گھڑا ہوا اسلام قرار دیا اور اپنا نام "اہل قرآن" رکھ لیا۔ وہ لوگ اپنی ہر خواہش کو قرآن کا نام دیتے ہیں۔ جن کا انگریز کے دور سے پہلے کوئی ترجمہ قرآن نہیں وہ قرآن کے مالک بن بیٹھے اور پوری امت کو رسول ﷺ سمیت منکر قرآن قرار دیا۔ بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ غلط ہے کہ اہل قرآن نیا فرقہ ہے بلکہ جب سے قرآن ہے اسی وقت سے اہل قرآن ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ جب قرآن سچا تو اہل قرآن بھی سچے، تم قرآن کو سچا مان کر اہل قرآن کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے، پہلے معاذ اللہ قرآن کو جھوٹا کہو پھر اہل قرآن کو جھوٹا کہہ لینا۔ جب اہل قرآن کی خرافات جس کو وہ قرآن کے نام سے پیش کرتے ہیں غلط ثابت کیا جاتا ہے تو فوراً جان چھڑا جاتے ہیں ہم اس کو نہیں مانتے، ہم صرف قرآن کو مانتے ہیں۔ اگر آج کے اہل قرآن کو ماننا ضروری ہوتا تو رسول پاک

ﷺ کو ہی بیان لیتے ان کو کیوں چھوڑتے۔ اس طرح وہ شیطانی خرافات پھیلاتے بھی ہیں اور جان بھی بچاتے ہیں۔ قرآن پاک نے خود اس طرز کو اتباع شیطان قرار دیا ہے نہ کہ اتباع قرآن۔

مجتہد کا مقام :

مجتہد شریعت ساز نہیں ہوتا' شریعت دان اور ماہر شریعت ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ معصوم نہیں ہوتا لیکن مطعون بھی نہیں ہوتا کہ اس کے اجتہاد پر کوئی طعن کرے کیونکہ وہ اپنے ہر ہر اجتہاد میں ماجور ہوتا ہے۔ اگر وہ صواب (درستگی) کو پائے تو دو اجر کا حق دار ہے ورنہ ایک اجر کا۔ اور یہ مقام امت میں مجتہد کے علاوہ کسی کو نصیب نہیں کہ اس کو خطا پر بھی اجر کا وعدہ ہو۔ مجتہد کے منصب کی وضاحت استنباط کی تشریح میں ہو چکی ہے۔ یہی وہ ہستیاں دین میں تحقیق' تخریج اور تفصیل کی حق دار ہیں' یہی وہ ہستیاں دین کی پہریدار ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور مہربانی ہے کہ تحقیق اور اجتہاد کا بوجھ ہم جیسے ضعیفوں کے کندھوں پر نہیں ڈالا بلکہ مجتہدین کی تحقیق پر عمل کرنے کا حکم دے کر ایک طرف دین کو جاہلوں کی تحریف سے بچا لیا' دوسری طرف ہمیں اطمینان اور دلجمعی کی دولت سے نوازا کہ ہمیں پورا اطمینان ہے کہ مجتہد کی رہنمائی میں کیا ہوا عمل یقیناً بارگاہ خداوندی میں مقبول ہے اور ایک اجر کا بھی پکا یقین ہے اور دوسرے اجر کی اس کی رحمت واسعہ سے امید ہے لیکن خدا کے فضل اور مہربانی کی بھی بعض لوگوں نے قدر نہ کی اور مجتہدین سے بغاوت کر کے اپنی کم فہمی اور کج فہمی سے دین کی نئی نئی تشریحات شروع کر دیں۔ مجتہد کے بارہ میں خدا اور رسول ﷺ نے یہی بتایا تھا کہ وہ خدا اور رسول کا مسئلہ ہی بتاتا ہے لیکن ان حضرات نے اس کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ مجتہد خدا اور رسول ﷺ کے خلاف مسئلے بتاتا ہے۔ مجتہد کی تقلید "شرك فی الرسالت" ہے۔ تمام حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی مشرک ہیں۔ ائمہ کرام نے دین کے

ٹکڑے کر ڈالے ہیں۔ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو چھوڑ کر اپنی اپنی حدیث نفس کا اتباع شروع کر دیا اور نام "اہل حدیث" رکھ لیا اور اپنے بھائیوں کی طرح کہنے لگے کہ اہل حدیث نیا فرقہ نہیں۔ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہل حدیث ہیں۔ جب کہا جائے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے کسی حدیث کی کتاب کا ترجمہ یا حاشیہ یا شرح ہی کسی غیر مقلد کی دکھا دیں تو نہیں دکھا سکتے۔ بس یہی کہتے ہیں کہ جب حدیث سچی تو اہل حدیث بھی سچے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جب تم قرآن کو سچا مانتے ہو لیکن ان اہل قرآن کو جھوٹا مانتے ہو تو پھر یہ کیوں درست نہیں کہ حدیث سچی ہو مگر آج کے اہل حدیث جھوٹے ہوں۔ حالانکہ حدیث کی جتنی کتابیں آج ملتی ہیں وہ یا مجتہدین کی لکھی ہوئی ہیں یا مقلدین کی' جن کا ذکر طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں ہے۔ کسی محدث یا مورخ نے طبقات غیر مقلدین یا طبقات منکرین حدیث نامی کوئی کتاب لکھی ہی نہیں۔ حدیث کی ایک بھی مستند کتاب نہیں جس میں اجماع اور اجتہاد کے ماننے کو حرام یا شرک قرار دیا ہو۔ فقہ کے ماننے سے منع کیا ہو۔ اس کے مولف کے بارہ میں صرف ایک ہی مستند حوالہ پیش کیا جا سکے کہ کان لا یجتہد ولا یقلد کہ نہ اس میں اجتہاد کی اہلیت تھی نہ تقلید کرتا تھا اس لئے غیر مقلد تھا۔

نااہل کا مقام :

رسول ﷺ اور مجتہد کے علاوہ کسی کو کتاب و سنت میں تحقیق کا اہل قرار نہیں دیا گیا جب وہ نااہل ہے تو اس کا کام اہل کی تقلید ہے نہ کہ نااہل ہو کر دین کی غلط تشریح کرنا۔ رسول اقدس ﷺ سے کسی سائل نے قیامت کے بارہ میں سوال کیا' فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ سائل نے عرض کیا حضرت! امانت کس طرح ضائع ہوتی ہے؟ فرمایا "جب کوئی امر نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کر (بخاری ج ۱' ص ۱۴)"

آپ ﷺ نے کیسی عالمگیر حقیقت کا انکشاف فرمایا۔ کیا جب ڈاکٹری کے وکیل تعلیم شروع کر دیں تو ڈاکٹری پر قیامت نہیں آجائے گی' جب سونے کی جانچ ناروں کی بجائے کمہار کرنے لگیں تو قیامت نہیں آجائے گی۔ اسی طرح جب دین کی تشریحات نااہل کریں گے تو کیا دین پر قیامت نہ آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین کا علم (کتاب و سنت کے الفاظ) نہیں اٹھایا جائے گا (بلکہ کتاب و سنت یہیں رہے گی) مگر اس کے علماء اٹھا لئے جائیں گے یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہے گا تو لوگ ناواقفوں کو اپنا دینی پیشوا بنا لیں گے "وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے" خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے (صحیح بخاری ص ۲۰) دین کے اصل علماء مجتہدین ہی ہوتے ہیں بعد کے علماء ناقل ہیں۔ جو نااہل ہو کر خود اجتہادی پر اتر آتے ہیں "وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اگرچہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس گمراہی کا نام خوبصورت سا رکھ لیا جائے جیسے انکار حدیث کی گمراہی کا نام اہل قرآن رکھ لیا گیا۔ صرف نام بدلنے سے حقیقت تو نہیں بدلتی۔ کیا تحریف القرآن کا نام تفہیم القرآن رکھنے سے حقیقت بدل گئی! جوا بازی کا نام تنقید صالح رکھ لینے سے حقیقت بدل گئی! ہرگز نہیں۔ جس طرح اہل قرآن ہر فاسق و فاجر بے علم کو قرآن کے سمجھنے سمجھانے کا حق دیتے ہیں مگر نبی معصوم سے یہ حق چھیننا چاہتے ہیں اسی طرح اہل حدیث ہر فاسق و فاجر اور ہر جاہل کندہ ناتراش کو اجتہاد کا حق دیتے ہیں مگر ائمہ مجتہدین جن کا مجتہد ہونا دلیل شرعی یعنی اجماع امت سے ثابت ہے اور وہ یقیناً اپنے ہر فیصلے میں ماجور ہیں ان سے یہ حق چھیننا چاہتے ہیں۔ اہل قرآن اور اہل حدیث کا ایک ہی مشن ہے کہ لوگ نبی معصوم اور مجتہد ماجور کو چھوڑ کر جاہلوں کو اپنا دینی پیشوا بنا لیں جو خود گمراہ ہوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔

تحقیق یا منازعت :

عام طور پر اہل قرآن کہتے ہیں کہ محدثین معصوم نہ تھے ہم تحقیق کر کے ان کی غلطی کو غلطی اور صحیح بات کو صحیح کہتے ہیں اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ مجتہدین معصوم تو نہیں تھے ہم تحقیق کر کے ان کے غلط اور صحیح اجتہاد کی جانچ کرتے ہیں۔ اس میں پہلی بات صحیح ہے مگر بات ادھوری ہے جیسے محدثین معصوم نہیں۔ اہل قرآن بھی معصوم نہیں اور جس طرح مجتہدین معصوم نہیں اہل حدیث بھی معصوم نہیں مگر یہاں بات معصوم اور غیر معصوم کی نہیں بات اہل اور نااہل کی ہے۔ محدثین اپنے فن میں اہل ہیں اور اہل قرآن خواہ اپنی جماعت میں کتنے بڑے مصنف ہوں جیسے محمد اسلم جیراجپوری سابق اہلحدیث' غلام احمد پرویز سابق اہل حدیث لیکن محدثین کے سامنے فن حدیث میں نااہل ہیں' ان کی باتوں کو تحقیق نہیں کہا جائے گا بلکہ نااہل کی منازعت کہا جائے گا جو شرعاً گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح مجتہدین اور غیر مقلدین میں یہ فرق نہیں کہ مجتہدین غیر معصوم ہیں اور غیر مقلدین معصوم ہیں بلکہ فرق یہ ہے کہ وہ لوگ باجماع امت اہل اجتہاد سے ہیں اور یہ لوگ باجماع امت نااہل ہیں اسلئے ان نااہلوں کا مجتہدین سے الجھنا اگرچہ وہ اپنی جماعت کے بڑے آدمی ہوں جیسے محمد جوناگڑھی جس کی طرف نسبت کر کے اہل حدیث اپنے آپ کو محمدی کہتے ہیں' لیکن اجتہاد میں وہ نااہل ہیں۔ مجتہدین کی مخالفت کا نام تحقیق نہیں بلکہ نااہل کی منازعت ہے۔ رسول اقدس ﷺ جب بیعت لیتے تو اس میں ایک یہ عہد لیتے ان لا ننازع الامر اھلہ کہ ہم اہل امر سے منازعت نہیں کریں گے۔ عجیب بات ہے اتنی جرات تو کھلے منکرین حدیث بھی نہیں کرتے کہ حدیث جس کو منازعت قرار دے یہ اس کا نام تحقیق رکھیں۔

ثواب یا گناہ :

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ مجتہد سے اگر خطا بھی ہو جائے تو اسے اجر ملتا ہے لیکن

نااہل کا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے اگر وہ صحیح بات بھی پالے تو اسے اجر کی بجائے گناہ ہو گا۔ رسول اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے بات کی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے (ترمذی) اور فرمایا جس نے قرآن میں اپنی رائے لگائی اور درست بات بھی پائی تو وہ بھی گنہگار ہے (ترمذی)۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مجتہد ہر اجتہاد میں اجر پاتا ہے اگر اس کا اجتہاد درست نکلا تو دو اجر کا مستحق ہے' ایک اجر اجتہاد کا دوسرا اصابت کا اور اگر اجتہاد خطا نکلا تو بھی ایک اجر اجتہاد کا ملے گا۔ ہاں جو نااہل ہو اس کو اجتہاد سے حکم کرنا کسی حال میں جائز نہیں بلکہ وہ گنہگار ہے۔ اس کا حکم نافذ بھی نہ ہو گا۔ اگرچہ حق کے موافق ہو یا مخالف کیونکہ اس کا حق کو پالینا محض اتفاق ہے کسی اصل شرعی پر مبنی نہیں۔ پس وہ تمام احکام میں گنہگار ہے۔ حق کے موافق ہوں یا مخالف اور اس کے نکالے ہوئے تمام احکام مردود ہیں اس کا کوئی عذر شرعاً مقبول نہیں وہ دوزخی ہے (شرح مسلم ص ۷۶/ج ۲) افسوس ہے کہ اہل قرآن اور اہل حدیث نے اس گناہ جس کا ٹھکانہ دوزخ کے سوا کہیں نہیں کا نام تحقیق رکھا ہوا ہے اور اس کو عمل بالقرآن اور عمل بالحدیث کہتے ہیں۔

نجات یا ہلاکت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ فرمایا: نجات دینے والی یہ ہیں "چھپے اور ظاہر ہر حال میں خدا سے ڈرنا' خوشی یا ناراضگی ہر حال میں حق بات کہنا' امیری ہو یا فقیری میانہ روی اختیار کرنا" اور ہلاک و برباد کرنے والی یہ ہیں: اپنی خواہش نفس کے پیچھے چلنا' بخل کرنا' اپنی رائے پر فخر کرنا' فرمایا تینوں میں سے یہ (آخری) سب سے بڑی مہلک ہے (مشکوۃ) بلکہ جو اپنی رائے پر اتراتے ہیں ان پر ہدایت کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے (مشکوۃ) حضرت شیخ عبدالغنی مجددی مدنی رحمہ اللہ انجاح الحاجہ میں

رای برایہ پر حضرت ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں ای من عجب نظر الی الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ والقیاس علی اقوی الادلۃ وترک الاقتداء بنحو الائمۃ الاربعۃ (حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۹۰/ج ۲) یعنی ادلہ اربعہ اور ائمہ اربعہ کی اقتداء چھوڑنے والا اس حدیث کا مصداق ہے اور وہی ہلاکت میں گرنے والا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ دین میں تحقیقی بات صرف وہی ہے جو ادلہ سے بواسطہ ائمہ ثابت ہو' جس بات پر ان کا اجماع ہو گا وہ حجت قاطعہ ہے اور جس پر ان کا اختلاف ہو گا وہ رحمت واسعہ ہے۔

اندھی تقلید :

آج کل بعض لوگ یہ طعنہ دیتے ہیں کہ یہ تو اندھی تقلید ہے۔ افسوس ان بے چاروں کو اندھی تقلید کا معنی بھی نہیں آتا۔ اندھی تقلید اس کو کہتے ہیں کہ اندھا اندھے کے پیچھے چلے تو دونوں کسی کھائی میں گر جائیں گے۔ یہ اندھی تقلید ہے اور اگر اندھا آنکھ والے کے پیچھے چلے تو وہ آنکھ والا اس اندھے کو بھی اپنی آنکھ کی برکت سے ہر کھائی سے بچا کر لے جائے گا اور منزل تک پہنچا دے گا۔ ائمہ مجتہدین معاذ اللہ اندھے نہیں عارف بصیر ہیں' البتہ اندھی تقلید ان کے ہاں ہے کہ خود بھی اندھے ہیں اور ان کے پیشوا بھی اجتہاد کی آنکھ نہیں رکھتے اور اندھے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا جو جاہل کو دینی پیشوا بنائے وہ جاہل خود بھی گمراہ ہے اور اپنے ماننے والے کو بھی گمراہ کرے گا یہ اندھی تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پیغمبر معصوم اور مجتہد ماجور کی تحقیق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور نئے فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ سب سے پہلے نبی ابو البشر آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخری نبی سید الرسل خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے صاحب شریعت پیغمبر آئے۔ ان کی شریعتوں کی مثال موسمی پھولوں کی سی تھی۔ جیسے گرمی کے موسم کا پھول گرمی میں تو خوب بہار دکھاتا ہے لیکن سردی میں کملا جاتا ہے اور ختم ہو کر سردی کے موسم کے پھول کے لئے جگہ خالی کر دیتا ہے۔ ہاں رسول اقدس ﷺ کی شریعت سدا بہار پھول کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر موسم ہر ملک اور ہر دور میں اس کی رونق بڑھتی اور چڑھتی ہی چلی آئی ہے اور قیامت تک بڑھتی اور چڑھتی چلی جائے گی۔ یہی وہ پھول ہے جس کی قسمت میں کملانا اور مرجھانا نہیں ہے۔

ندانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو دارد
کہ مرغ ہر چمنے گفتگوئے او دارد

اسی طرح پہلے انبیاء علیہم السلام ایک ایک قوم یا ایک ایک علاقے کے نبی تھے مگر آنحضرت ﷺ کو عالمگیر نبوت سے نواز کر رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا۔

گویا پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال چراغ کی سی تھی جو ایک گلی یا ایک محلے کو تو روشن کر سکتے ہیں لیکن ساری دنیا کو آفتاب عالمتاب ہی روشن کر سکتا ہے چنانچہ اس آفتاب کے طلوع کے بعد نہ تورات کے چراغ کی ضرورت باقی رہی نہ زبور کی لالٹین کی اور نہ ہی انجیل کی روشنی کی۔

رات محفل میں ہر اک ماہ پارہ گرم لاف تھا
صبح دم خورشید جو نکلا تو مطلع صاف تھا

رسول اقدس ﷺ کا دین کامل عالمگیر اور تا قیامت رہنے والا ہے۔ اس لئے اس میں نئے پیش آمدہ فروعی مسائل کے لئے اجتہاد کی گنجائش رکھی گئی۔ اجتہادی مسائل میں جو شخص خود کتاب و سنت سے استنباط و اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو وہ مجتہد کی رہنمائی میں کتاب و سنت سے استنباط شدہ مسائل پر عمل کرے اسے مقلد کہتے ہیں اور اگر کوئی نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو نہ اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید کرے اس کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

دور نبوت :

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں فروعی مسائل کا حل دریافت کرنے کے تین طریقے تھے :

(۱) جو لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوتے وہ براہ راست آپ ﷺ سے مسئلہ دریافت کر لیتے۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(۲ـ۳) جو لوگ حضرت محمد ﷺ سے دور ہوتے ان میں کوئی خود مجتہد ہوتا تو نئے پیش آمدہ مسئلہ میں اجتہاد کر لیتا اور اگر خود مجتہد نہ ہوتا تو اپنے علاقہ کے مجتہد کی تقلید کر لیتا جیسے یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اجتہاد کرتے اور باقی تمام

اہل یمن ان کی تقلید شخصی کرتے۔ حالانکہ وہ اہل یمن خود عربی دان تھے مگر مسائل اجتہادیہ میں حضرت معاذ ﷛ کی تقلید شخصی کرتے تھے۔ پورے دور نبوت میں ایک مسلمان کا نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جس کے بارہ میں یہ ثابت کیا جا سکے کہ کان لا یجتھد ولا یقلد احدا (کہ نہ وہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ کسی کی تقلید کرتا تھا) اس دور میں ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا۔

دور صحابہ :

آپ ﷺ کا وصال ۱۱ھ میں ہوا تو اب لوگ پہلے طریقے سے محروم ہو گئے۔ آپ ﷺ سے براہ راست اب مسئلہ نہیں پوچھا جا سکتا تھا اس لئے اب فروعی مسائل کے حل کے لئے دو ہی طریقے رہ گئے کہ مجتہد اجتہاد کرے اور عامی تقلید۔ چنانچہ دور صحابہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابت ﷛ اور کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ ان صحابہ کے ہزارہا فتاویٰ بلا ذکر دلیل کتب حدیث میں موجود ہیں اور سب لوگ بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے تھے۔ اسی کو تقلید کہتے ہیں۔ دور صحابہ' تابعین اور تبع تابعین میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اہل سنت ہو اور غیر مقلد ہو۔ اس کے بارہ میں یہ شہادت ہو کہ نہ مجتہد تھا نہ مقلد تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ جس طرح اس خیر القرون میں کوئی شخص اہل قرآن بمعنی منکر حدیث نہیں تھا۔ اسی طرح ایک بھی شخص اہل حدیث بمعنی منکر فقہ و تقلید نہ تھا۔

عالمگیریت :

چونکہ آپ ﷺ کا دین عالمگیر تھا اس لئے آپ نے قیصرو کسریٰ کو خطوط لکھے۔ روم' شام اور یمن وغیرہ کی فتح کی پیشین گوئیاں فرمائیں اور وہ پوری ہوئیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہ پیشین گوئی بھی فرمائی یکون ھذہ الامۃ

بعث الی السند والھند (مسند احمد ص ۳۶۹/ ج ۲) یہ امت سندھ اور ہند پر حملہ کرے گی۔ چنانچہ ۹۲ھ میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ ثقفی کی سرکردگی میں اسلامی فوج سندھ پر حملہ آور ہوئی اور ۹۵ھ تک سندھ مفتوح ہو گیا۔ یہ بصرہ سے آئے' اس وقت وہاں امام حسن بصری رحمہ اللہ (۱۱۰ھ) کی تقلید ہوتی تھی۔ بعد میں جب امام زفر رحمہ اللہ بصرہ پہنچے تو یہ سب لوگ حنفی ہو گئے۔ بہرحال ان فاتحین سندھ میں سے ایک بھی غیر مقلد نہ تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ہند کے غزوہ کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ بن مریم (مسند احمد ص ۲۲۹/ ج ۲' نسائی ص ۶۳/ ج ۲)

میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ فرمایا۔ ایک گروہ جو ہند پر جہاد کرے گا دوسرا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو گا۔ چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ۳۹۲ھ میں سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے ہندوستان کو فتح کیا اور یہاں اسلامی سلطنت قائم فرمائی۔

یہاں جتنے بھی مسلمان خاندان حاکم رہے خاندان غلاماں ہو یا خاندان غوری' خاندان خلجی ہو یا خاندان سادات' خاندان تغلق ہو یا خاندان سوری یا خاندان مغلیہ' سب کے سب سنی حنفی تھے۔ اس ملک میں اسلام' قرآن و سنت لانے کا سہرا صرف اور صرف احناف کے سر ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے بھی یہ اعتراف کیا ہے' لکھتے ہیں ، "خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل' قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔" (ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

چنانچہ یہ بات ایک قطعی تاریخی حیثیت ہے کہ اس ملک میں انگریز کی حکومت سے پہلے ایک بھی غیر مقلد کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا جو اجتہاد کو کار ابلیس اور تقلید مجتہد کو شرک کہتا ہو۔ سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمہ اللہ (۴۶۵ھ) اس دن لاہور پہنچے جس وقت حضرت سید حسین زنجانی رحمہ اللہ کا جنازہ تیار تھا۔ وہ اپنے لاہور تشریف لانے کی وجہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ "میں کہ علی بن عثمان جلابی ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق خیر دے۔ شام کے شہر دمشق میں حضور اکرم ﷺ کے موذن حضرت بلال ؓ کی قبر کے سرہانے سو رہا تھا' خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں اور پیغمبر ﷺ باب بنی شیبہ سے ایک پیر مرد (بوڑھے) کو اپنی گود میں لئے اس حال میں اندر تشریف لا رہے ہیں کہ جس طرح بچوں کو پیار سے گود میں اٹھاتے ہیں' میں دوڑ کر حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگا اور تعجب میں تھا کہ یہ کون صاحب ہیں اور یہ کیا حالت ہے۔ آنحضرت ﷺ پر میرا اندرونی اندیشہ منکشف ہو گیا اور فرمایا یہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں جو تمہارے بھی امام ہیں اور تمہارے اہل ملک کے بھی امام ہیں' مجھے اس خواب سے اپنے بارے میں بھی بڑی امید ہے اور اپنے اہل ملک کے بارے میں بھی (چنانچہ یہ امید پوری ہوئی اور یہ ملک حنفیت کا گہوارہ بن گیا) اور مجھے اس خواب سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ امام اعظم رحمہ اللہ ان حضرات میں سے ہیں جو اپنے اوصاف طبع کے لحاظ سے فانی اور احکام شرع کے لحاظ سے باقی ہیں اور ان ہی کے ذریعہ قائم ہیں' چنانچہ ان کو لے کر چلنے والے حضرت پیغمبر ﷺ ہیں اگر وہ اپنے آپ چلتے تو وہ باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت غلط فیصلہ بھی کر سکتا ہے اور صحیح بھی اور جب ان کو اٹھا کر چلنے والے حضرت پیغمبر ﷺ ہوئے تو وہ پیغمبر ﷺ کی بقائے صفت کی وجہ سے فانی الصفت ٹھہرے اور چونکہ پیغمبر ﷺ پر خطا کی کوئی صورت نہیں بن سکتی۔ یاد

رہے کہ یہ ایک لطیف رمز ہے۔" (کشف المحجوب ص۱۸۶)

الغرض ۵۸۹ھ میں سلطان معزالدین سام غوری آئے اور دہلی تک سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس وقت سے لے کر ۱۲۷۳ھ تک آپ اس ملک کے حالات پڑھ جائیے' محمود غزنوی سے لے کر اورنگ زیب عالمگیر بلکہ سید احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ تک آپ کو کوئی غیر حنفی غازی' فاتح یا مجاہد نہیں ملے گا۔ کشمیر کے بارہ میں مورخ فرشتہ کے الفاظ یہ ہیں: "رعایای آن ملک کلہم اجمعین حنفی مذہب اند (تاریخ فرشتہ ص۳۳۷) اور اس سے قبل تاریخ رشیدی کے حوالے سے لکھتے ہیں: مرزا حیدر در تاریخ رشیدی نوشتہ کہ مردم کشمیر تمام حنفی مذہب بودہ اند (تاریخ فرشتہ ص۳۳۹) حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اہل الروم وماوراء النہر والہند کلہم حنفیون" (تحصیل التعرف ص۳۶)

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان (مکتوب ۵۵ دفتر دوم) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "در جمیع بلدان و جمیع اقالیم بادشاہان حنفی اند وقضاۃ اکثر مدرساں واکثر عوام حنفی۔" (کلمات طیبات ص۱۷۷) نیز فرماتے ہیں: جمہور الملوک وعامۃ البلدان متمذہبین بمذہب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ۔ (تفہیمات الہیہ ص۲۱۲، ج۱) یعنی اکثر سلاطین اسلام اور دنیا بھر میں اکثر اہل اسلام حنفی ہیں۔ اسلامی دنیا کے غالب حصہ میں علم جہاد ان ہی کے ہاتھوں میں رہا' اسی مذہب کی بدولت کم و بیش ہزار سال تمام اسلامی دنیا میں اسلامی نظام نافذ رہا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے مذہب حق کی پہچان یہ بتائی ہے کہ دین اسلام کی اشاعت کے ساتھ دین اسلام پر حملہ آور فتنوں کا مقابلہ کرے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پاک و ہند میں اشاعت اسلام میں احناف کا کوئی شریک نہیں رہا' سارے ملک میں

وسلام احناف نے ہی پھیلایا اور کافر اسلام میں داخل ہو کر حنفی ہی بنے۔ اس ملک میں اسلام پر دو ہی سخت وقت آئے ہیں' ایک اکبر کا الحادی فتنہ' دوسرے انگریز کا تسلط۔ اکبر نے جب امام صاحب رحمہ اللہ کی تقلید سے برگشتہ کر کے لوگوں کو الحاد کی دعوت دی تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کاوشوں سے وہ الحاد مٹ گیا اور انگریز کے خلاف بھی حنفی ہی اٹھے' نواب صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں: "کسی نے نہ سنا ہو گا کہ آج تک کوئی موحد متبع سنت حدیث و قرآن پر چلنے والا انگریز سے بے وفائی اور قرار توڑنے کا مرتکب ہوا یا فتنہ ابلیسی اور بغاوت پر آمادہ ہوا۔ جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے' وہ سب کے سب مقلدین مذہب حنفی تھے۔" (ترجمان وہابیہ ص ۲۵)

الغرض آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو اسلامی اقتدار کا نشان آپ کو حنفی ہی ملیں گے۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

کسی منکر حدیث یا منکر فقہ نے ایک انچ زمین بھی کافروں سے چھین کر بھی اسلامی سلطنت میں شامل نہ کی۔ ان کا یہ صرف یہی ہے کہ احناف کا نہ اسلام صحیح ہے نہ نماز۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت احناف' دونوں جہاں میں سرخرو فرمائے۔

ایک غیر مقلد سے اصول حدیث اور قراۃ خلف الامام پر گفتگو

جس میں فقہ حنفی پر اعتراضات کی حقیقت اور غیر مقلدین کے فرضی دین کی حقیقت واشگاف کی گئی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں جس نے دین کی سمجھ میں ہمیں فقہاء کی طرف رجوع کا حکم دیا (التوبہ: ۱۲۲) اور شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کے ساتھ ساتھ اہل استنباط مجتہدین کی تقلید کا حکم دیا (النساء: ۸۳) اور لاکھوں درود و سلام اور درود اس رحمۃ للعالمین پر جس نے فقہ کو "خیر" اور فقہاء کو "خیار" فرمایا (متفق علیہ) اور مجتہد کے صواب پر دو اجر اور خطاء پر بھی ایک اجر ملنے کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے اور آپ ﷺ کے اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جنہوں نے ہر قسم کی جانی' مالی' وقتی قربانیاں دے کر دین اسلام کو پھیلایا اور ان میں دو ہی جماعتیں تھیں۔ بعض مجتہد تھے اور باقی مقلد (معیار الحق میاں نذیر حسین) ایک کا نام بھی نہیں لیا جا سکتا کہ نہ وہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ ہی مجتہد کی تقلید کرتا اور وہ غیر مقلد کہلاتا تھا اور ان کے بعد ائمہ دین خصوصاً ائمہ اربعہ رحمہم اللہ جن کی تدوین اور تفصیل

سے قیامت تک کے لوگوں کے لئے آنحضرت ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا آسان ہو گیا۔

امابعد :

اس دنیا میں رنگ رنگ کے لوگ آباد ہیں۔ کچھ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے چن لیا۔ وہ دن رات تعلیم و تدریس کے ذریعہ وعظ و تبلیغ سے تحریر و تصنیف کے رنگ میں اشاعت دین میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت نصیب فرمائیں اور ہر قسم کے شرور و فتن سے ان کی حفاظت فرمائیں۔ اس کے برعکس کچھ لوگ اسی کو کار خیر سمجھتے ہیں کہ سیدھے سادے مسلمانوں کے دلوں میں کچھ وساوس پیدا کر دیئے جائیں جس سے وہ لوگ دین سے بیزار ہو جائیں یا کم از کم شکوک و شبہات کی وجہ سے دین میں سست ہو جائیں۔ ایسے ہی ایک شخص سے میرا واسطہ بھی پڑا' ان صاحب نے ایک ہی سانس میں اپنا تعارف یوں کروایا کہ میں ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات ہوں اور وکالت کی سند بھی ہے' ساتھ ساتھ دین میں کافی ریسرچ کی ہے' اس میں میرا بڑا وسیع ذہن ہے۔

اہل حدیث :

اور بتایا کہ میں اہل حدیث ہوں' میں نے کہا ابھی ابھی آپ کا بڑا بھائی یہاں سے اٹھ کر گیا ہے جو کہہ رہا تھا کہ میں اہل قرآن ہوں۔ اس پر وہ صاحب کہنے لگے کہ اہل قرآن لفظ اسلامی دور میں حافظ قرآن کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ان کے فضائل سے ہمیں انکار نہیں مگر انگریز کے دور میں یہ نام منکرین سنت کا رکھا گیا جو ایک گمراہ فرقہ ہے اور اس مقدس نام سے لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ جب قرآن سچا تو اہل قرآن بھی سچے' کبھی کہتا ہے کہ جب سے قرآن ہے اسی وقت سے اہل قرآن ہیں' سب صحابہ رضی اللہ عنہم اہل قرآن تھے۔

کبھی حفاظ قرآن کے فضائل اپنے اوپر چسپاں کر کے سادہ لوح لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اسی طرح اسلامی حکومتوں میں اہل حدیث محدثین کو کہتے تھے۔ محدثین سند کی تحقیق کرتے رہے لیکن انگریز کے دور میں اہلحدیث "منکر فقہ" کو کہا جانے لگا اور ان لوگوں نے بھی عوام کو اس قسم کے دھوکوں میں ڈالا کہ جب سے حدیث ہے اسی وقت سے اہل حدیث ہیں۔ سب صحابہ رضی اللہ عنہم اہل حدیث یعنی فقہ کے منکر تھے اور کبھی محدثین کے فضائل اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں جو واقعہ کا نہایت بے موقع استعمال ہے۔ میں نے پوچھا جب آپ محدث نہیں' ایک حدیث کی ایک سند کی بھی محققانہ تحقیق آج تک آپ نے نہیں کی تو پھر آپ اہل حدیث کس لئے کہلاتے ہیں؟ کہنے لگا کہ صرف اور صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں' فقہ اور کسی امتی کی رائے کو نہیں مانتے۔ اس لئے ہم اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ قرآن پاک تو تقریباً ہر مسلمان کے گھر میں ہوتا ہے۔ حدیث کسے کہتے ہیں؟ کہنے لگا کہ رسول اکرم ﷺ کے قول' فعل اور تقریر یعنی جو بات یا کام آپ کے سامنے ہوا ہو اور آپ ﷺ نے انکار نہ فرمایا ہو اس کو حدیث کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے جو حدیث کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے یہ قرآن پاک کی کس آیت کا ترجمہ ہے؟ کہنے لگا کسی آیت کا بھی نہیں۔ میں نے پوچھا یہ تعریف کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ کہنے لگا کسی کا بھی نہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ تعریف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں آپ نے کہاں سے لی؟ کہنے لگا کہ کسی امتی محدث نے یہ تعریف بیان کی ہے مگر مجھے یاد نہیں کہ سب سے پہلے یہ تعریف کس امتی نے آپ ﷺ کے کتنے سو سال بعد فرمائی۔ میں نے کہا آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ہم اس لئے اہل حدیث ہیں کہ صرف اللہ اور رسول ﷺ کی بات مانتے ہیں' کسی امتی کی بات نہیں مانتے' آپ نے حدیث کی تعریف ہی کسی امتی سے چوری کی ہے تو اب آپ اہل حدیث تو نہ رہے۔ اس کا

جواب اس کے پاس نہ تھا۔ پھر میں نے پوچھا کہ کیا قرآن پاک کی تمام آیات کی
طرح تمام احادیث متواتر اور قطعی الصحت ہیں؟ کہنے لگا نہیں۔ نہ سب احادیث
متواتر ہیں نہ سب صحیح' بہت سی احادیث ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔ میں نے کہا
آپ مجھے صرف ایک حدیث ایسی لکھوائیں جس کو اللہ یا رسول ﷺ نے صحیح
فرمایا ہو اور ایک حدیث ایسی جس کو اللہ یا رسول ﷺ نے ضعیف یا من گھڑت
فرمایا ہو۔ اس نے کہا ایک حدیث کو بھی اللہ یا رسول ﷺ نے نہ صحیح فرمایا نہ
ضعیف نہ من گھڑت۔ میں نے پوچھا کہ پھر تم کسی حدیث کو صحیح' کسی کو حسن' کسی
کو ضعیف' کسی کو من گھڑت کس دلیل سے کہتے ہو؟ کہنے لگا ہم اپنی رائے یا کسی
امتی محدث کی رائے سے احادیث کو صحیح و ضعیف وغیرہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا پھر
آپ اہل الرائے یا اہل الرائے کے مقلد ہوئے "اہل حدیث تو نہ ہوئے۔ اب تو
وہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ آپ کے ہاں احادیث کے صحیح و ضعیف ہونے کا کیا
پیمانہ ہے؟ میں نے کہا جس حدیث کو چاروں ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے قبول
کر لیا اور سب کا اس پر متواتر عمل ہے ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث کو اللہ اور
رسول ﷺ نے نہ صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف۔ ہاں امت کے اجماع کی وجہ
سے اس کی صحت میں شک نہیں اور جن مسائل کی احادیث میں اختلاف ہے ان
میں سے جس پہلو کی احادیث پر مجتہد اعظم نے عمل فرمایا اور امت کا اس پر
متواتر عمل ہے اس کو ہم صحیح مانتے ہیں کیونکہ ہمارے امام صاحب رحمہ اللہ نے
فرمایا ہے کہ میرا مذہب صحیح حدیث پر ہے اور مجتہد کا کسی حدیث کے موافق عمل
کر لینا اس مجتہد اور اس کے مقلدین کے نزدیک اس حدیث کے صحیح ہونے کی
دلیل ہے اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ مثلاً اس حدیث کو اللہ و رسول ﷺ نے نہ
صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف۔ اور جہاں اللہ و رسول ﷺ سے رہنمائی نہ ملے
وہاں اللہ و رسول ﷺ نے مجتہد کو اجتہاد کا حق دیا ہے۔ ہمارے امام صاحب

رحمہ اللہ نے اپنے اجتہاد سے اس حدیث میں مذکور مسئلہ کو قبول فرمایا۔ اب اگر
ان کا اجتہاد صواب ہے تو ان کو دو اجر ملے اور اگر خطا ہے تو ایک اجر ملا اور عمل
یقیناً اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ ہمارے امام کے اس اجتہاد کے خلاف اگر کوئی شخص
اللہ و رسول ﷺ سے صراحتاً ثابت کر دے کہ جس حدیث کو امام نے اپنے
اجتہاد سے صحیح مان لیا ہے۔ اللہ یا رسول ﷺ نے اس حدیث کو من گھڑت
فرمایا ہے تو ہم اپنے امام کا اجتہاد چھوڑ کر اللہ و رسول ﷺ کی بات مان لیں گے
لیکن ہمارے خیر القرون کے مجتہد اعظم نے جس کو قبول فرما لیا مابعد خیر القرون کے
کسی بھی امتی کی رائے سے ہم اپنے امام کے اجتہاد کو ترک نہیں کریں گے۔ ہمارا
احادیث کے رد و قبول کے بارہ میں یہ طریق کسی قرآنی آیت یا حدیث کے خلاف
ہو تو سنائیں ہم تہ دل سے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔ رہا جناب کا یہ فرمان کہ
ہم اپنی رائے یا کسی دوسرے غیر مجتہد امتی کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا
ضعیف کہتے ہیں تو اس سے پتہ چلا کہ آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر مبنی نہیں۔ کیونکہ
آپ کے نزدیک تو صرف خدا اور رسول ﷺ کی بات دلیل ہے اور آپ یقیناً
نہ خدا ہیں اور نہ رسول' نہ ہی آپ کا غیر مجتہد امتی خدا ہے نہ رسول "تو آپ کو
نہ تو کسی حدیث کو صحیح کہنا چاہئے نہ ضعیف اور ہم اہل سنت والجماعت کے ہاں بھی
آپ کا یہ عمل کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ آپ نہ اجماع ہیں اور نہ ہی آپ میں
مجتہد کی شرائط ہیں تو آپ جس بات کو اپنی تحقیق کہتے ہیں وہ کسی دلیل پر مبنی نہیں
کیونکہ نہ ہم آپ کو خدا مانتے ہیں' نہ رسول' نہ اجماع اور نہ مجتہد۔ آپ خود ہی
فرما دیں آپ جو ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہماری تحقیق مانو تو آپ اپنے آپ کو خدا
سمجھتے ہیں یا رسول؟ آپ زبان سے صاف تو نہیں کہتے کہ ہم خدا یا رسول ہیں
لیکن جب اجماع اور مجتہد کے مقابلہ میں ہم آپ کی تحقیق نہ مانیں تو آپ کی
طرف سے شور یہی مچتا ہے کہ انہوں نے خدا اور رسول ﷺ کی بات نہیں

مائی۔ اب آپ ہی سوچیں کہ آپ کا یہ شور کس قدر خطرناک ہے۔ اب تو صاحب بہادر ! نہ ہوں نہ ہاں۔ میں نے پوچھا کہ محدثین نے ایک جہت سے حدیث کی تین قسمیں بتائی ہیں۔ (مرفوع ۔۔۔ موقوف ۔۔۔ مقطوع)

مرفوع :

وہ حدیث ہے جس میں حضرت رسول خدا ﷺ کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

موقوف : وہ حدیث جس میں صحابی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

مقطوع : وہ حدیث جس میں تابعی کے قول یا فعل یا تقریر کا ذکر ہو۔

ہم اہلسنت والجماعت اپنے مجتہد کی رہنمائی میں ان تینوں قسموں کو مانتے ہیں۔ کیا آپ بھی حدیث کی ان تینوں قسموں کو مانتے ہیں؟ اس نے کہا ہرگز نہیں۔ ہم صرف ایک پہلی قسم کو مانتے ہیں۔ میں نے کہا 'کیا آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں جو حدیث کی تینوں قسموں کو مانے اس کو اہل الرائے کہنا اور جو دو تہائی احادیث کے ماننے سے انکار کرے اس کو اہل حدیث کہنا؟ وہ بہت جلایا کہ آپ بات بات پر آیت اور حدیث پوچھتے ہیں۔ میں نے کہا اس لئے کہ آپ نے یہی دعویٰ فرمایا تھا کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ اب آپ کو شدید احساس ہو رہا ہے کہ جس طرح آپ کے بھائی اہل قرآن اس دعویٰ پر پورے نہیں اتر سکتے کہ ہم ہر مسئلہ صراحتاً قرآن مجید سے دکھا سکتے ہیں اسی طرح آپ بھی اس دعویٰ پر پورے نہیں اتر سکتے کہ ہم صرف اور صرف قرآن و حدیث سے ہر ہر مسئلہ کا صراحتاً جواب دے سکتے ہیں۔ پھر میں نے کہا محدثین نے صحیح حدیث کی دس قسمیں بیان فرمائی ہیں (مقدمہ نووی) جس میں مرسل احادیث اور مدلسین کی معنعن احادیث کو بھی صحیح کی اقسام میں شامل کیا ہے۔ ہم ان

پوری دس قسم کی احادیث کو مانتے ہیں اور اپنے مجتہد کی رہنمائی میں ان پر عمل بھی کرتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں ہم تو صرف ان دس اقسام میں سے پانچ کو مانتے ہیں اور پانچ قسم کی احادیث کو من گھڑت اور بناوٹی کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ کوئی آیت یا حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ جو دس قسم کی تمام احادیث صحیحہ کو مانے۔ اس کو تو اہل الرائے کہنا اور جو پوری ڈھٹائی سے نصف احادیث کو ماننے سے انکار کرے اس کو اہل حدیث کہنا شاید "برعکس نہند نام زنگی کافور" کی مثال آپ پر ہی فٹ آجائے۔

ایک مسئلہ :

ایک شخص نے وصیت کی کہ میں اپنی اتنی جائیداد اصحاب حدیث پر وقف کرتا ہوں تو اس وقف کے حق دار کون ہوں گے؟ تو علماء نے بتایا کہ امام شافعی کا مقلد اگر حدیث کا طالب علم ہو تو وہ اس کا حقدار ہے اور اگر حدیث کا طالب علم نہ ہو تو اس کا حقدار نہیں اور حنفی اس کا حقدار ہے خواہ حدیث کا طالب علم ہو یا نہ ہو۔ اس لئے کہ حنفی مرسل احادیث اور اخبار آحاد کو قیاس پر مقدم کرتا ہے (در مختار) معلوم ہوا کہ جو غیر مقلدین خدمت حدیث کے نام پر باہر سے پیسے لیتے ہیں اور پھر سارا زور صحیح احادیث کو ضعیف اور من گھڑت کہنے پر لگاتے ہیں' یہ رقم شرعاً ان کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

ایک اور بہانہ :

میں نے کہا کہ آپ کے مولانا محمد یوسف جے پوری کی کتاب حقیقۃ الفقہ ہے اس میں باقاعدہ ایک عنوان ہے "اہل کوفہ کی حدیث دانی" اس میں فرماتے ہیں کہ اگر اہل کوفہ ہزار حدیثیں سنائیں تو ۹۹۹ تو اٹھا کر پھینک دو اور باقی ایک میں بھی شک رکھنا' کبھی صحیح یقین نہ کرنا۔ اس نے فوراً کہا اہل کوفہ کو حدیث سے کیا تعلق؟ میں نے کہا آیئے تجربہ کر لیں' میں صحاح ستہ سے احادیث پیش کروں گا جس

کی سند میں ایک بھی کوفی آجائے تو اس کو صحاح ستہ سے نکالتے جاتا تو جلدی سے بولا کہ پھر صحاح ستہ میں کیا بچے گا؟ وہاں تو خاک اڑنے لگے گی۔ میں نے کہا کوئی آیت یا حدیث ایسی ہے کہ جو اہل کوفہ کی روایت کردہ سب احادیث صحیحہ کو صرف اس لئے رد کر دے کہ اس کا راوی کوفی ہے وہ تو اہل حدیث کہلائے اور جو سب صحیح احادیث کو مانے خواہ راوی اہل کوفہ ہوں خواہ اہل حجاز' اس کو اہل الرائے کہتا۔

مولانا :

اب وہ صاحب میرے کسی ایک سوال کے جواب میں بھی نہ تو کوئی آیت پڑھ سکتے تھے نہ حدیث۔ بہت پریشان بیٹھے تھے اور نہ احادیث صحیحہ کے انکار ور انکار کرنے والوں کو اہل حدیث ثابت کر سکتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو اس موضوع کو چھوڑ کر دوسری بات شروع ہو' میرے منہ سے مولانا کا لفظ نکلنا تھا اس نے شور مچا دیا توبہ کرو توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مولانا کہنا شرک ہے' کفر ہے۔ میں نے کہا یہ توضیح الکلام ہے۔ اس میں لکھا ہے مولانا ارشاد الحق اثری' پھر لکھا ہے مولانا عزیز زبیدی اور صلوٰۃ الرسول پر لکھا ہے مولانا محمد صادق سیالکوٹی' مولانا محمد داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل' مولانا محمد عبد اللہ جانی' مولانا نور حسین گھرجاکھی' مولانا احمد دین گکھڑوی' مولانا محمد گوندلوی۔ کیا یہ سب مشرک تھے؟ ذرا فتویٰ سوچ کر لگانا چاہئے۔ اس نے فوراً کہا' میں ان کو نہیں مانتا۔ میں نے پوچھا کیا نہیں مانتا؟ ان کو مسلمان نہیں مانتا یا اہلحدیث نہیں مانتا؟ اس نے کہا میں ان کو خدا' رسول نہیں مانتا۔ میں نے کہا کہ میں نے ان کو خدا اور رسول کہہ کر تو پیش نہیں کیا۔ یہ آپ کے غیر مقلد ہیں اور مولانا ہیں' کیا ان کو آپ نام بنام مشرک کہتے ہیں؟ ان کے ہاں مولانا کہنا جائز ہے۔ اس نے کہا وہ کوئی خدا ہیں کہ میں ان کی بات مانوں۔ میں نے کہا کیا تو خدا ہے کہ ہم تیری بات مانیں

کہ مولانا کہنا شرک ہے۔ اس نے کہا میں تو ہر اس شخص کو مشرک کہتا ہوں جو خدا کے سوا کسی کو مولانا کہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ (۱۶:۷۶) وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آقا کو غلام کا مولا فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ مشرک ہیں؟ رسول خدا ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو فرمایا: اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا (بخاری ج ۱/ص ۵۲۸) بلکہ غلاموں کو فرمایا کہ وہ اپنے آقا کو کہیں سیدی و مولائی (بخاری ج ۱/ص ۳۳۶) امام حسن بصری کو لوگ مولانا الحسن کہتے ہیں (تہذیب التہذیب ج ۲/ص ۲۶۳' البدایہ والنہایہ ج ۹/ص ۲۶۶' سیر اعلام النبلاء ج ۳/ص ۵۷۳) کیا اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ اور یہ سب لوگ مشرک ہیں؟ اب خاموش ہو گیا تو پھر میں اصل بات کی طرف آیا کہ آپ کے ہاں احادیث صحیحہ کے رد کرنے کی عجیب و غریب شرائط ہیں۔ آپ کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں: "پس وہ جو قصہ وابیہ بلا سند صحیح کے فضائل میں امام صاحب کے نقل کرتے ہیں امام صاحب تک بسند صحیح متصل مسلسل کے نہیں پہنچتا" (معیار الحق ص ۱۹) جب ایک تاریخی واقعہ کے لئے آپ کے شیخ الکل نے یہ تین شرطیں لگائی ہیں تو حدیث کا معیار تو تاریخ سے بہت بلند ہے۔ پہلی قید صحیح کی لگائی جس سے حسن احادیث خارج ہو گئیں' سب کا انکار ہو گیا۔ دوسری قید متصل کی لگائی جس سے تعلیقات' منقطعات اور مراسیل سب نکل گئیں اور احادیث کی ان سب اقسام کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تیسری قید مسلسل کی لگائی یعنی سند کے ہر ہر راوی کا جب تک مسلسل اسی پر عمل کرنا ثابت نہ ہو گا اس حدیث پر عمل جائز نہ ہو گا۔ اس شرط پر تو شاید ہزاروں میں سے ایک حدیث بھی قابل عمل نہ رہے۔ میں نے کہا کہ کیا آپ یہ تینوں قیدیں کسی آیت یا حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں جبکہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہر وہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے (بخاری' مسلم) لیکن اس کی

قسمت میں کہاں تھا کہ یہ شرطیں کتاب و سنت سے ثابت کرتا۔ میں نے کہا آپ کی مسجد میں اختلافی مسائل پر اشتہار لگے ہوتے ہیں جن سب میں یہ شرط ہوتی ہے کہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح ہو۔ دیکھئے صحیح کی قید سے حسن نکل گئی' صریح کی قید سے دلالت کی باقی سب قسموں کا انکار ہو گیا۔ دیکھئے قادیانی یہی شرط لگاتے ہیں کہ صریح حدیث دکھاؤ کہ آپ ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی نہیں آئے گا اور صریح لفظ دکھاؤ کہ عیسیٰ علیہ السلام بجسد عنصری چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس طرح انہوں نے ختم نبوت اور حیات و نزول مسیح کی متواتر احادیث کا انکار کر دیا کہ جو لفظ ہم نے مانگا ہے وہ آپ نبی سے نہیں کہلوا سکے اور جو الفاظ خود حضرت محمد ﷺ نے فرمائے ہیں ان کو ہم نہیں مانتے کہ صریح نہیں اور مرفوع کی قید سے موقوفات اور مقطوعات کا انکار ہو گیا۔ کیا آپ اسی شرط کے مطابق ایک ہی حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح سے ثابت کر سکتے ہیں کہ دلیل شرعی صرف اور صرف حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح میں ہی منحصر ہے؟ دیدہ باید۔

خلاصہ یہ ہے کہ احادیث کے لئے ایسی ایسی شرطیں لگاتے ہیں کہ کم از کم ۹۵ فیصد احادیث کا انکار ہو جائے۔

منسوخ احادیث :

پوری امت کا اتفاق ہے کہ منسوخ احادیث پر عمل جائز نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ لیس علی العامی العمل بالحدیث لعدم علمہ بالناسخ والمنسوخ (معیار الحق ص ۳۹' بحوالہ بحر الرائق) کہ عامی کے لئے فقہاء کی رہنمائی کے بغیر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کو ناسخ و منسوخ کا علم نہیں اس لئے فقہاء سے تحقیق کرنے کے بعد ناسخ پر عمل کرے اور منسوخ پر عمل نہ کرے' مگر آپ کے شیخ الکل فرماتے ہیں: اگر

کوئی شخص اہل علم حسب وسعت اپنی ایک حدیث تحقیق کر کے اس پر عمل کرے تو نہایت یہی ہو گا کہ وہ حدیث منسوخ ہو گی تو ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص ساتھ عمل کرنے میں ساتھ اس حدیث کے گنہگار نہ ہو گا اور وہ عمل اس کا باطل اور قابل اعادہ کے نہ ہو گا۔ (معیار الحق ص ۴۱) اب دیکھئے اہلسنت کی ضد میں منسوخ احادیث پر بھی عمل کرنے کی اجازت دے دی' اس لئے آج کل ان حضرات کی اصطلاح میں منسوخ احادیث پر عمل کرنے والا اہل حدیث کہلاتا ہے اور ناسخ حدیث پر عمل کرنے والا اہل الرائے۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ضد :

کہنے لگا کہ اہل حدیث ضد نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ آپ کا مطالعہ بہت ناقص اور محدود ہے۔

(۱) ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کے بدن کا پاک ہونا شرط نماز ہے۔ ناپاک آدمی نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوتی مگر آپ کے نواب صدیق حسن خان نے محض ضد سے اس صحیح مسئلہ کا انکار کر دیا اور لکھ دیا کہ پس مصلی با نجاست بدن آثم ست' نمازش باطل نیست (بدور الاہلہ ص ۳۸) یعنی جسم پر گندگی (انسان کا پیشاب پاخانہ لگا) ہو تو گناہگار نہیں ہو گا لیکن اس کی نماز باطل نہیں وہ ہو جائے گی۔ فرمایئے اس کو ضد نہ کہیں تو کیا کہیں؟

(۲) ہمارے ہاں شرائط نماز میں سے کپڑوں کا پاک ہونا بھی ہے مگر ضد اضد کا پیدا کرے یہاں بھی لکھ دیا: "ہر کہ در جامہ ناپاک نماز گزارد' نمازش صحیح باشد" (عرف الجادی ص ۲۲) یعنی جو شخص گندے (مثلاً حیض کے خون سے لت پت) کپڑوں میں نماز پڑھے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۳) ہمارے ہاں نماز کے صحیح ہونے کے لئے نماز کی جگہ کا پاک ہونا بھی شرط

ہے۔ گندی جگہ پر نماز نہ ہو گی مگر اس کا بھی محض ضد سے انکار کر دیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں: "طہارت مکان واجب ست نہ شرط صحت نماز" (عرف الجادی ص ۲۱) کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں۔

(۴) اسی طرح ہمارے ہاں نماز کی حالت میں شرم گاہ کا ڈھکا رہنا شرط ہے ورنہ نماز نہیں ہو گی۔ مگر قربان جایئے ضد کے' لکھتے ہیں: ہر کہ در نماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح باشد (عرف الجادی ص ۲۲) یعنی حالت نماز میں جس کی شرم گاہ ننگی رہے اس کی نماز بالکل صحیح ہے۔

(۵) اسی طرح نماز کے لئے شرط ہے کہ نماز کا وقت ہو' وقت ہونے سے پہلے نماز نہیں ہوتی مگر یہ لکھ دیا گیا کہ اگر عصر کے وقت فٹ بال کھیلنا ہو تو عصر کی نماز ظہر کے ساتھ پڑھ لے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ ص ۶۳۱)

(۶) ہمارے ہاں کفار کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں مگر نواب وحید الزمان نے صاف لکھا ہے کہ کافر کے پیچھے نماز پڑھ لی تو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ (نزل الابرار ج ۱/ ص ۱۰۱) آپ کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب کا فتویٰ یہی تھا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے' بلکہ آپ مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھ بھی لیا کرتے تھے۔ (فیصلہ مکہ ص ۳۶) اور آپ کے مناظر اسلام مولانا عنایت اللہ اثری بھی مرزائیوں کے پیچھے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

فقہ کی مخالفت :

وہ صاحب فرمانے لگے فقہ کی مخالفت کون سا کفر ہے بلکہ فقہ کی مخالفت تو کرنی چاہئے تاکہ لوگ فقہ کو چھوڑ دیں۔ میں نے کہا فقہ کے یہ مسائل کتاب و سنت پر مبنی ہیں "ان کی مخالفت کتاب و سنت کی مخالفت ہے۔ میں نے کہا آپ یہ جہاد اپنی مساجد میں شروع فرمائیں گے کہ جی فقہ کی مخالفت کرنی ہے اس لئے عصر کے وقت چونکہ ہاکی کھیلنی ہے عصر کی نماز پونے ایک بجے پڑھ لیں' نماز کی جگہ پر پاخانہ

لیپ لیں' جسم کو پیشاب سے غسل دے لیں' کپڑوں کو حیض کے خون سے رنگ کر پہن لیں مگر شرم گاہ ننگی رکھیں اور نماز کا امام بھی لالہ آتما رام کو بنا لیں اور نماز کے شروع اور آخر میں نعرے لگائیں کہ فقہ کی مخالفت کوئی کفر نہیں۔ قدم بڑھایئے اور فقہ کی مخالفت میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کیجئے۔

مسلک اہل حدیث زندہ باد۔

نبی کی مخالفت

وہ صاحب بڑے چمک کر بولے کہ آپ لوگ کلمہ نبی ﷺ کا پڑھتے ہیں لیکن نبی پاک ﷺ کی بات نہیں مانتے بلکہ ان کے خلاف امام ابو حنیفہ کی باتیں مانتے ہیں۔ میں نے کہا یہی کچھ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن آپ کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں مگر اس خالق کے خلاف مخلوق رسول ﷺ کی باتیں مانتے ہیں۔ قرآن پاک کی مخالفت اہل حدیث کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ یہ لوگ تلاش کر کر کے ایسی احادیث پر عمل کرتے ہیں جو قرآن پاک کے خلاف ہوں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ ہماری اصول فقہ کی کتابوں سے صرف ایک مستند حوالہ پیش کریں کہ اس میں تحریر ہو کہ نبی پاک ﷺ کے خلاف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بات ماننا یا کسی کتاب کا حوالہ دیں کہ فلاں حنفی امام نے کہا ہو کہ نبی پاک ﷺ کا حکم تو یہ ہے مگر میں نبی ﷺ کے حکم کے خلاف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ بات مانتا ہوں۔ حوالہ لایئے یا جھوٹ سے باز آیئے۔ اس نے کہا دیکھئے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور تم اس حدیث کو نہیں مانتے۔ امام ابو حنیفہ کی بات مانتے ہو۔ میں نے کہا عزیزم! یہ آپ کی بات ہے۔ کسی حنفی نے یہ نہیں لکھا کہ ہم اس مسئلہ میں نبی پاک ﷺ کی بات نہیں مانتے بلکہ اس کے خلاف امام صاحب کی بات مانتے ہیں۔ آپ اپنی بات پر حوالہ پیش فرمائیں۔ اب ذرا ہماری بھی سن لیں' ہم کہتے ہیں کہ

یہاں حنفی پوری حدیث کو مانتے ہیں اور غیر مقلد ادھوری کو اور یہ کتنا ظلم ہے کہ جو پوری حدیث کو مانیں ان کو اہل الرائے کہا جاتا ہے اور جو ادھوری حدیث مانیں وہ اپنا نام اہل حدیث رکھتے ہیں۔ اب سنئے' حضور ﷺ کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔

(۱) عن عبادۃ رضی اللہ عنہ مسلم ج ۱/ ص ۱۶۹' عبدالرزاق ج ۲/ ص ۹۲' نسائی ج ۱/ ص ۱۳۵' ابوداؤد ج ۱/ ص ۱۱۹

(۲) وعن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ج ۱/ ص ۱۱۸' حاکم ج ۱/ ص ۲۳۹

(۳) عن ابی سعید رضی اللہ عنہ مسند احمد ج ۳/ ص ۳' ابوداؤد ص ۱۱۸

(۴) عن عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ ابن عدی ص ۱۳۰

(۵) عن ابن مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ رواہ ابو نعیم نصب الرایہ ج ۱/ ص ۳۶۵

(۶) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ الکامل ج ۵/ ص ۲۹

(۷) وعن عائشہ رضی اللہ عنہا الکامل ج ۴/ ص ۳۲

(۸) عن جابر رضی اللہ عنہ ابن ابی شیبہ ج ۱/ ص ۳۶

یہ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو صراحتاً روایت کرتے ہیں کہ جس نماز میں فاتحہ اور زائد قرآن نہ پڑھا جائے وہ نماز نہیں ہوتی اور احادیث میں آپ ﷺ کا نماز میں سورۃ فاتحہ کے علاوہ زائد قرآن پڑھنا متواترات میں سے ہے۔ جب نماز کی قراءت کی احادیث متواترہ میں دو حصے ثابت ہوئے سورۃ فاتحہ اور ما زاد علی الفاتحہ اور ان دونوں کے نہ ہونے سے آپ ﷺ نے نماز کی نفی فرمائی۔ اب ہم ان دونوں حصوں کا ایک ہی حکم مانتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ بھی واجب ہے اور ما زاد بھی واجب ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلد کہتے ہیں کہ نماز میں فاتحہ ضروری اور فرض ہے۔ ما زاد ضروری نہیں تو حدیث کا انکار غیر مقلدین نے کیا یا احناف نے؟ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان سے جب فاتحہ اور ما زاد دونوں کا واجب ہونا معلوم ہوا تو پورے یقین سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس حدیث کا مقتدی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کیونکہ مقتدی پر ما زاد علی الفاتحہ خود غیر مقلدین کے ہاں بھی واجب نہیں بلکہ حرام ہے۔

اب غیر مقلدین نے اس حدیث میں مقتدی کو شامل کر کے اس حدیث کا انکار کیا یا نہیں؟ کیونکہ اگر اس حدیث میں مقتدی بھی شامل ہو تو اس پر ما زاد علی الفاتحہ بھی واجب ہو گی اور غیر مقلدین مقتدی پر ما زاد علی الفاتحہ کو حرام کہتے ہیں۔ تو یہ بات واضح ہو گئی کہ حنفی یہ احادیث پوری کی پوری مانتے ہیں اور غیر مقلدین ان احادیث کو بھی ادھوری مانتے ہیں اور ساتھ یہ جھوٹ بھی بولتے ہیں کہ ہم نے حدیث کو مانا اور احناف نے حدیث کے خلاف امام کے قول کو مانا۔ اللہ تعالیٰ مجھے وساوس سے محفوظ فرمائیں۔

مقتدی :

اس نے کہا پھر تم کیوں کہتے ہو کہ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ کے ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا آپ بھی بتائیں کہ مندرجہ بالا آٹھ احادیث کے حکم میں آپ کے نزدیک مقتدی بھی شامل ہے پھر آپ کیوں کہتے ہیں کہ مقتدی کی نماز بغیر ما زاد کے ہو جاتی ہے۔ پھر میں نے کہا کہ آپ ہمارے مسلک کو جانتے تک نہیں' جیسے خطیب خطبہ پڑھتا ہے سب خاموش رہتے ہیں تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہم نے بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھا ہے بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے خطبے والا جمعہ پڑھا ہے کیونکہ خطیب کا خطبہ ہم سب کی طرف سے ہو گیا ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ امام کی قراءت (فاتحہ و سورۃ) سب کی طرف سے ہو گئی ہے تو مقتدی کی نماز بھی فاتحہ و سورۃ کے ساتھ ہوئی ہے۔ ہم اس لئے یہ کہتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدیوں کی بھی قراءت ہے۔

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ موطا محمد ص ۹۵' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱/ ص ۳۷۷

(۲) ابو الدرداء رواہ بیہقی و دارقطنی ج ۱/ ص ۳۳۲
(۳) عبداللہ بن شداد و ابن الہاد موطا محمد ص ۹۸
(۴) عن ابی ہریرۃ بیہقی (کتاب القراءۃ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بہت سے تابعین نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ آپ بھی ایک حدیث پیش کریں کہ امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی نہیں اور کسی حنفی کتاب سے یہ دکھائیں کہ حنفی نے کہا ہو کہ مقتدی کی نماز بغیر فاتحہ و سورۃ کے ہو جاتی ہے ورنہ جھوٹ سے توبہ کیجئے۔ کہنے لگا کہ یہ احادیث صحیح ہیں؟ میں نے کہا اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ان کو صحیح فرمایا ہے اور نہ ضعیف' ہمارے ائمہ ثلاثہ نے بالاتفاق ان کو تسلیم کر کے ان کے موافق فتویٰ دیا ہے تو ہمارے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ احادیث بالاتفاق صحیح ہیں۔ ہاں آپ اگر اللہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا ضعیف ہونا ثابت کر دیں تو ہم اپنے ائمہ ثلاثہ کا قول چھوڑ دیں گے لیکن آپ چاہیں کہ آپ جیسے نااہلوں کے کہنے سے ہم ائمہ ثلاثہ کی تحقیق کو چھوڑ کر آپ جیسے نااہلوں کی تقلید کر لیں تو اس سے ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے ہیں: اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (متفق علیہ) یعنی جب نااہل لوگ دخل اندازی کرنے لگیں تو قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ آہ! آج آپ جیسے نااہل لوگوں کی دخل اندازی سے دین اسلام پر قیامت ٹوٹی ہوئی ہے' اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت فرمائیں۔

مکہ مدینہ والا دین :

اب وہ صاحب بڑے پریشان ہوئے لیکن اصل موضوع سے ہٹ گئے۔ کہنا اس فرقے کا کمال ہے۔ فرمانے لگے ہمارا دین مکے مدینے والا ہے اور تمہارا کوفے والا۔ میں نے کہا کہ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارا دین مکے مدینے والا ہے کیونکہ قرآن کی بعض سورتوں پر مکیہ لکھا ہے اور بعض پر

مدنیہ۔ اس قرآن کے مقابلہ میں صحاح ستہ میں سے کوئی کتاب بھی اہل مکہ یا اہل مدینہ کی لکھی ہوئی نہیں۔ آپ کے بڑے بھائی اہل قرآن کی بات آپ کے مقابلہ میں زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا آپ نے تو مدینہ منورہ میں خیر القرون کے تبع تابعی مجتہد امام مالک رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی حدیث کی کتاب کو صحاح ستہ سے خارج کر دیا جبکہ اہل کوفہ نے باقاعدہ اس حدیث کی کتاب کو روایت کیا دیکھو امام محمد رحمہ اللہ کی موطا۔ یہ عجیب انصاف ہے کہ جو مدینہ کی کتاب کو روایت کریں ان کا دین مدینے والا نہ ہو اور جو مدینہ کی کتاب کو پیچھے دھکیلیں وہ مدینے والے بن جائیں۔

تو بریں عقل و دانش بباید گریست

اہل مدینہ سے مخالفت :

(۱) آپ کے ہاں وضو میں صرف پگڑی پر مسح جائز ہے (الروضۃ الندیہ ج ۱/ ص ۳۹) اور امام مدینہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صرف پگڑی پر مسح جائز نہیں (موطا ص ۲۳) بلکہ فرمایا جو پگڑی پر مسح کرے اس کی نماز نہیں ہوتی (المدونۃ الکبریٰ ج ۱/ ص ۱۶) دیکھئے مدینے والے نہ آپ کے وضو کو صحیح مانتے ہیں نہ آپ کی نماز کو۔

(۲) امام مالک رحمہ اللہ تیمم کا طریقہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک ضرب سے چہرہ کا مسح کرے اور دوسری ضرب سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت (موطا ص ۴۲) لیکن آپ نے اہل مدینہ کا مذہب چھوڑ کر بخاری کا مذہب قبول کیا کہ تیمم میں ہاتھوں کا مسح صرف ہتھیلیوں کا ہو (بخاری ص ۴۸) اور تیمم کی ضرب ایک ہو (بخاری ص ۵۰)

(۳) امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ نماز میں ہاتھ لٹکائے جائیں اور آپ کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہاتھ کندھوں تک اٹھا کر پھر دائیں ہتھیلی

سے بائیں کہنی کو پکڑ کر سینہ پر رکھتے تھے۔ یہ مذہب نہ کسی حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی اہل مدینہ کا۔

(۴) آپ لوگ کہتے ہیں کہ جو مقتدی جہری نمازوں میں بھی امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرات (فاتحہ و سورۃ) نہ کرے (موطا ص ۶۸)

(۵) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقتدی آمین کہیں اور امام آمین نہ کہے اور اکیلا نمازی آمین آہستہ کہہ لے تو کوئی مضائقہ نہیں (المدونۃ الکبریٰ ج ۱/ ص ۷۱) آپ کے ہاں مسئلہ یہ ہے کہ امام اور پھر مقتدی پکار کر آمین کہیں (دستور المتقی ص ۱۱۱) اور امام جماعت غرباء اہل حدیث مفتی عبدالستار صاحب فرماتے ہیں: "جو ناعاقبت اندیش و فتنہ انگیز اونچی آمین سے چڑے اور کہنے والوں سے حسد کرے وہ یقیناً یہودی ہے۔" (فتویٰ آمین بالجہر ص ۳۴)

(۶) امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ عورت نماز میں سمٹ کر رہے گی اور اپنی رانیں اور بازو کھول کر نہیں رکھے گی۔ پس عورت اپنے جلسہ اور سجدے دونوں میں خوب ملی ہوئی اور سمٹی ہوئی ہوگی (الرسالہ بحوالہ نصب العمود ص ۵۰) لیکن آپ لوگ کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں (دستور المتقی ص ۱۵۱، صلوۃ الرسول ص ۱۹۰) پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ ہمارا دین مدینے والا ہے۔

(۷) موطا امام مالک ص ۷ اور ص ۱۳۹ سے ظاہر ہے کہ جو شخص نماز باجماعت کے رکوع میں شامل ہو تو اس کی وہ رکعت شمار ہوتی ہے مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ وہ رکعت شمار نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی ص ۳۶، نزل الابرار ج ۱/ ص ۱۳۴)

(۸) موطا ص ۱۱۱ سے ظاہر ہے کہ امام فجر کی جماعت کرا رہا ہو تو آنے والا پہلے

وتر پڑھ سکتا ہے مگر غیر مقلدین اہل مدینہ کے اس مسئلہ کو غلط کہتے ہیں۔ (صلوۃ الرسول ص ۳۵۱)

(۹) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں رفع یدین کرنا ضعیف ہے اور فرمایا کہ میں کسی رفع یدین کرنے والے کو پہچانتا تک نہیں (المدونۃ ج ۱/ ص ۷۱) لیکن غیر مقلدین نے تقریر و تحریر اور چیلنج بازیوں سے اس مسئلہ پر کتنا اودھم مچا رکھا ہے۔

(۱۰) ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد کسی تکبیر کے ساتھ رفع یدین جائز نہیں۔ (المدونۃ الکبریٰ ج ۱/ ص ۱۷۶) مگر آپ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ صاحب فرماتے ہیں "جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲/ ص ۵۰)

(۱۱) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں قراءت (قرآن پڑھنا) ہمارے شہر (مدینہ طیبہ) میں اس پر عمل نہیں۔ نماز جنازہ صرف دعا ہے۔ میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔ (المدونۃ الکبریٰ ج ۱/ ص ۱۷۴) مگر غیر مقلدین کا کہنا ہے اگر امام یا مقتدی نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۵/ ص ۱۸۵)

(۱۲) نماز جنازہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے۔ اس میں علمائے اسلام میں کوئی اختلاف نہیں۔ (نووی شرح مسلم ص ۳۱۱، مغنی لابن قدامہ ج ۲/ ص ۳۸۶) لیکن پوری امت کے خلاف غیر مقلدین کے نزدیک نماز جنازہ بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲/ ص ۵۶)

(۱۳) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جنازہ کے مسجد میں رکھے جانے کو مکروہ سمجھتا ہوں (المدونۃ الکبریٰ ج ۱/ ص ۱۷۷) مگر غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھنا سنت ہے اور اس سے انکار کرنا سنت کی مخالفت کرنا ہے۔

(بلاغ المبین ص ۵۵۳ بحوالہ فتاوی ستاریہ ج ۱/ص ۳۱)

(۱۴) امام مالک رحمہ اللہ ایک رکعت وتر کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں ہمارے ہاں اس پر بالکل عمل نہیں ہے کم از کم وتر تین رکعت ہیں (موطا ص ۱۱۰) جبکہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تین وتر پڑھنے جائز ہی نہیں۔ (عرف الجادی ص ۳۳)

(۱۵) امام مالک رحمہ اللہ قرآن کی آیت سے ثابت کرتے ہیں کہ گھوڑا حلال نہیں (موطا ص ۴۹۳) مگر غیر مقلدین ہر سال کسی نہ کسی جگہ گھوڑے کی قربانی کا کھڑاگ رچا لیتے ہیں۔

(۱۶) امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قربانی کے تین دن ہیں (موطا ص ۴۹۷) مگر غیر مقلدین چوتھے دن بھی قربانی کرتے ہیں۔

(۱۷) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے میں نے کسی ایک بھی اہل علم و فقیہ کو رکھتے نہیں دیکھا اور اسلاف سے کسی کا یہ روزے رکھنا مجھے نہیں پہنچا ہے بلکہ اہل علم ان کو مکروہ سمجھتے ہیں اور ان کے بدعت ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اہل جہالت و جفا کہیں ان کو رمضان کے ساتھ نہ ملائیں۔ (موطا ص ۲۵۶) غیر مقلدین امام کے ارشاد پر بہت واویلا مچاتے ہیں۔

(۱۸) امام مالک رحمہ اللہ خیار مجلس کی حدیث میں لکھ کر فرماتے ہیں:
ولیس لهذا عندنا حد معروف لا امر معمول به فیه (موطا ص ۶۰۵)
کہ نہ خیار مجلس کی ہمارے ہاں کوئی حد معروف ہے اور نہ ہی ہمارے ہاں اس پر عمل ہے جبکہ غیر مقلدین اس پر بہت شور و غوغا مچاتے ہیں۔

(۱۹) موطا امام مالک ص ۵۱۰ تا ص ۵۲۱ کی روایات سے ظاہر ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ ایک کلمہ سے بھی تین طلاق واقع ہونے کے قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین بالکل نہیں مانتے۔

(۲۰) رکعات تراویح میں ۲۰ رکعت کے ترویحوں میں ۱۶ نوافل کے بھی امام مالک رحمہ اللہ قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین اس کو بالکل نہیں مانتے۔

میں نے کہا اہل مدینہ سے نہ آپ کا وضو ملے' نہ تیمم' نہ نماز' نہ جنازہ' حلال و حرام اور نکاح و طلاق میں ان سے اختلاف کرتے ہو پھر عوام کو مغالطہ دیتے ہو کہ ہمارا دین مدینہ والا ہے۔ کیا اس جسارت سے جھوٹ بولنے پر آپ کو کبھی خیال نہیں آتا کہ ہم نے ایک دن اللہ کے ہاں ایک ایک بات کا حساب دینا ہے اور جہاں نہ زور چلے گا نہ زر۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت گنہگاروں کو آوازیں دیتی ہے کہ آؤ توبہ کر لو۔

کتاب و مدینہ :

مکمل دین پر آپ کی ایک بھی کتاب نہ مکہ میں لکھی گئی اور نہ مدینہ میں اور کوفہ میں دین اسلام ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ آیا جو مکہ مدینہ سے آئے تھے۔ علامہ علاؤ الدین رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں روضہ پاک پر بیٹھ کر ایک جامع اور مکمل کتاب "در مختار" تحریر فرمائی۔ اس میں لکھتے ہیں: الحاصل قرآن پاک کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہیں اور اس کی یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ آپ کا ہی مذہب پھیلا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ امام نے کوئی قول ایسا نہ فرمایا جو کسی نہ کسی امام کا مذہب نہ ہو (یعنی سب ائمہ آپ ہی کے خوشہ چین ہیں) اور تیسری دلیل یہ ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے زمانہ سے آج تک سلطنت اور قضاء کے عہدے ان کے مقلدین کے پاس رہے ہیں۔ علامہ شامی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ خلافت عباسیہ جن کی مدت حکومت تقریباً پانچ سو سال ہے۔ اس میں اکثر قاضی اور مشائخ (یعنی شیخ الاسلام) حنفی تھے' جیسا کہ کتب تاریخ اس کی شاہد ہیں۔ ان کے بعد سلاطین سلجوقی اور خوارزمی سب کے سب حنفی تھے' اور خلافت عثمانیہ بھی

حنفی تھی اور ان کے قاضی بھی حنفی' یعنی شاہی کے زمانہ تک نو سو سال کے سلاطین اسلام حنفی گزرے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ بھی فرماتے ہیں: "در جمیع بلدان و جمیع اقالیم بادشاهاں حنفی اند و قضاة و اکثر مدرساں و اکثر عوام حنفی" (کلمات طیبات ص ۱۷۸) یعنی تمام ملکوں اور شہروں میں بادشاہ حنفی ہیں اور اکثر قاضی' اکثر مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں۔ الغرض دوسری صدی سے چودھویں صدی کے وسط تک تقریباً بارہ سو سال حرمین شریفین کے خادم حنفی رہے اس کے بعد آج تک حنبلی ہیں۔ "اہل قرآن" اور "اہل حدیث" کو کبھی اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا کر کے خدمت حرمین شریفین کا موقعہ نہیں دیا۔ ان کی حکومت تو کجا ان کا وجود ہی ان مقدس شہروں میں نہیں تھا۔

مولانا ثناء اللہ کا اعتراف حق :

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو ایک اعلان اپنے فرقہ وارانہ اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع کیا۔ فرماتے ہیں: برادران اسلام! جماعت (غیر مقلدین) کے اکثر افراد جانتے ہیں کہ مولانا احمد صاحب دہلوی سات آٹھ سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں۔ جب آپ وہاں پہنچے تو اس مقدس شہر کے ساکنین میں سے کسی کو اہل حدیث نہ پایا۔ نہ اس جماعت کا کوئی مدرسہ ہے نہ رباط نہ دیگر کسی خدمت کے آثار اس جماعت کے وہاں موجود ہیں' نہ اس جماعت کا وہاں تذکرہ ہے نہ نام و نشان۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدیوں سے اس جماعت کے اعمال نامے مدینۃ الرسول ﷺ کی خدمت سے خالی ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر دل پر سخت چوٹ لگی اور بے حد افسوس ہوا کہ یہ مرکز اسلام' یہ دربار نبی ﷺ کا مسکن جہاں دنیا بھر کے مسلمان جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی اہل حدیث کا نام لیوا اور مذہب اہل حدیث کا مبلغ نہ ہو؟ کتنی شرم کی بات ہے کہ دعویٰ تو سنت کا اور پھر صاحب سنت مطہرہ کے گھر مدینہ طیبہ میں اس دعویدار قوم کا کوئی حصہ بھی

نہ ہو' افسوس ہزار افسوس۔

اسی طرح مکہ مکرمہ میں ان کا پہلا مدرسہ دارالحدیث محمدیہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو شروع ہوا۔ اس کا بانی عبدالحق نوشاروی (احمد پور شرقیہ) تھا۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ جیسے مرزائیت' پرویزیت عرب ممالک وغیرہ میں پاک و ہند سے گئی اسی طرح غیر مقلدیت بھی پاک و ہند سے گئی' جس طرح قادیانیوں اور اہل قرآن کا یہ دعویٰ باطل ہے کہ ان کا دین حجازی ہے' اسی طرح غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہمارا دین مکے مدینے سے آیا ہے ایک زبردست تاریخی غلط بیانی ہے۔ میں نے کہا آپ کو تو مکہ مدینہ سے اتنی بھی نسبت نہیں جتنی جوتوں کو مکہ مکرمہ سے ہے کہ اگر وہاں کے نہیں تو وہاں سے نکالے ہوئے تو ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ اسلام کی پہلی ساڑھے تیرہ صدیوں میں کسی ایک خلیفہ اسلام' کسی ایک قاضی' کسی ایک امام مسجد حرام یا امام مسجد نبوی ﷺ' حرمین شریفین کے کسی ایک خاکروب کو بھی کسی مستند تاریخی حوالے سے مقلد ثابت کر سکتے ہیں کہ نہ اس میں اجتہاد کی اہلیت تھی اور نہ وہ تقلید کرتا تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ اجتہاد کو کار ابلیس اور مجتہد کی تقلید کو شرک کہتا تھا۔ دیدہ باید۔ مرداں بکوشید۔

سلاطین اسلام :

اس نے کہا آپ نے بڑے فخر سے کہا ہے کہ تمام سلاطین اسلام حنفی رہے ہیں۔ یہ درست ہے اور بجا ہے۔ آخر سلاطین حنفی کیوں نہ ہوتے جبکہ حنفی فقہ نے شراب اور زنا کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ امام ابو یوسف ہارون رشید کو خود شراب بنا کر پلاتے تھے۔ اس شراب کا نام ہی ابو یوسفی تھا۔ میں نے کہا بہت بڑی جسارت ہے کہ تمام سلاطین اسلام کو زانی اور شرابی کہا جائے اتنا کھل کر تو شاید کسی کھلے کافر نے بھی آج تک نہ کہا ہوگا اور اس سے بڑی جسارت یہ ہے کہ تمام فقہائے اسلام کو شراب اور زنا کا جائز قرار دینے والا کہا جائے۔ نبی اقدس ﷺ

فقہ کو خیر اور فقہاء کو خیار فرمائیں اور آپ لوگ فقہ کو شر اور فقہاء کو اشرار قرار دیں:

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک گلچڑی گنجی
کرے ہے حضور بلبل بستان نواسنجی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل بجا فرمایا تھا کہ اس امت کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو اس امت کے اسلاف کو لعن طعن کیا کریں گے۔ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا غیر مقلدین نے آنکھوں سے مشاہدہ کروادیا۔ اس نے کہا عالمگیری میں شراب کو جائز کہا گیا ہے جو بادشاہ کے لئے لکھی گئی ہے اور شراب ابایوسفی کا ذکر بھی اسی میں ہے۔ میں نے عالمگیری کا اردو ترجمہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہاں لکھا تھا: خمر کے لئے چھ حکم ہیں: (۱) اول یہ کہ خمر کا تھوڑا پینا اور بہت پینا سب حرام ہے اور اس سے دوا کے طور پر بھی انتفاع حرام ہے۔ (۲) دوم یہ کہ اس کی حرمت کا منکر کافر ہے۔ (۳) سوم یہ کہ جس طور سے لوگ متاع (فائدہ) حاصل کرتے ہیں مثلاً بیع و ھبہ وغیرہ کے طور پر خمر کا مالک ہونا یا دوسرے کو مالک کرنا حرام ہے۔ (۴) چہارم یہ کہ خمر کا تقوم باطل ہو گیا حتی کہ خمر کا تلف کرنے والا ضامن نہ ہو گا یعنی کسی نے کسی کی شراب انڈیل کر ضائع کر دی تو اس کو شراب کی قیمت نہیں دینی پڑے گی۔ (۵) پنجم یہ کہ خمر مثل پیشاب اور خون کے نجاست غلیظہ ہے۔ (۶) ششم یہ کہ اس کے تھوڑا یا بہت پینے سے حد شرعی واجب ہوتی ہے۔ (عالمگیری ج ۹/ص ۸۱۲)

خدا کا خوف کرو کیا اسی کا نام شراب کی کھلی چھٹی ہے۔

ہمارے ہاں خمر پیشاب کی طرح ناپاک اور آپ کے ہاں خمر پاک ہے (نزل الابرار ج ۱/ص ۴۹) اس نے کہا پھر شراب ابایوسفی کا کیا قصہ ہے؟ میں نے کہا ابایوسفی خمر نہیں ہے اس کا نام بختج یا مثلث "عالمگیری" نے بیان کیا ہے۔ میں

نے کہا قاضی ابویوسف رحمہ اللہ کا وصال ۱۸۲ھ میں ہے۔ آپ نے عالمگیری سے حوالہ دیا جو ۱۱۰۸ھ کی کتاب ہے جب کہ نسائی ۳۰۳ھ جو کہ صحاح ستہ میں شامل ہے اس میں ہے: "عن ابراهيم لا باس بنبيذ البختج" نبیذ یعنی شیرہ کے پینے میں کچھ قباحت نہیں تو اگر قاضی صاحب نے ہارون رشید کو اس شیرہ کے پینے کی اجازت دی تو یہ کس حدیث کے خلاف ہے؟ آپ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں جس میں بختج کو حرام قرار دیا گیا ہو اور بخاری (۲۵۶ھ) میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے طلاء مثلث کا پینا درست رکھا ہے۔ (بخاری مترجم ج ۳/ص ۳۸۰) کیا ان حضرات کو بھی قاضی ابویوسف رحمہ اللہ فتویٰ دے گئے تھے؟ آپ صرف اور صرف ایک حوالہ دیں کہ فقہ حنفی میں خمر کے ایک قطرے کو بھی حلال یا پاک کہا گیا ہو ورنہ اس جھوٹ سے توبہ کریں۔

اس نے کہا لیجئے میں خمر کا لفظ دکھاتا ہوں، درمختار میں صاف ہے کہ خمر میں گندم کو جوش دیا جائے تو وہ کئی بار جوش دے کر سکھانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ میں نے درمختار دکھائی اس میں ہے کہ جو گیہوں شراب میں پکائی جائے وہ کبھی پاک نہ ہو گی اسی پر فتویٰ ہے (ص ۲۷۱) آپ نے یا تو خیانت کی ہے یا جہالت سے ایسا کہا ہے۔ پھر میں نے نزل الابرار دکھائی کہ آپ کے ہاں تو خمر ہی پاک ہے۔ خمر میں پکایا ہوا گیہوں پاک ہے بلکہ خمر میں آٹا گوندھ کر روٹی پکائی جائے تو اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ اس نے کہا آپ کی ہدایہ میں لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا جائز ہے۔ میں نے دکھایا کہ انہوں نے ساتھ حدیث بھی دی ہے: خير خلكم خل خمركم بہترین سرکہ وہ ہے جو شراب سے بنایا جائے اور آپ کے ہاں بھی یہی ہے: اما الخمر اذا صار خلا فيصير حلالاً۔ شراب جب سرکہ بن جائے تو پینا حلال ہے۔ (نزل الابرار ج ۱/ص ۲۸۵) لیجئے بخاری میں بھی ہے کہ حضرت

ابو درداء وغیرہ نے فرمایا کہ شراب (خمر) میں مچھلی ڈال دیں اور سورج کی دھوپ میں رکھ دیں تو اب وہ شراب نہیں رہتی یعنی سرکہ بن کر حلال ہے۔ بخاری تو ہدایہ سے پہلے لکھی گئی ہے۔ پہلے اعتراض اس پر کرنا چاہئے تھا۔ آخر کہنے لگا کہ ہاں شراب کا سرکہ بن جائے تو اس کے حلال ہونے میں تو شک نہیں ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے ابو یوسف قاضی کیسے بنا؟ اس نے ہارون رشید کو فتویٰ دیا تھا کہ اپنے باپ کی لونڈی سے تجھے صحبت کرنا حلال ہے اس کے صلہ میں اسے قاضی بنا دیا گیا۔

قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ :

میں نے کہا آپ کو پتا ہے کہ جو الفاظ بھی آپ نے منہ سے نکالے ہیں ایک ایک لفظ کا اللہ کے ہاں حساب ہونا ہے۔ محدث علی بن صالح (المتوفی) جب حدیث روایت فرماتے تو فرماتے:

حدثنی افقه الفقهاء و قاضی القضاة و سید العلماء ابو یوسف۔ یعنی مجھے اپنے دور کے سب فقہاء سے بڑے فقیہ اور قاضی القضاۃ عالموں کے سردار نے حدیث سنائی اور محدث علی بن الجعد (۲۳۰ھ) جو بخاری کے استاد ہیں فرمایا کرتے جب تو ابو یوسف رحمہ اللہ کا نام لینا چاہے تو پہلے اپنے منہ کو صابن اور گرم پانی سے خوب پاک صاف کر لے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم میں نے ابو یوسف رحمہ اللہ جیسا محدث نہیں دیکھا۔ آپ صائم الدہر تھے اور قاضی بننے کے بعد بھی روزانہ دو سو نفل پڑھتے تھے۔ کسی مسلمان پر تہمت لگانے کے لئے ثبوت چاہئے۔ آپ نے جو واقعہ ان کی طرف منسوب کیا ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

آپ کے نواب صدیق حسن خان ہی لکھتے ہیں یہ واقعہ بالکل بے اصل ہے (الکشف الالتباس ص ۱۲۹) اور پھر آپ نے جو اس سے نتیجہ نکالا ہے کہ اس وجہ سے ہارون رشید نے قاضی صاحب رحمہ اللہ کو قاضی بنایا تو یہ جہالت کا بہت بڑا کرشمہ ہے

کیونکہ قاضی صاحب کو خلیفہ مہدی نے اس عہدہ پر فائز فرمایا تھا۔ پھر خلیفہ ہادی کے زمانہ میں بھی وہ اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے بعد ہارون رشید کے زمانہ میں بھی اس عہدہ پر فائز رہے (مقدمہ کتاب الخراج) حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا تو خوف خدا میں یہ حال تھا کہ آخری بیماری میں بہت پریشان تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے نہ کبھی بدکاری کی، نہ کبھی زندگی بھر ایک درہم بھی حرام کا کھایا اور نہ زندگی بھر کے فیصلوں میں کبھی ناانصافی کی۔ ہاں ایک مرتبہ ناانصافی ہوئی کہ میں ہارون رشید خلیفہ کو کچھ فیصلے سنا رہا تھا کہ ایک عیسائی آیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ فلاں باغ خلیفہ نے مجھ سے غصب کیا ہے۔ میں نے خلیفہ سے پوچھا اس نے کہا وہ تو مجھے خلیفہ منصور سے میراث میں ملا ہے۔ میں نے عیسائی سے کہا کہ تمہارے پاس کوئی گواہ ہیں؟ تو اس نے کہا نہیں۔ گواہ تو نہیں آپ خلیفہ سے قسم لیں۔ میں نے خلیفہ سے قسم لی۔ اس نے قسم اٹھائی اور عیسائی چلا گیا۔ اب میں اس پر ڈر رہا ہوں کہ میں نے عیسائی کو خلیفہ کے ساتھ اٹھا کر یہ مقدمہ کیوں نہ سنا۔ اس پر رو رہے تھے۔ (مناقب ذہبی ص ۴۳)

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ بیمار تھے تو ولی کامل حضرت خواجہ معروف کرخی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمن بن اخواس رحمہ اللہ سے فرمایا کہ قاضی صاحب کی وفات ہو جائے تو مجھے بھی خبر دینا۔ عبدالرحمن فرماتے ہیں میں باہر نکلا اور قاضی صاحب رحمہ اللہ کے گھر کی طرف گیا تو قاضی صاحب کا جنازہ بالکل تیار تھا۔ میں نے سوچا اب حضرت خواجہ معروف کرخی کو بتانے جاؤں تو میں خود جنازے سے رہ جاؤں گا اس لئے میں نے نماز جنازہ پڑھی اور پھر آ کر حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کو خبر دی۔ آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا آج ہی رات میں نے خواب دیکھا کہ میں گویا جنت میں داخل ہوا ہوں تو ایک بہت شاندار محل دیکھا میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ قاضی ابو یوسف کا ہے۔ میں نے پوچھا یہ عالی شان محل کے وہ حق دار کیسے بنے؟ تو بتایا گیا کہ انہوں نے لوگوں کو خوب علم سکھایا اور لوگوں نے ان پر کئی بے بنیاد الزامات لگائے۔ (مناقب ذہبی ص ۴۳) امام محمد رحمہ

اللہ کے وصال کے بعد ولی کامل 'محدث اعظم' ابدال وقت نے خواب میں انہیں دیکھا اور پوچھا محمد! کیا گزری؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے علم کا خزانہ بنایا تھا اس لئے کوئی عذاب نہیں جا جنت میں چلا جا اور میں اس عظیم الشان محل میں ہوں۔ میں نے پوچھا قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کہاں ہیں؟ فرمایا وہ مجھ سے بھی بلند مقامات پر ہیں۔ پھر میں نے پوچھا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہاں ہیں؟ فرمایا وہ تو کئی درجہ ہم سے بلند ہیں۔ (بغدادی ج ۲/ص ۱۸۲)

میں نے کہا جو لوگ صدیوں سے جنت نشین ہیں۔ آپ اب بھی ان کو معاف نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگا کہ قاضی صاحب نے ایک حیلہ بتایا کہ آدمی لونڈی کی بیع کرادو آدمی ہبہ کر دو اور یہ واقعہ تو خطیب بغدادی نے سند سے لکھا ہے۔ میں نے کہا یہ خطیب نے جلد ۱۴ میں لکھا ہے جبکہ جلد سوم میں اس کی سند کے راوی محمد بن ابی الازھر کے بارہ میں خود لکھ آئے ہیں کہ: کان کذابا قبیح الکذب ظاھرہ۔ یعنی وہ کھلم کھلا بدترین جھوٹ بیان کرتا تھا۔ پھر اس سند میں حماد بن اسحاق موصلی ہیں یہ دونوں باپ بیٹا زمانہ کے مشہور گویے تھے ایسے جھوٹوں اور گویوں کی روایت سے ان جلیل القدر ائمہ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس نے کہا شاید بعض شوافع نے اس قسم کے واقعات اس لئے ذکر کئے ہوں کہ امام شافعی جب عراق میں گئے اور خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں پہنچے۔ خلیفہ کے سامنے قاضی ابو یوسف نے امام شافعی کو بہت گرانا چاہا۔ آخر ہارون رشید نے ان دونوں کا مناظرہ کرایا جس میں قاضی ابو یوسف کو بری طرح شکست ہوئی یہ کتنی بری بات ہے کہ قاضی صاحب نے محض حسد سے ان کو گرانے کی کوشش کی حالانکہ انہیں تو عالم کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تھی اور یہ واقعہ سند کے ساتھ مذکور ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد البلوی ہے جس کے بارہ میں امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا (میزان الاعتدال ج ۲/ص ۴۹۰) جب وہ رسول پاک ﷺ پر جھوٹ بولتا تھا تو قاضی صاحب پر کیوں

نہ بولے گا؟ اس سند کا دوسرا راوی احمد بن موسیٰ النجار ہے جس کو میزان میں ذہبی نے حیوان وحشی کہا ہے۔ (ج ۱/ص ۱۵۷) ایسے جھوٹوں کی روایات سے آپ ائمہ کبار پر تہمتیں لگاتے ہیں اور اس واقعہ کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی تاریخی شہادت یہ بھی ہے کہ حضرت امام شافعی ۱۸۴ھ میں عراق تشریف لائے جبکہ اس سے دو سال قبل حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ وصال پا چکے تھے کیا وہ دو سال بعد قبر سے اٹھ کر امام شافعی رحمہ اللہ سے مناظرہ کرنے آئے تھے؟ آپ لوگوں کا عجب معاملہ ہے انکار پر آؤ تو بخاری کی حدیث "قرب نوافل" اور مسلم کی حدیث اذا قرأ فانصتوا کا انکار کردو اور ماننے پر آؤ تو ایسے جھوٹے قصوں کو وحی آسمانی سے بڑا درجہ دے دو۔ اس نے کہا کہ جن سلاطین اسلام پر آپ فخر کرتے ہیں یہ وہی تو ہیں کہ حرم مکہ میں ساڑھے پانچ سو سال ان کی حکومت میں چار مصلے رہے۔ اللہ بھلا کرے سعودی حکومت کا اب ایک ہی مصلی ہے۔ میں نے کہا کہ جب چار مصلے تھے تمہارا اس وقت بھی نہیں تھا اور اب ایک ہے تو تمہارا اب بھی نہیں ہے۔ ہاں اس سے اتنا پتہ چلا کہ اہلسنت کے مذہب چار ہی ہیں۔ آپ کا اہلسنت میں کبھی بھی شمار نہیں ہوا۔

فرضی مناظرہ :

وہ کہنے لگا ہارون رشید نے مکہ مکرمہ میں امام شافعی اور امام ابو یوسف کا مناظرہ کرایا' جس میں ثالث امام مالک تھے۔ اس میں اذان' صاع اور وقف کے مسائل زیر بحث آئے جس میں ہارون رشید کے سامنے ابو یوسف کو شکست فاش ہوئی اور آپ نے امام ابو حنیفہ کے ان تین مسائل کو چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔

اس کلام کو سنتے ہی عوام میں ایک کھلبلی سی مچ گئی اور آوازیں آنے لگیں آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تقلید کو توڑتے ہیں اور امام صاحب رحمہ اللہ کے مذہب سے منحرف ہوتے ہیں۔ (طریق محمدی ص ۱۸۹) امام ابن الجوزی نے بے سند اس کو ذکر کیا ہے اور

مقلد کہتے ہی اسے ہیں جو امام کی رہنمائی میں اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے۔ جیسے یہ کہنا بات بڑی حماقت ہے کہ مقتدی اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنے امام کو سجدہ کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی بڑی جہالت ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مقلدین اللہ اور رسول ﷺ کی بجائے امام کی ذاتی آراء کی اطاعت کرتے ہیں۔ چونکہ میرے درس سے ان کے جھوٹے پروپیگنڈہ کی قلعی کھل گئی اس لئے غیر مقلدین آگئے کہ آپ کو مناظرہ کرنا ہوگا۔ میرے پاس نہ کوئی کتاب تھی نہ رسالہ۔ خیر میں نے پوچھا کہ آپ کی طرف سے مناظر کون ہوگا؟ انہوں نے کہا شیخ العرب والعجم امام دہل ظرین سید پیر بدیع الدین شاہ راشدی پیر جھنڈا صاحب اور ساتھ ہی کہا کہ ان سے عرب اور عجم کے علماء ڈرتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر سندھ میں پہلا مناظرہ پیر صاحب سے ہو جائے تو یہ پہلا مناظرہ بھی ہوگا اور آخری بھی۔ کیونکہ جب اہل سندھ اپنے شیخ العرب والعجم کے دلائل کی کمزوری معلوم ہو جائے گی تو پھر اور کسی میں جرات نہ رہے گی۔ چنانچہ ایک گوٹھ میں مناظرہ ہوا۔ چار موضوع تھے۔

(۱) تقلید' (۲) قراءت خلف الامام' (۳) آمین' (۴) رفع یدین

مناظرہ سے قبل شرائط مناظرہ پر بات ہوئی۔ پیر صاحب سے میں نے عرض کیا کہ آپ استدلال میں قرآن و حدیث سے باہر نہیں نکلیں گے کیونکہ قرآن و حدیث سے باہر نکلنے کے بعد آپ اہل الرائے بن جائیں گے کیونکہ یا تو آپ اپنی رائے پیش کریں گے یا کسی امتی کی رائے کی تقلید کریں گے جو اہل حدیث کے منشور کے خلاف ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ میں الزامی طور پر فقہ حنفی کی عبارات بھی پیش کروں گا۔ میں نے کہا حضرت آپ تو شیخ العرب والعجم ہیں آپ کو اتنا تو علم ہونا چاہیے کہ مناظرہ کا مقصد اظہار صواب ہوتا ہے نہ کہ الزام خصم۔ الزام خصم تو مجادلہ کا موضوع ہے اور مجادلہ اہل باطل کا شیوہ رہا ہے لیکن

پیر صاحب اپنی بات پر ضد کرتے رہے۔ پھر میں نے کہا کہ غیر مقلد مناظر کے تحقیقی دلائل تو صرف قرآن و حدیث سے ہوتے ہیں۔ جب وہ تحقیقی دلائل سے خالی ہونے پر بطور الزام فقہ حنفی کا معمول یہ اور مفتی بہ قول پیش کرے گا اور مجھے بھی حق ہوگا کہ میں غیر مقلدین کی عبارات بطور الزام پیش کروں خواہ وہ کسی قسم کا غیر مقلد ہو یعنی امام صاحب کی تقلید سے نکل کر وہ مرزائی بن گیا ہو یا منکر حدیث بن گیا ہو یا منکر فقہ بن گیا ہو" ہر غیر مقلد کا قول میں بطور الزام پیش کروں گا۔ اس پر پیر صاحب بہت سٹپٹائے۔ اس پر شور کرنے لگے کہ مفتی بہ اور معمول بہ کا لفظ کاٹو۔ میں نے کہا کہ آپ نے جو حدیث کے ساتھ صحیح کا لفظ لکھا ہے وہ کاٹ دیں۔ میں مفتی بہ کاٹ دوں گا۔ پیر صاحب نے فرمایا میں صحیح کا لفظ کیوں کاٹوں؟ میں نے کہا پھر میں مفتی بہ کا لفظ کیوں کاٹوں؟ پھر یہ وفیسر کھڑے ہوئے اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ صحیح کا معنی تو ہمیں معلوم ہے مگر مفتی بہ کا معنی ہمیں معلوم نہیں آپ اس کا معنی بتائیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ آپ غلط ضد کر رہے ہیں یا ہمارے پیر صاحب۔ میں نے کہا کہ "مفتی بہ" "مضبوط جوان کو کہتے ہیں۔ پیر صاحب کہتے ہیں کہ فقہ کی عبارتیں مناظرہ میں پیش کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ فقہ کی مضبوط اور پکی پکی عبارتیں پیش کریں جن پر احناف کا ہر جگہ عمل ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں فقہ کی کتابوں سے بالکل کمزور اور کچی کچی عبارتیں پیش کروں گا جن پر احناف کا عمل ہی نہیں ہے تو ان لوگوں نے پیر صاحب سے کہا کہ آپ کی ضد بالکل ناجائز ہے۔ آپ کیوں متروک اور کچی باتیں پیش کریں گے؟ آپ کو مضبوط اور معمول بہا حوالے دینے ہوں گے۔ اس پر پیر صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔ پھر بالترتیب تین مسائل پر مناظرہ ہوا۔ تقلید' قراءت خلف الامام اور آمین پر۔

ہر مسئلہ کے لئے دو دو گھنٹے کا وقت مقرر تھا۔ اس مناظرہ کا کیا اثر ہوا کہ پیر صاحب نے مرتے دم تک مناظرہ کرنے سے توبہ کر لی۔ اب تو "زمین جنبد نہ

جسے "کل محمد" والا معاملہ ہے۔ مناظرہ کا سن کر ان پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔
اس کے دو سال بعد لاڑکانہ میں رفع یدین پر مناظرہ ہوا۔ جب غیر مقلدین علماء نے منت سماجت کی کہ پیر صاحب مناظرہ کے لئے چلیں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا تو پیر بدیع الدین کے بڑے بھائی پیر محب اللہ شاہ صاحب آئے مگر ان میں بھی مناظرہ کی ہمت نہ ہوئی وہ بھی مسعودی فرقہ کے اللہ بخش کو مناظرہ کے لئے ساتھ لائے جو خود سب اہل حدیثوں کو غیر مسلم اور فرقہ پرست کہتا تھا۔ میرا ان سے ایک ہی مطالبہ تھا کہ آپ لوگوں کا عمل سب کے سامنے ہے کہ آپ لوگ چار رکعت میں اٹھارہ جگہ پر رفع یدین نہیں کرتے اور دس جگہ کرتے ہیں۔ یہ آپ کا ہمیشہ کا عمل ہے اور آپ کہتے ہیں کہ جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ آپ صرف ایک "صرف ایک اور صرف ایک صحیح حدیث پیش کر دیں جس میں یہ چاروں باتیں صراحتاً موجود ہوں۔ اٹھارہ جگہ رفع یدین کی نفی، دس جگہ اثبات، ہمیشہ کا لفظ اور جو اسی طرح رفع یدین نہ کرے اس کی نماز باطل۔ میں باوضو ہوں اسی وقت چار نفل رفع یدین سے پڑھوں گا اور ہمیشہ کے لئے زندگی بھر اس مسئلہ پر عمل کروں گا اور اس کی تبلیغ بھی کروں گا مگر وہ کوئی ایسی حدیث پیش نہ کر سکے اور الحمدللہ مناظرہ کا اثر اہل حق کے حق میں ہی رہا۔ اس مناظرہ کے بعد پیر محب اللہ شاہ نے بھی مناظرہ سے ایسی توبہ کی کہ موت تک پھر مناظرہ کا نام نہ لیا۔

اب کئی سالوں کے بعد غیر مقلدین کی باسی کڑھی میں پھر ابال اٹھا۔ لاڑکانہ میں ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب اور مشتاق احمد جتوئی صاحب سے مناظرہ طے کر لیا اور ۲۴ اکتوبر ۹۵ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔ غیر مقلدین نے مناظرہ تو مقرر کر لیا لیکن پیر بدیع الدین نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ بیچارے بہت دوڑے بھاگے مگر کسی نے حامی نہ بھری۔ آخر انہوں نے سندھ سے مایوس ہو کر پنجاب کا

رخ کیا اور طالب زیدی کو مناظرہ کے لئے رضامند کیا۔ طالب زیدی اور پیر بدیع الدین دونوں ایک دوسرے کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن ان کی نہ نماز آپس میں ملتی ہے نہ حرام حلال کے مسائل ملتے ہیں۔ پیر صاحب رکوع سے اٹھ کر قومہ میں بھی سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں جبکہ طالب زیدی قومہ میں ہاتھ باندھنے کو غلط کہتا ہے۔ پیر صاحب تعویذ لکھنے کو شرک اور اس پر اجرت لینے کو حرام کہتے ہیں۔ اس پر ان کا مستقل رسالہ ہے جبکہ طالب زیدی نے تعویذ کے جواز پر رسالہ لکھا ہے۔

طالب زیدی سے پہلے ہارون آباد میں مناظرہ ہوا۔ اس نے کہا تھا کہ اہل حدیث جو نماز پڑھتے ہیں ان کے مکمل احکام اور ترتیب احادیث صحیحہ صریحہ غیر معارضہ سے ثابت کروں گا مگر وہاں نتیجہ صفر رہا۔ اہلسنت والجماعت نے "مناظرہ ہارون آباد" کے نام سے مکمل مناظرہ شائع کر دیا۔ مناظرہ میں یہ اپنی نماز کے بارہ میں سوالات کا جواب حدیث سے نہ دے سکا۔ کتاب چھپنے کے بعد کئی جگہ پر احباب نے اس کو کتاب بھیجی کہ تم نے اپنی نماز کا ثبوت نہ دے کر سب اہل حدیثوں کی جو ناک کٹوائی ہے آپ ہی اس کا جواب لکھ کر شائع کریں تاکہ اس عالمگیر رسوائی سے ہم بچ سکیں مگر وہ آج تک اس کا جواب شائع نہ کر سکا۔ اس مناظرہ سے یہ اتنا خائف ہوا کہ اہل بدعت کی شاگردی اختیار کر لی اور ان لوگوں نے جو اعتراضات اہلسنت پر کئے تھے ان سب کو جمع کر کے کسی سے اس کا عربی ترجمہ کروایا اور عرب میں اس کو شائع کروایا۔ اس کا نام "الدیوبندیہ" رکھا۔ وہاں سلفی کہلانے والوں نے اس کتاب کو خوب تقسیم کرایا۔ انصار السنہ اور سلفی اس کی اشاعت میں پیش پیش تھے مگر سعودی عرب کے ذمہ دار علماء نے ان کے خلاف ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔ چنانچہ روزنامہ اردو نیوز جدہ ۱۹ ستمبر ۹۵ء میں اس سیمینار کی کاروائی شائع ہوئی۔ ریاض (اردو نیوز ڈیسک) سعودی عرب کے ممتاز علماء دین نے انصار السنہ، سلفی کی سرگرمیوں سے خبردار کیا کیونکہ یہ امت

مسلک سے متعلق دو فکر و عمل پر غلط اثرات ڈال رہی ہیں۔ مقامی عربی روزنامہ کے مطابق ریاض کی معروف جامع مسجد میں ہونے والے ایک مذہبی سیمینار کے شرکاء نے بتایا کہ بظاہر اسلامی نام رکھنے والی ان جماعتوں سے امت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین، شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ اور شیخ عبدالعزیز عبداللہ آل شیخ نے زور دے کر کہا کہ فرزندان اسلام اپنے عقائد اور اپنی جماعت کے پابند رہیں کہ اسی میں ان کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔ شیخ جبرین نے مذکورہ جماعتوں کے قائدین سے کہا کہ وہ اس قسم کے نام رکھنے سے گریز کریں کیونکہ اس سے بلاوجہ یہ غلط تاثر پیدا ہوتا ہے کہ بس وہی قرآن و سنت اور توحید و دعوت کے علمبردار ہیں۔

یہ جدہ کے اردو اخبار کی عبارت ہے جس میں سعودی علماء نے سلفی اور انصار السنہ ناموں کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔ طالب نوری کا علم یہ ہے کہ اس نے تکبیر التحقیق فی مسئلہ رفع الیدین لکھی ہے اس میں قرآن کی آیت لکھتا ہے قوموا للہ کانتین ص ۲۲، اصل لفظ "قانتین" ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے یالیت قومی یعقلون (بجائے یعلمون کے) ص ۵۵، ابن الہمام کو ابن ہمام ص ۱۴، ابوبکر بن الجصاص کو ابوبکر الجصاص ص ۲۲۳، امام سفیان کو امام سلوان ص ۱۱۱، محمد بن مجاہد کو حمام بن مجاہد ص ۲۲، دوسری جگہ امام کو دہشت ص ۲۳، فتح الملہمیت کے مصنف کا نام علامہ عمرانی لکھتا ہے ص ۲۲۳، ایسے مناظر نے مناظرہ کیا خاک کرنا تھا۔

شرائط :

جب ہم نے تحریری طور پر لکھ بھیجا کہ آپ کے ہاں دلیل صرف قرآن و حدیث ہے۔ آپ پر لازم ہوگا کہ اپنے دعویٰ کی پابندی کریں کہ قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی بات نہ کریں۔ جس وقت بھی آپ نے کسی امتی کا قول پیش کیا آپ کو مناظرہ سے روک

دیا جائے گا کیونکہ آپ اہل حدیث نہیں رہیں گے بلکہ اہل الرائے بن جائیں گے چونکہ اللہ اور رسول ﷺ نے کسی ایک حدیث کو بھی صحیح یا ضعیف نہیں فرمایا اس لئے آپ کو نہ کسی حدیث کو صحیح کہنے کا حق ہوگا اور نہ ضعیف کہنے کا۔ اگر آپ اپنی رائے سے یا کسی امتی کی رائے سے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہیں گے تو آپ اہل الرائے ہوں گے۔ اس پر طالب نوری ایسا بوکھلایا کہ تحریراً لکھ بھیجا کہ یہ بکواس ہے۔ اب غور فرمائیں قرآن و حدیث کی پابندی کو اس نے بکواس کہہ کر قرآن و حدیث کی توہین کی اور اس مطالبہ کو کہ حدیث کو صحیح یا ضعیف اپنی مسلمہ دلیل سے ثابت کرنا اس کو بکواس کہہ کر دلیل سے انحراف اور مناظرہ سے فرار کو کیسے واضح کر دیا۔ جب کہ ہم تو صرف مانگ رہے ہیں۔ اگرچہ اللہ اور رسول ﷺ نے کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف نہیں فرمایا لیکن اگر ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے کسی حدیث کو قبول کر لیا تو وہ بحکم اجماع ہمارے نزدیک صحیح ہوگی جیسے رکوع میں ملنے والے کی رکعت ہو جاتی ہے اس مسئلہ کو چاروں اماموں نے قبول فرمایا اور اگر کسی حدیث کو چاروں اماموں نے بالاتفاق چھوڑ دیا تو یہ ہمارا اس حدیث کے متروک و معلول ہونے کی دلیل ہے۔ جیسے ایک حدیث میں ہے کہ فجر کی نماز سے فراغت پر آپ ﷺ نے فرمایا جب میں جہر قراءت کروں تو میرے پیچھے کچھ نہ پڑھا کرو مگر فاتحہ، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اب چاروں ائمہ نے بالاتفاق اس حدیث کو چھوڑ دیا کیونکہ کسی ایک امام نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص جہری نماز میں امام کے پیچھے قراءت نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اسی طرح دو رکعتوں سے اٹھ کر تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا، اس حدیث کو چاروں اماموں نے بالاتفاق چھوڑ دیا۔ اسی طرح ترمذی شریف اور نووی شرح مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کو چاروں اماموں میں سے کسی نے بھی قبول نہیں کیا۔ ایسی احادیث ہمارے ہاں قطعاً متروک ہیں۔ ہاں جن احادیث میں ائمہ اربعہ میں اختلاف ہو گیا تو جس حدیث کے موافق ہمارا مفتی بہ قول ہوگا ہم اس کو صحیح کہیں گے کیونکہ

ہمارے نزدیک مجتہد کا استدلال صحت حدیث کی دلیل ہے۔ الغرض طالب زیدی اپنے دعویٰ کو ہی چھوڑ گیا اور ہم اپنے دعویٰ پر الحمدللہ قائم رہے۔

انتخاب موضوع :

دن رات یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ حنفیوں کی ساری نماز غلط ہے اور ہماری ساری نماز حدیث سے ثابت ہے تو ان کا فرض تھا کہ اپنی مکمل نماز کو حدیث سے ثابت کریں مگر یہ ان کے بس کی بات نہیں۔ آپ حضرات خود غور فرمائیں کہ اگر نماز میں صرف تین مسائل وہ حدیث سے ثابت بھی کر دیں تو نماز کے بیسیوں مسائل جو ہرگز ہرگز حدیث سے ثابت نہیں تو ایسی نماز کو کون حدیث والی کہہ سکتا ہے۔ پھر یہ بھی کسی حدیث میں نہیں کہ اگر یہ تین مسائل حدیث سے ثابت ہو جائیں تو ساری نماز حدیث والی مانی جائے گی۔ ان تین کا انتخاب بھی محض رائے سے کیا گیا۔ گویا اہل حدیث تو وہ کبھی تھے ہی نہیں۔

ان کا عمل :

ان سے کہا گیا کہ آپ ہر مسئلہ میں اپنا مکمل عمل لکھ دیں کیونکہ دین بھی مکمل ہے اور اللہ کے ہاں بھی مکمل عمل کا حساب دینا ہے تو ثبوت بھی مکمل عمل کا ہونا چاہئے لیکن طالب زیدی زہر کا پیالہ پی کر خود کشی کی موت تو مر سکتا تھا مگر اپنا مکمل عمل لکھ دے اور پھر اسے حدیث سے ثابت کر دے یہ اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ آخر ہم نے مکمل عمل لکھ بھیجا۔

قراءت خلف الامام :

غیر مقلدین (جہری) نمازوں میں امام کے پیچھے سورتیں بالکل نہیں پڑھتے' ان کو منع اور حرام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ساری جماعت کے لئے ایک اذان' ایک اقامت' ایک سترہ کافی ہے' اسی طرح ایک سورۃ سب کی طرف سے کافی ہے مگر سورۃ

فاتحہ امام کی پڑھی ہوئی مقتدی کے لئے کافی نہیں' خود ہر مقتدی کو پڑھنا فرض ہے ورنہ مقتدی کی نماز باطل اور بے کار ہو گی اور (سری) نمازوں میں مقتدی پر فاتحہ فرض اور سورۃ پڑھنا مستحب ہے۔ اس مسئلہ کو غیر مقلد مناظر پہلے قرآن پاک سے ثابت کرے گا اگر نہ کر سکا تو لکھ دے گا کہ اس مسئلہ میں قرآن پاک ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ دوسرے نمبر پر یہی مکمل مسئلہ حدیث کی اس کتاب سے ثابت کرے گا جس کا جمع کرنے والا نہ مجتہد ہو نہ مقلد بلکہ غیر مقلد ہو اور اس حدیث کا صحیح ہونا دلیل سے ثابت کرے گا اور یاد رکھے گا کہ اس کے نزدیک دلیل صرف اللہ اور رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ کسی امتی کا قول پیش کرتے ہی اسے مناظرہ سے روک دیا جائے گا۔ اس پر طالب زیدی نے یہ تو تحریری طور پر تسلیم کر لیا کہ ہم اپنا یہ مسئلہ قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے اور حدیث کی دلیل سے صحیح ثابت کرنے اور غیر مقلد کی کتاب سے ہونے کو بکواس قرار دے دیا۔ گویا یہ اعتراف کر لیا کہ وہ اپنے اصول پر اس حدیث کو نہ صحیح ثابت کرے گا نہ ہی وہ حدیث کسی غیر مقلد کی کتاب سے دکھلانے کا پابند ہو گا۔ پھر ہم نے لکھ کر بھیجا کہ آپ نے تو مان لیا کہ ہم یہ مسئلہ قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے لیکن ہم الحمدللہ اپنا مکمل مسئلہ قرآن پاک سے ثابت کریں گے اور اس آیت کی تفسیر رسول پاک ﷺ' صحابہ رضی اللہ عنہم' تابعین رحمہم اللہ اور اجماع امت سے ثابت کریں گے۔ مگر اس نے زبانی طور پر تو ہمارے قرآنی دلائل سننے سے انکار کر دیا اور اپنے عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ لکھ بھیجا کہ بغیر فاتحہ کے کسی کی نماز نہیں ہوتی نہ امام کی' نہ منفرد کی' نہ مقتدی کی' حالانکہ بحث اس میں ہے کہ امام کی قراءت (فاتحہ و سورۃ) سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ جب امام کی سورۃ سب کی طرف سے کافی ہے تو فاتحہ بھی کافی ہے۔ اس کو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ امام کی سورۃ تو سب کی طرف سے ہو جاتی ہے مگر فاتحہ سب کی طرف سے نہیں ہوتی۔ پھر ہم نے یہ پوچھا کہ اس میں یہ بھی ابہام ہے۔ ظہر کی نماز میں مثلاً ایک ہی فاتحہ ساری نماز کے لئے کافی ہے یا ہر رکعت میں فاتحہ فرض ہے۔ غیر مقلد کہتے

گے کہ ہم تو ہر رکعت میں فاتحہ کو فرض کہتے ہیں۔ میں نے کہا پھر لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے کام نہیں چلے گا لا رکعۃ الا بفاتحۃ الکتاب حدیث دکھانی ہوگی۔ میں نے کہا جب تم یہ کہتے ہو تو لکھ بھی دو مگر انہوں نے لکھنے سے بالکل انکار کر دیا۔

مسئلہ آمین :

دوسرا مسئلہ "آمین" تھا اس میں غیر مقلدین نے اپنے روز مرہ کے عمل پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

(۱) سب لوگ جانتے ہیں کہ اکثر نمازیں (یعنی سنت اور نفل) اکیلے اکیلے پڑھی جاتی ہیں اس وقت جو غیر مقلد پڑھے بھی آمین آہستہ کہتے ہیں۔

(۲) پھر نماز باجماعت میں امام ایک ہوتا ہے باقی سب مقتدی ہوتے ہیں تو ان کا مسئلہ بھی پہلے حل ہونا چاہئے۔ غیر مقلد مقتدی روزانہ گیارہ سری رکعتوں میں امام کے پیچھے آہستہ آمین کہتے ہیں اور چھ رکعتوں میں اونچی' ان میں سے بھی گیارہ رکعتیں زیادہ ہیں۔ ان کا مسئلہ پہلے حل ہونا چاہئے چھ کا بعد میں۔

(۳) پھر بعض مقتدی اس وقت شریک ہوتے ہیں جب امام نصف فاتحہ پڑھ چکا ہوتا ہے اس مقتدی کو اپنی فاتحہ کے درمیان بلند آواز سے آمین کہنا پڑتی ہے۔ فاتحہ کے ختم سے پہلے آمین کہنا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔

(۴) پھر ان کا امام بھی گیارہ سری رکعتوں میں ہمیشہ آہستہ آمین کہتا ہے اس کا ثبوت پہلے ہونا چاہئے اور جن چھ رکعتوں میں ہمیشہ جہراً کہتا ہے اس کا ثبوت دوام کی نص کے ساتھ بعد میں ہونا چاہئے۔ ہم نے لکھا کہ یہ مسئلہ بھی غیر مقلد مناظر پہلے قرآن سے ثابت کرے گا۔ اگر نہ کر سکا تو تحریر دے گا کہ اس مسئلہ میں قرآن ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں ہے۔ پھر پورا مسئلہ حدیث سے ثابت کرے گا اور حدیث اس

کتاب سے دکھائے گا جس کا جامع نہ مجتہد ہو نہ مقلد بلکہ غیر مقلد ہو اور اس حدیث کو دلیل صحیح سے ثابت کرے گا اور یہ ہرگز نہ بھولے گا کہ اس کے نزدیک دلیل صرف اور صرف اللہ و رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ اگر غیر مقلد مناظر نے کسی جگہ کسی امتی کی رائے یا اپنی کوئی رائے بیان کی تو اس کو مناظرہ سے روک دیا جائے گا کیونکہ وہ اہل حدیث نہیں رہا۔ اپنے اس عمل پر بھی طالب زیدی نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اپنے اور بیگانے سب بار بار ایک ہی رٹ لگا رہے تھے کہ جو فرقہ اپنے مکمل عمل پر دستخط نہیں کر سکتا وہ ثابت کہاں سے کرے گا؟ ان کے دستخط نہ کرنے سے سورج کی روشنی کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ اپنے مکمل عمل کو قیامت تک قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکیں گے۔

مسئلہ رفع یدین :

تیسرا یہ مسئلہ مناظرہ کے لئے طے تھا اس مسئلہ میں ان کا یہ عمل ہے کہ چار رکعت والی نماز میں یہ اٹھارہ جگہ بھی رفع یدین نہیں کرتے اور دس جگہ ہمیشہ کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں اور جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز کو باطل کہتے ہیں چنانچہ طالب زیدی نے اپنے رسالہ رفع یدین میں اس کو "رکن" کہا ہے (ص ۴۹) چنانچہ طالب زیدی کو لکھا گیا کہ پہلے آپ اپنا یہ مکمل عمل قرآن پاک سے ثابت کریں گے' اگر نہ کر سکے تو تحریر دیں گے کہ ہمارا یہ مسئلہ قرآن سے ثابت نہیں۔ پھر طالب زیدی نے اپنے رسالہ رفع یدین میں اپنی رفع یدین کے بارہ میں دعویٰ کیا ہے کہ ۳۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے جن میں عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی ہے تو پہلے طالب صاحب بالترتیب عشرہ مبشرہ کی احادیث سنائیں گے جن میں آنحضرت ﷺ سے اٹھارہ جگہ رفع یدین کی نفی' دس جگہ کا اثبات' ہمیشہ کی صراحت اور جو اس طرح نماز نہ پڑھے اس کی نماز کا بطلان مذکور ہوگا۔ پھر باقی ۲۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسی طرح احادیث

دکھائیں گے۔ ہاں یہ احادیث ان کتابوں سے دکھائیں گے جن کا جامع نہ مجتہد ہو نہ مقلد بلکہ غیر مقلد ہو اور ہر ہر حدیث کا صحیح ہونا دلیل سے ثابت کریں گے اور یہ نہیں بھولیں گے کہ ان کے ہاں دلیل صرف اور صرف اللہ اور رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ جس وقت وہ کسی امتی کی رائے یا اپنی رائے بیان کریں گے ان کو مناظرہ سے روک دیا جائے گا کیونکہ وہ اہل حدیث نہیں رہے۔

طالب زیدی نے اس پر بھی دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کی اپنی پارٹی کے لوگ بھی پریشان تھے کہ جو مناظر اپنے عمل پر بھی دستخط نہیں کر سکتا وہ بلاشک وشبہ اپنا عمل کبھی قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر سکے گا۔ اس فرقے کے جھوٹے اہل حدیث ہونے میں کوئی شک نہیں رہا۔ یہ بات ہے کہ جتنی جگہ رفع یدین غیر مقلدین کرتے ہیں یہ بہیئت کذائیہ نہ کسی حدیث میں ثابت ہے اور عملاً بھی بالکل ثابت ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے نہ ائمہ اربعہ سے۔ ان کے جو لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ غیر مقلدین والی رفع یدین عشرہ مبشرہ" اور خلفائے راشدین" کرتے تھے یہ بالکل بے ثبوت بات ہے۔ کبھی لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ یہ سنداً اور عملاً متواتر ہے۔ یہ بھی بالکل غلط ہے یہ سنداً اور عملاً دونوں طرح شاذ ہے۔

الغرض لاڑکانہ اور گرد و نواح کے سب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جو فرقہ اپنا مکمل عمل لکھ کر بھی نہیں دے سکتا اور وہ اسی لئے نہیں لکھ رہا کہ اس کے پاس ثبوت نہیں۔ اب بھی کسی غیر مقلد میں دم خم ہو تو وہ اپنی مکمل نماز کی ترتیب اور احکام بشرائط بالا صرف قرآن و حدیث سے ثابت کر دے۔ یہ قیامت کی صبح تک بھی نہ کر سکیں گے۔ دیدہ باید۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کیا فقہ کے منکر کو حضور ﷺ نے اہلِ حدیث فرمایا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

چند ماہ پہلے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے اپنا تعارف کرایا کہ میں اہل حدیث ہوں اور آپ کے بارہ میں سنا ہے کہ آپ اہل حدیث کے بہت خلاف ہیں۔ میں نے کہا میں تو اس دور کے اہل قرآن کے بھی سخت خلاف ہوں۔ اس نے کہا کہ جی اہل قرآن کے تو میں بھی بہت خلاف ہوں۔ پھر مجھے کہنے لگا کہ حدیث کوئی بری چیز ہے کہ آپ اہل حدیث کے خلاف ہیں؟ میں نے کہا کہ قرآن کوئی بری چیز ہے کہ آپ اہل قرآن کے خلاف ہیں؟ اس نے کہا کہ اہل حدیث تو اسی دن سے ہیں جب سے حدیث ہے۔ میں نے کہا اہل قرآن بھی یہی کہتے ہیں کہ اہل قرآن اسی دن سے ہیں جب سے قرآن ہے۔ اور ان کا کہنا ہے کہ قرآن تو قدیم ہے' تو اہل قرآن قدیم ہیں بہ نسبت اہل حدیث کے۔ اس نے کہا کہ وہ تو دور برطانیہ کی پیداوار ہیں۔ میں نے پوچھا اس کی دلیل کیا ہے؟ اس نے کہا یہ تو دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہے کہ انگریز سے پہلے ان اہل قرآن کا نہ کہیں ترجمہ قرآن' نہ قرآن کا حاشیہ' نہ تفسیر' نہ پورے ملک میں کوئی مسجد اہل قرآن۔ میں نے کہا کہ اسی دلیل سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ موجودہ فرقہ اہل حدیث بھی

دور برطانیہ کی یادگار ہے۔ کیونکہ انگریز کے دور سے پہلے کا نہ آپ کا ترجمہ قرآن' نہ ترجمہ حدیث' نہ کوئی تفسیر' نہ حاشیہ' نہ پورے ملک میں کوئی مسجد اہل حدیث ...... اہل سنت والجماعت کا فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا' اردو تراجم شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے عام طور پر دستیاب ہیں۔ مشکوٰۃ کا ترجمہ اردو مظاہر حق' ترجمہ فارسی اشعۃ اللمعات' عربی شرح لمعات التنقیح موجود ہے۔ آپ بھی انگریز کے دور سے پہلے کا اپنا ترجمہ قرآن' ترجمہ حدیث دکھائیں۔ شاہی مسجد لاہور' شاہی مسجد چنیوٹ' شاہی مسجد دیپالپور' شاہی مسجد دہلی' شاہی مسجد آگرہ' شاہی مسجد ٹھٹھہ جیسی دور برطانیہ سے پہلے کی مساجد ہیں اور مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ یہ سب مساجد اہل سنت والجماعت احناف کی ہیں۔ نام نہاد اہل حدیث کی کوئی مسجد' کوئی مدرسہ یا مقبرہ بھی دور برطانیہ سے پہلے کا موجود نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ صحاح ستہ ہماری کتابیں ہیں' میں نے کہا اس کی دلیل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ حدیث کی کتابیں ہیں اور ہم اہل حدیث ہیں۔ اس لئے یہ ہماری ہی کتابیں ہوئیں۔ میں نے کہا کہ آپ قرآن کیوں نہیں مانتے؟ اس نے کہا ہم مانتے ہیں۔ میں نے کہا آپ کی دلیل کے مطابق تو قرآن اہل قرآن کا ہے نہ کہ آپ کا۔ وہ کہنے لگا وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ صرف اہل قرآن نام رکھ کر وہ قرآن پر کیسے غاصبانہ قبضہ کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا: پھر آپ "اہل حدیث" نام رکھ کر کتب حدیث پر کیوں غاصبانہ قبضہ کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ سب محدثین صرف قرآن و حدیث کو مانتے تھے وہ قیاس کو کار شیطان اور تقلید کو شرک کہتے تھے۔ میں نے کہا یہ بات بالکل جھوٹ ہے اس کا حوالہ پیش کریں!۔ پہلے بات کو سمجھ لیں کہ تقلید کا تعلق اجتہادی مسائل سے ہے۔ اجتہادی مسائل میں جو خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اس کو "مجتہد" کہتے ہیں۔ اور جو خود اجتہاد نہ کر سکے اور اجتہادی مسائل میں جو مسئلہ مجتہد نے کتاب و

سنت سے استنباط کیا ہے جو شخص اس پر عمل کرے اس کو مقلد کہتے ہیں اور جو شخص نہ خود اجتہاد کر سکے نہ تقلید کرے اسے غیر مقلد کہتے ہیں۔ ہم اس تاریخی حقیقت کو مانتے ہیں کہ کتب حدیث کے جامعین یا مجتہد تھے جو آپ کے عقیدہ میں معاذ اللہ کار شیطان کرتے تھے' یا مقلد تھے جو آپ کے نزدیک مشرک تھے۔ حضرات محدثین کے حالات میں جو کتابیں محدثین یا مورخین نے لکھی ہیں ان کے نام ہی اس قسم کے ہیں۔ طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ' طبقات حنابلہ اس کے برعکس طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب آج تک کسی مسلمہ محدث یا مورخ کی لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ آپ کسی کتاب سے ان محدثین صحاح ستہ کے بارہ میں نہیں دکھا سکتے کہ کان لا یجتہد ولا یقلد کہ اس میں نہ اجتہاد کی اہلیت تھی نہ تقلید کرتا تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ حضرت اقدس مولانا خیر محمد صاحب جالندھری برد اللہ مضجعہ خیرالاصول میں فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد ہیں (نافع کبیر' کشف المحجوب) یا شافعی (الطبقات شافعیہ ص ۲/ج ۲' الحطہ ص ۱۳۱) امام مسلم شافعی ہیں (الیانع الجنی ص ۲۹) امام ابوداؤد حنبلی ہیں (الحطہ ص ۱۲۵) یا شافعی (طبقات شافعیہ ص ۴۸/ج ۲) امام نسائی شافعی ہیں (الحطہ ص ۱۲۷) امام ترمذی اور ابن ماجہ بھی شافعی ہیں (عرف الشذی' خیرالاصول ص ۹)۔

اس نے کہا کہ ہم ان کتابوں کو نہیں مانتے۔ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ میں نے کہا چشم ما روشن دل ما شاد' بسم اللہ کریں اور قرآن و حدیث سے ہی دکھا دیں کہ اصحاب صحاح ستہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے اور نہ ہی تقلید کرتے تھے بلکہ اجتہاد کو کار ابلیس اور تقلید کو شرک کہتے تھے اس لئے وہ غیر مقلد تھے۔ میں نے مزید کہا کہ قرآن و حدیث سے تو یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دنیا میں پیدا بھی ہوئے تھے یا نہیں؟ وہ مسلمان بھی تھے یا نہیں؟ اس نے کہا مورخین

اور محدثین نے ان کو مقلدین میں شمار کر دیا ہے۔ یہ سب دلیل ہے ان کا اپنا اقرار دکھاؤ کہ انہوں نے کہا ہو کہ ہم مقلد ہیں۔ میں نے کہا کہ کسی چیز کا ثبوت جس طرح اقرار سے ہوتا ہے شہادت سے بھی ہوتا ہے۔ یہ محدثین اور مورخین کی متواتر شہادتوں سے ثابت ہے۔ جب ان کا ذکر طبقات مقلدین میں اہل فن نے کر دیا اور دوسرے محدثین اور مورخین نے اس پر انکار نہیں کیا تو یہ اتفاقی شہادت ہوئی۔ کیا قرآن و حدیث میں یہ اصول نہیں کہ شہادت سے بھی ثبوت ہو جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ شہادت سے ثبوت ہو تو جاتا ہے لیکن میرا دل مطمئن نہیں ہوتا۔ آپ ان کا اقرار دکھائیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا دل اس بات پر مطمئن ہے کہ صحاح ستہ والے مسلمان تھے؟ اس نے کہا بالکل۔ میں نے کہا ان کا اقرار ملا کہ میں مسلم ہوں؟ یا شہادت؟ اس نے کہا اقرار تو نہیں ملا لیکن قطعی متواتر شہادت تو ہے۔ میں نے کہا آپ کا دل اس پر مطمئن ہے کہ صحاح ستہ والے عالم تھے اور محدث تھے' نمازی تھے' حاجی تھے' صاحب صوم تھے؟ اس نے کہا بالکل۔ میں نے کہا ان کا اقرار ہے کہ ہم عالم ہیں' ہم نمازی ہیں' ہم حاجی ہیں' ہم روزہ دار ہیں؟ یا شہادت سے؟ میں نے کہا آپ کا دل بھی عجیب ہے کہ ان کے وجود' ان کے عالم' حاجی' نمازی' محدث' روزہ دار ہونے پر تو تاریخی شہادت سے مطمئن ہے مگر ان کے مقلد ہونے پر مطمئن نہیں۔ اگر انکار کرتا ہے تو ان کے ایمان اور اسلام کا بھی انکار کر دو کیونکہ یہ تاریخی شہادتیں قابل اطمینان نہیں اور اگر ان کو مسلمان مومن' حاجی' نمازی' محدث مانتے ہو تو مقلد بھی مان لو۔ مزید میں نے پوچھا کہ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مانتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا صرف اس کو صحابی مانتے ہو جس نے کہا ہو انا صحابی یا جن کا صحابی ہونا اقرار سے نہیں صرف تاریخی شہادت سے ثابت ہو' اس کو بھی صحابی مانتے ہو؟ کہنے لگا کہ سب کو مانتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ صرف اسی راوی کو ضعیف کہتے ہیں

جس نے خود کہا ہو میں ضعیف ہوں' میں کذاب' میں دجال ہوں' میں [illegible] ہوں' میں مجہول ہوں وغیرہ۔ کہنے لگا کہ تاریخی شہادتوں کے علاوہ کوئی طریقہ ہی نہیں۔ میں نے کہا جس اصول کو آپ ہر جگہ مانتے ہیں' اسی اصول پر ان ائمہ صحاح ستہ کا مقلد ہونا ثابت ہے۔ ان کے غیر مقلد ہونے پر نہ ان کا اپنا اقرار پیش کر سکتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ میں نہ مجتہد ہوں نہ مقلد ہوں بلکہ غیر مقلد ہوں اور نہ ہی کوئی تاریخی شہادت۔ میں نے کہا کہ اگر میں انگریز کے دور سے پہلے کی کتاب میں نام اہل حدیث دکھا دوں تو پھر تو آپ مان لیں گے کہ اہل حدیث شروع سے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا اگر میں آپ کو حدیث میں اہل قرآن کا لفظ دکھا دوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "اے اہل قرآن! وتر پڑھو" (ابن ماجہ) اور فرمایا "اہل قرآن ہی خصوصی اہل اللہ ہیں" (ابن ماجہ) تو کیا آپ مان لیں گے کہ یہ منکرین حدیث جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں وہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے ہیں؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا میں اگر قرآن و حدیث سے مسلمین اور جماعت مسلمین کا لفظ دکھا دوں تو آپ مان جائیں گے کہ مسعودی فرقہ جو اہل حدیثوں کو بھی غیر مسلم کہتا ہے حضور ﷺ کے زمانے سے چلا آ رہا ہے؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا اگر قرآن پاک سے ربوہ کا لفظ دکھا دوں تو آپ مان لیں گے کہ قادیانیوں کا ربوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا بنا ہوا ہے؟ کہنے لگا بالکل نہیں۔ میں نے کہا اگر قرآن پاک اور حدیث شریف سے احمد کا لفظ دکھا دوں تو آپ مان لیں گے کہ قادیانی جو احمدی کہلاتے ہیں یہ رسول اقدس ﷺ کے زمانہ سے آ رہے ہیں؟ کہنے لگا نہیں لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حدیث کا لفظ ۲۸ جگہ آتا ہے۔ میں نے کہا قرآن کا لفظ قرآن میں ۶۸ جگہ آتا ہے اور کتاب کا لفظ ۲۶۳ جگہ آتا ہے' اہل کتاب ۲۸ جگہ' اہل الانجیل ایک جگہ' اہل مدینہ ایک جگہ' اہل مدین تین جگہ اور اہل حدیث ایک جگہ بھی نہیں۔ اس نے

کہا کہ کتابوں میں جو لفظ اہل حدیث آتا ہے ان سے کون لوگ مراد ہیں؟ میں نے کہا احادیث اور کتابوں میں جو لفظ اہل قرآن آتا ہے اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ کہنے لگا حفاظ القرآن مراد ہیں نہ کہ منکرین حدیث۔ میں نے کہا کہ قرآن اور حدیث میں اہل حدیث کا لفظ آتا ہی نہیں۔ عام کتابوں میں اہل حدیث یا اصحاب الحدیث محدثین اور حفاظ حدیث کو کہتے ہیں نہ کہ منکرین فقہ اور غیر مقلدین کو۔ اس نے کہا کہ خطیب بغدادی نے پوری کتاب لکھی ہے "شرف اصحاب الحدیث" میں نے کہا کہ وہ حدیث اور محدثین کے فضائل میں ہے جیسے تقریباً ہر حدیث کی کتاب میں باب فضائل قرآن ہوتا ہے یا حفاظ قرآن کے فضائل میں حدیث ہوتی ہے۔ ان احادیث کا اہل قرآن' بمعنی منکرین حدیث سے کیا تعلق؟ اسی طرح حدیث اور محدثین کے فضائل برحق مگر اس سے غیر مقلدین کا کیا تعلق؟ اس نے کہا ہم حدیث کو مانتے ہیں اس لئے اہل حدیث ہیں۔ میں نے کہا کہ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی حدیث کو مانتے ہیں اور احادیث کی سب کتابیں ان ہی کی جمع کردہ ہیں کسی غیر مقلد نے حدیث کا کچی جماعت کا قاعدہ بھی سند کے ساتھ روایت نہیں کیا بلکہ دنیا بھر کی کتابوں میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس کی سند کے راویوں کا غیر مقلد ہونا ان کے اقرار یا تاریخی شہادت سے ثابت ہو۔ پھر عجب بات ہے کہ حنفی' شافعی' حنبلی' مالکی کو اہل حدیث نہ مانا جائے اور جن کا نہ جمع احادیث میں حصہ' نہ تنقید حدیث میں اور نہ اشاعت حدیث میں' ان کو اہل حدیث مانا جائے۔ اس نے کہا کہ ہم فقہ' رائے اور قیاس کے ماننے والوں کو شیطان سمجھتے ہیں اس لئے ہم اہل حدیث ہیں۔ میں نے کہا کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے۔ اس سے تو پتہ چلتا ہے کہ فقیہ شیطان نہیں ہوتا بلکہ فقیہ کا مخالف شیطان ہوتا ہے۔ آپ بھی کوئی حدیث سنائیں کہ

رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ فقہ کے منکر کو اہل حدیث کہنا؟ اس نے کہا حنفی شافعی قرآن و حدیث کے بعد قیاس اور اجماع کو بھی مانتے ہیں۔ اس لئے وہ ہرگز اہل حدیث نہیں۔ وہ اہل الرائے ہیں۔ ہم صرف اور صرف خدا اور رسول کی بات مانتے ہیں۔ کسی امتی کی بات ماننے کو شرک سمجھتے ہیں' اس لئے اہل حدیث ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ سچے اہل حدیث ہیں یا جھوٹے؟ اس نے کہا کیا مطلب؟ میں نے کہا کہ اگر آپ ہر سوال کا جواب صرف قرآن و حدیث سے دیں گے تو آپ سچے اہل حدیث ہوں گے اور اگر آپ بھی امتی کے اقوال سے جواب دیں گے تو جھوٹے اہل حدیث ہوں گے۔ اس نے کہا میں سچا اہل حدیث ہوں' ہر سوال کا جواب صرف قرآن و حدیث سے دوں گا۔ میں نے پوچھا ذرا حدیث کی تعریف بیان کریں؟ اس نے کہا کہ رسول پاک ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ تعریف کسی قرآن کی آیت میں ہے؟ کہنے لگا ہاں إِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا۔ میں نے کہا کیا آپ نے قول و فعل اور تقریر تینوں چھپائے تھے؟ کہنے لگا نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ یہ تعریف کسی حدیث میں ہے؟ کہنے لگا نہیں یہ تعریف تو امتیوں نے بیان کی ہے۔ میں نے کہا اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ تو جھوٹا اہل حدیث ہے' نام حدیث کا لیتا ہے اور باتیں امتیوں کی مانتا ہے اور امتیوں کی بات بھی پوری نہیں مانتا۔ اصل میں نہ تو نبی کو مانتا ہے نہ امتیوں کو' صرف اپنی حدیث نفس کو مانتا ہے۔ کہنے لگا حدیث کی تعریف میں' میں نے کیا غلطی کی ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت اقدس محدث العصر مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں :

"حضرت رسول خدا ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے قول و فعل و تقریر کو حدیث کہتے ہیں اور کبھی اس کو اثر اور خبر بھی کہتے ہیں۔" (خیر الاصول ص ۳) اس نے کہا یہ تعریف میں نے پہلی مرتبہ سنی ہے۔ اس تعریف

کے مطابق تو ہم ۱/۳ اہل حدیث رہ جائیں گے کیا حضرت سے پہلے بھی کسی نے یہ تعریف لکھی ہے؟ میں نے کہا مقدمہ مشکوۃ میں بھی محدثین سے یہی تعریف منقول ہے۔ مقدمہ ترمذی میں بھی یہی تعریف ہے اور نواب صدیق حسن صاحب نے بھی الحطہ فی ذکر الصحاح ستہ ص ۵٦ پر جمہور محدثین سے نقل کی ہے لیکن یہ محدثین آخر امتی ہی تو ہیں' ان کی بات نہ قرآن ہے اور نہ حدیث۔

اس نے کہا کیا کسی اہل حدیث نے بھی یہ تعریف لکھی ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کو نواب صدیق حسن کے اہل حدیث ہونے میں شک ہے؟ نیز معبد الشرید والصاعد کوٹ ادو والوں نے اصول حدیث پر الشیخ سیف الرحمٰن احمد استاد بدار الحدیث بالمدینۃ المنورہ نے اپنی کتاب "السهل السهل فی مصطلح الحدیث" کے ص ۱۰ پر بھی یہی تعریف لکھی ہے اور محدثین حدیث کی یہی تین قسمیں بیان کرتے ہیں مرفوع' موقوف' مقطوع۔

قرآن اور حدیث :

پھر میں نے پوچھا کہ آپ کو جو دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں تو دونوں کو ماننے کا طریقہ ایک ہی ہے یا الگ الگ؟ اس نے پوچھا کیا مطلب؟ میں نے کہا کہ آپ قرآن پاک کی کسی آیت کی سند تلاش نہیں کرتے اور ہر حدیث کی سند تلاش کرتے ہیں۔ یہ فرق قرآن پاک نے بتایا ہے یا حدیث رسول نے؟ وہ گھبرا کر کہنے لگا کہ یہ فرق نہ قرآن نے بتایا ہے نہ حدیث نے' یہ تو علمائے اصول نے بتایا ہے اور وہ امتی ہیں۔ میں نے کہا آپ کے اہل حدیث ہونے کا دعویٰ پھر جھوٹا ہو گیا۔

اقسام حدیث :

میں نے پوچھا کہ جس طرح آپ قرآن پاک کی ہر آیت کو صحیح متواتر مانتے

ہیں کیا تمام احادیث بھی اسی درجہ میں متواتر ہیں یا بعض صحیح اور بعض ضعیف ہیں؟ اس نے کہا نہیں حدیث کی تو بہت اقسام ہیں۔ متواتر' مشہور' عزیز' غریب' مرفوع' موقوف' مقطوع' صحیح لذاتہ' صحیح لغیرہ' حسن لذاتہ' حسن لغیرہ' ضعیف' موضوع' متروک' شاذ' محفوظ' منکر' معروف' معلل' مضطرب' مقلوب' مصحف' مدرج' متصل' مسند' منقطع' معلق' مفصل' مرسل' مدلس' معنعن' مسلسل وغیرہ۔ میں نے پوچھا یہ ساری قسمیں قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے بتائی ہیں؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہیں؟ کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کسی حدیث کو صحیح' کسی کو ضعیف' کسی کو موضوع وغیرہ کہتے ہیں تو یہ آپ کو خدا تعالیٰ بتاتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ کہنے لگا نہ خدا تعالیٰ نہ رسول پاک ﷺ یہ تو امتیوں کی تحقیقات ہیں۔ میں نے کہا پھر تو آپ اہل حدیث نہ ہوئے بلکہ اپنے قول کے مطابق مشرک ہوئے۔ اب وہ بہت پریشان تھا۔ کہنے لگا آپ مجھے دو ماہ کی مہلت دیں میں دوبارہ تحقیق کر کے آؤں گا۔ میں نے کہا: آپ کی مرضی۔

دوبارہ آمد' حدیث سے ثبوت :

تقریباً چار ماہ کے بعد وہ صاحب پھر آئے اور کہا کہ آپ کہتے تھے کہ کسی حدیث میں اہل حدیث کا ذکر نہیں ہے۔ میں وہ حدیث ڈھونڈ کر لایا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کو شاید میری بات یاد نہیں رہی' میں نے آپ سے ایسی حدیث مانگی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ فقہ کے منکر کو اہل حدیث کہنا۔ اس نے کہا کہ یہ حکیم محمد صادق سیالکوٹی کی کتاب سبیل الرسول ہے اس میں حدیث ہے عن انس رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ جاء اصحاب الحدیث ما بین یدی اللہ و معھم المحابر فیقول

لهم انتم اصحاب الحديث كنتم تصلون على النبى صلى الله عليه وسلم ادخلوا الجنة۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن محدثین خدا پاک کے سامنے حاضر ہوں گے اپنی دواتوں سمیت۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم محدث تھے اور نبی پاک ﷺ پر درود پڑھتے تھے جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (جواہر الاصول تاریخ خطیب از محدث خطیب بغدادیؒ)

میں نے پوچھا کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اس کی صحت اللہ یا رسول ﷺ سے ثابت کرو۔ تو میں تمہیں اہل حدیث مان لوں گا اور اگر نہ ثابت کر سکے تو کسی امتی سے ثابت کرو اور اعلان کرو کہ میں جھوٹا اہل حدیث تھا اب فلاں امتی کا مقلد ہوں۔ اس نے کہا خطیب نے اس کو صحیح کہا ہے اور میں بھی اس محدث کی تقلید میں اس کو صحیح کہتا ہوں۔ میں نے کہا یہ حوالہ دکھاؤ کہ خطیب نے اسے صحیح کہا ہے؟ کہنے لگا حوالہ تو مجھے معلوم نہیں۔ میں نے تو حکیم محمد صادق پر اعتماد کیا ہے۔ میں نے کہا خطیب نے تو کہا ہے هذا حديث موضوع (تاریخ خطیب ص ۱۴۰/ج ۳) یہ حدیث بناوٹی و من گھڑت ہے اور اللہ کے نبی پر جھوٹ بولنا اپنا ٹھکانا دوزخ میں بناتا ہے۔ اس نے بڑے غور سے حوالہ پڑھا اور بہت پریشان ہوا۔ میں نے کہا علامہ سبکی شافعی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کا راوی محمد بن یوسف ہے جس کو خطیب نے کذاب کہا ہے اور ہمارے استاد امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹی حدیثیں بناتا تھا۔ اس نے طبرانی کے ذمہ ایک جھوٹی حدیث لگائی ہے۔ میں کہتا ہوں شاید وہ یہی حدیث ہے (طبقات الشافعیہ ص ۹۳/ج ۱) عجیب بات ہے کہ چار ماہ میں آپ نے ایک جھوٹی حدیث ہی تلاش کی اس میں بھی یہ نہیں کہ وہ محدثین فقہ کے منکر تھے۔ اس سے تو معلوم ہوا کہ فقہ کے منکر کو اہل حدیث کہنا کسی جھوٹی حدیث سے بھی ثابت نہ ہو سکا۔ اسی کو خسر الدنیا

والآخرة کہتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بول کر دین بھی برباد کر لیا اور دنیا میں بھی ذلت اٹھائی۔ میں نے کہا افسوس! آپ نام مکہ و مدینہ کا لیتے ہیں، کتاب سیالکوٹ کی پیش کر رہے ہیں، جس کا مصنف قابل اعتماد نہیں۔ اس نے اسی کتاب سبیل الرسول کے صفحہ ۲۳۶ پر ایک حدیث نقل کی ہے کہ افضل عمل نماز کو اول وقت میں پڑھنا ہے اور اس پر حوالہ بخاری کا دیا ہے۔ حالانکہ بخاری میں صرف اتنا ہے کہ افضل عمل نماز کو وقت پر پڑھنا ہے۔ حکیم صادق صاحب نے اپنا مذہب ثابت کرنے کے لئے اول کا لفظ بڑھا دیا۔ بخاری میں اس کا نشان تک نہیں۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا آپ بخاری سے دکھا دیں۔

دوسری حدیث :

وہ کہنے لگا چلو صادق صاحب نے یہ جھوٹی حدیث لکھ دی مگر صفحہ ۳۲۰ پر حدیث لکھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا میں فرمایا کہ اے اللہ میرے خلیفوں پر رحم فرما۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا حضور آپ کے خلیفے کون ہیں؟ فرمایا جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیثیں روایت کریں گے اور انہیں لوگوں کو سکھائیں گے (بحوالہ شرف اصحاب الحدیث)۔ میں نے کہا کہ علامہ زیلعی رحمہ اللہ نصب الرایہ ص ۳۴۸/ج ۱ پر اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ میزان الاعتدال ص ۱۲۷/ج ۱ پر فرماتے ہیں: هذا باطلٌ۔ یہ جھوٹی ہے اس کے راوی کے بارہ میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کذاب (میزان ص ۱۲۶/ج ۱) کیا صادق صاحب نے آپ کے لئے جھوٹی احادیث ہی اکٹھی کر کے نام سبیل الرسول رکھ دیا ہے۔ وہ اس پر بھی بڑا پریشان ہوا۔ میں نے کہا اس میں بھی یہ کہیں نہیں کہ وہ فقہ کے منکر ہوں گے۔

تیسری حدیث :

اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کون ہیں۔ فرمایا ما انا علیہ الیوم واصحابی (سبیل الرسول ص ۱۴۰ بحوالہ ملل و نحل) میں نے کہا اس میں تو اہل سنت والجماعت کا ذکر ہے اور ملل و نحل میں اس کی کوئی سند ہی مذکور نہیں۔ ابن الجوزی نے اس کو موضوعات میں درج کر کے من گھڑت قرار دیا ہے۔ اس نے کہا کیا صادق صاحب جھوٹی ہی احادیث اکٹھی کر گئے ہیں!

قول صحابی :

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں کو فرمایا فانکم خلوفنا واهل الحدیث بعدنا تم ہمارے خلیفے ہو اور ہمارے بعد حفاظ ہو گے۔ میں نے کہا کہ اولاً تو اس کی سند کے راوی ابوہارون العبدی کے بارہ میں لکھا ہے اکذب من فرعون (میزان الاعتدال ص ۱۷۳/ ج ۳) کہ یہ فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔ پھر اس میں یہ کہاں ہے کہ وہ فقہ کے منکر تھے بلکہ ترمذی کی حدیث میں تو صاف ہے کہ فقہ سیکھنے والے شاگرد تھے تو معلوم ہوا کہ خدا یا رسول ﷺ تو کجا کسی صحابی سے بھی یہ بات ثابت نہ ہوئی کہ فقہ کے منکر کو اہل حدیث کہتا۔

ایک خواب :

جناب حکیم صادق صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر بن ابی داؤد سجستانی محدث رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں سجستان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیثیں جمع کر رہا تھا کہ مجھے ان کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے کہا مجھے آپ سے بڑی محبت ہے۔ آپ نے فرمایا میں دنیا میں اہل حدیث تھا (سبیل

الرسول ص ۱۴۳) میں نے کہا کہ خواب کے بارہ میں تو صادق صاحب نے حاشیہ پر لکھ دیا ہے کہ یہ خواب ہم نے بطور تائید بیان کیا ہے نہ کہ حجۃ۔ تو آپ دیکھیں یہ خواب کس کا ہے؟

خواب کس کا ہے ؟

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے بیٹے کا یہ خواب ہے اس میں شک نہیں کہ اس کا حافظہ بہت اچھا تھا' حدیثیں خوب یاد تھیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت بڑا جھوٹا بھی تھا۔ خود اس کے باپ امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور محدث ابراہیم اصبہانی رحمہ اللہ نے اسے کذاب کہا ہے (میزان الاعتدال ص ۴۳۳/ ج ۲) اور شیخ کوثری فرماتے ہیں هو ناصبی مجسم خبیث (تانیب الخطیب ص ۹۸) یعنی وہ ناصبی تھا' مجسمہ فرقہ کا آدمی تھا اور خبیث تھا۔

خواب کیا تھا ؟

یہ خواب "الاصابہ" ص ۲۰۴/ ج ۴' تاریخ ص ۴۶۷/ ج ۹ اور تذکرۃ الحفاظ ص ۴۹/ ج ۱ پر ہے عربی الفاظ یہ ہیں۔ انا اول اصحاب الحدیث کان فی الدنیا۔ اس کا ترجمہ غیر مقلد نے تذکرۃ الحفاظ میں یوں کیا ہے "میں دنیا میں پہلا شخص ہوں جس نے احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ محفوظ کیا ہے۔" دیکھئے صادق صاحب کو جب ضرورت پڑی تو حدیث میں اول کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا لیا اور یہاں اول کا لفظ موجود تھا وہ اپنے خلاف نظر آیا تو اسے اڑا دیا اور مقصد پھر بھی پورا نہیں ہوا۔ احادیث کے جمع کرنے والے کو محدث یا صاحب حدیث یا اہل حدیث کہنا درست ہے۔ مگر کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ میں پہلا فقہ کا منکر تھا اس لئے اہل حدیث تھا؟ حضرات یہ لوگ اہل حدیث کہلا کر کیسے کیسے کرتب کھیلتے ہیں۔

آخری بات :

آخر وہ شخص کہنے لگا کہ امتیوں کو مانے بغیر چارہ کار نہیں۔ اس لئے ہم اہل حدیث بھی چار دلائل مانتے ہیں۔ میں نے کہا بہت خوب! مجھے آپ پر اعتماد نہیں۔ آپ میرے چھ سوالات کا جواب تحریری طور پر دیں اور اس پر اپنے دس ذمہ دار آدمیوں کے دستخط کروا کر چھپوا دیں۔

سوال نمبر۱: آپ کس دلیل شرعی سے اجماع' قیاس اور فقہ کو حجت ماننے لگے ہیں؟ وہ دلائل بالتفصیل تحریر فرمادیں؟

سوال نمبر۲: اہل سنت والجماعت حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی بالترتیب ان چار دلائل کو مانتے ہیں۔ قرآن' سنت' اجماع' قیاس تو ان کو آپ اہل حدیث نہیں کہتے بلکہ اہل الرائے اور اہل قیاس کہتے ہو' اب تم بھی یہ اعلان شائع کرو کہ ہم پکے اہل الرائے اور اہل قیاس ہیں اور آج تک جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے رہے یہ بالکل جھوٹ تھا۔

سوال نمبر۳: یہ اعلان بھی کرو کہ جہاں احناف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قیاس کو مانتے ہیں۔ ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقابلہ میں خود قیاس کرتے ہیں یا اپنی مسجد کے امام کے قیاس کو مانتے ہیں۔ آج تک ہم جھوٹ بولتے رہے کہ جہاں حنفی امام صاحبؒ کا اجتہاد مانتے ہیں ہم وہاں حدیث رسول مانتے ہیں' اب اس جھوٹ سے پکی توبہ کرتے ہیں۔

سوال نمبر۴: آپ جب قیاس کرتے ہیں تو اہل سنت والجماعت کی طرح آپ کا کوئی اصول فقہ ہے یا مرزائی قادیانی کی طرح بے اصولے قیاس کرتے ہو۔ ہم لوگ چونکہ بااصول ہیں۔ ہمارے ہاں اصول شاشی (۳۲۵ھ)' اصول کرخی (۳۴۰ھ)' الفصول فی الاصول ابوبکر رازی (۳۷۰ھ)' اصول بزدوی (۴۸۲ھ)' اصول سرخسی (۴۸۳ھ)' الحسامی (۶۴۲ھ)' المغنی فی الاصول (۶۹۱ھ)' المنار (۷۱۰ھ)' التنقیح (۷۴۷ھ)' تحریر الاصول (۸۶۱ھ)' مسلم الثبوت (۱۱۱۹ھ) متداول کتابیں ہیں۔ آپ بھی اپنے اصول کی کتابوں کی سن وار فہرست دیں۔

سوال نمبر۵: اہل سنت والجماعت حنفیوں' مالکیوں' شافعیوں اور حنبلیوں کی فقہ کی کتابیں متداول اور داخل نصاب ہیں۔ قادیانیوں کی اپنی کوئی کتاب نہیں' وہ فقہی مسائل ادھر ادھر سے چوری کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ آپ کی جماعت کی فقہ کی مستند کتابیں کون کون سی ہیں جو آپ کے مدارس میں داخل نصاب ہوں؟ سن وار ان کی فہرست دیں یا اقرار شائع کریں کہ ہمارا گزر بسر بھی ادھر ادھر سے مسائل چوری کرنے پر ہی ہے۔

سوال نمبر۶: آپ اپنے دس اجماعی مسائل اور دس قیاسی مسائل لکھ دیں جو کتب اہل سنت سے سرقہ نہ کئے ہوں۔

وہ کہنے لگا ہم ایک مصیبت سے نکلنے کے لئے چار دلائل کا نام لینے لگے تھے مگر آپ کے چھ سوالات نے ہمیں دوہری مصیبت میں ڈال دیا ہے۔

عظمت قرآن
اور غیر مقلدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زمانہ جوں جوں دور نبوت سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ لوگوں میں ذہنی آوارگی اور دین سے بیزاری بڑھتی جا رہی ہے۔ خود اجتہادی کے شوق میں خیر القرون کے مجتہدین سے بغاوت اور عداوت کو ہی دین کی سب سے بڑی خدمت اور وقت کا [illegible] بلند کیا جا رہا ہے۔ موقع بے موقع تقلید کو گالیں دینا فیشن بن گیا ہے۔ ایک دن ایک صاحب آئے نہ سلام نہ دعا، شکل اخلاق نہ لباس۔ فوراً کہنے لگے یہ تقلید [illegible] اختلاف ڈال دیا ہے اور لوگوں کو قرآن و حدیث سے ہٹا دیا ہے لیکن جو چوتھی صدی کی بدعت ہے۔ میں نے مجبوراً بات کاٹتے ہوئے کہا۔ جناب جھوٹ بولنے میں کچھ وقفہ فرما لیا کریں۔ آدھے سانس میں تین جھوٹ بول دینا یہ نیا ہی ریکارڈ ہے جس کی مثال پہلے شاید بالکل نہ مل سکے۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ میاں نذیر حسین محدث دہلوی کی کتاب معیار الحق پڑھیں۔ کس طرح تقلید کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ میں نے کہا آپ نے تو بات آسان کر دی۔ آیئے میاں صاحب سے ہی سن لیں کہ تقلید کس لئے کی جاتی ہے۔ وہ مقلد کا بیان یوں نقل کرتے ہیں: "حدیث و قرآن ایک دریا ہے ناپیدا کنار۔ اس کو سمجھنا اور اس پر براہ راست عمل کرنا مجتہد مطلق کا ہی کام ہے اور ہماری شان نہیں کہ حدیث و قرآن کو (اس طرح) سمجھیں (کہ ہر مسئلہ کو استنباط کر سکیں) اور اگرچہ ظاہری ترجمہ سمجھتے بھی ہیں تو پھر ہم کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ فلانی حدیث منسوخ ہے یا

ہیں یا معنی ظاہر پر محمول ہے یا کوئی اور حدیث اس کے معارض ہے یا نہیں" اس لئے ہمیں تقلید کی ضرورت ہے مجتہد کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر صحیح صحیح عمل کر کے اللہ و رسول ﷺ کی جناب میں سرخرو ہو سکیں۔

اتفاق :

میاں صاحب ہی شاہ ولی اللہ سے واجب تقلید کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ "پیغمبر کے روایت کا اتباع کرنا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو شخص قرآن و حدیث پورا علم نہیں رکھتا اور خود مسائل کے استنباط کی طاقت نہیں رکھتا۔ سو اس کا یہی [illegible] ہے کہ کسی فقیہ سے پوچھ لے کہ آنحضرت ﷺ نے فلاں فلاں مسئلے میں کیا حکم دیا ہے۔ جب فقیہ بتاوے تو اس کی پیروی کرے۔ برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اس نے استنباط لیا ہو یا منصوص پر قیاس کیا ہو۔ یہ سب صورتیں حضرت محمد ﷺ کی روایت کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ اگرچہ بطور دلالت کے ہی ہوں اور ایسی تقلید کی صحت پر تمام امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ اور امتیں بھی اپنی اپنی [illegible] میں ایک صورت پر متفق ہیں (معیار الحق ص ۳۶) اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ "تقلید مجتہد" تابع رسول ہے اور فقہ پر ہر عمل عین کتاب و سنت پر عمل ہے اور ایسی تقلید کے واجب ہونے پر نہ صرف اس امت کا ہر طبقہ (صحابہ، تابعین، تبع تابعین، آج تک) متفق ہے بلکہ پہلی تمام امتوں میں بھی اس تقلید کے واجب ہونے پر اتفاق رہا ہے۔ دیکھئے میاں صاحب اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی ایک ہی سانس میں آپ کے تینوں جھوٹوں کی قلعی کھول دی ہے۔

فقہ پر عمل :

وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ فقہ کے ہر ہر مسئلے پر عمل کرتے ہیں؟ میں نے پوچھا کیا آپ ہر ہر حدیث پر عمل کرتے ہیں؟ کہنے لگا کہ ہم تو صرف صحیح حدیث پر عمل کرتے

ہیں۔ ضعیف، شاذ اور موضوع احادیث پر عمل نہیں کرتے۔ چنانچہ میاں صاحب لکھتے ہیں کہ سند صحیح متصل مسلسل ہی قابل اعتماد ہے (معیار الحق ص ۱۹) اور ہمارے علماء اپنے اپنے اشتہارات میں لکھتے ہیں کہ حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح مانیں گے۔۔۔ اس لئے ہم ہر ہر حدیث پر تو عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ آپ کے ہاں دلیل شرعی تو صرف اللہ و رسول ﷺ کا فرمان ہے اور اللہ و رسول ﷺ نے کسی ایک بھی حدیث کو نہ صحیح فرمایا نہ ضعیف۔ اس لئے آپ کو تو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف کہیں۔ کہنے لگا کہ یہ بات تو درست ہے مگر ہم یہاں محدثین کی تقلید پر مجبور ہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تو آپ اہل حدیث نہ رہے۔ میں نے کہا آپ بھی عجیب ہیں کہ فقہاء کی طرف رجوع اور تقلید کا قرآن و حدیث میں صریح حکم تھا۔ ان کی تقلید تو آپ نے نہ کی اور محدثین کی تقلید بھی نہیں کرتے۔ صرف اور صرف اپنے نفس کی تقلید کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں کہ دلیل شرعی صرف اور صرف سند صحیح متصل اور مسلسل میں یا صرف اور صرف حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح میں ہی منحصر ہے۔ اسی طرح محدثین نے بھی یہ شرط نہیں لگائی کہ دلیل شرعی صرف اور صرف سند صحیح متصل اور مسلسل یا صرف حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح میں ہی منحصر ہے۔ آپ کی قید صحیح سے تمام حسن احادیث کا بھی انکار ہو گیا جبکہ حسن حدیث کے حجت ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔ ایسی ضعیف حدیث جس کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہو اس کے حجت ہونے پر بھی محدثین کا اتفاق ہے۔ اسی طرح متصل کی قید سے تمام مراسیل کا انکار ہو گیا حالانکہ مراسیل معتضدہ (جن کی دوسری سند یا تعامل سے تائید ہو جائے) باجماع امت حجت ہیں اور مراسیل مجردہ (جن کی دوسری چیز سے تائید نہ ہو) ائمہ ثلاثہ حضرت امام اعظم، حضرت امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک حجت ہیں۔ موطا کی بلاغات بھی مردود ہو گئیں اور بخاری کی تعلیقات بھی اور میاں صاحب نے مسلسل قید لگا کر تو ۹۹ فیصد احادیث کو ناقابل اعتماد قرار دے دیا

کیونکہ مسلسل ایسی احادیث کو کہتے ہیں کہ مثلاً اخبرنا سے شروع ہوئی تو پوری سند میں اخبرنا ہی آئے، حدثنا سے شروع ہوئی تو پوری سند میں حدثنا ہی ہو وغیرہ۔ اور ایسی احادیث بہت کم ہیں۔

میرے خیال میں اتنی احادیث کا انکار وہ بھی اس دھڑلے سے تو شاید کھلے منکرین حدیث نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ آپ لوگ ان احادیث کی ان اقسام کا بھی انکار کر دیں جن کے حجت ہونے پر فقہاء اور محدثین کا اجماع ہے تو بھی آپ کے اہل حدیث ہونے میں فرق نہ آئے۔ اور ہم فقہ کے کسی ایسے مسئلے پر عمل نہ کریں جس پر فقہاء فتویٰ نہ دیں اور احناف میں عملاً وہ بالکل متروک ہو تو آپ شور مچا دیں کہ فقہ کا انکار کر دیا۔ جس طرح متواتر قرآن کے مقابلہ میں شاذ و متروک قراتیں نہ قرآن کہلاتی ہیں نہ کوئی ان کی تلاوت کرتا ہے اور متواتر سنت کے مقابلہ میں شاذ و متروک روایات نہ سنت کہلاتی ہیں نہ ہی ان پر کسی سنی کا عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح فقہ کے وہ مسائل جو مفتی بہا ہوں اور ہر جگہ ان پر عمل جاری ہو وہ مذہب حنفی کہلاتے ہیں۔ اس کے خلاف شاذ و متروک روایات نہ ہی مذہب حنفی ہیں اور نہ ہی ان پر عمل درست ہے۔ وہ تڑاک سے بولا مذہب حنفی میں خون سے بلکہ پیشاب سے بھی قرآن پاک کا لکھنا جائز ہے۔ کیا یہی مذہب حنفی ہے جس پر آپ کو بڑا ناز ہے۔

قرآن اور مذہب حنفی :

میں نے کہا کہ یہ مذہب حنفی پر اس سے بھی بڑا جھوٹ ہے کہ کوئی یوں کہہ دے قرآن میں مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو بالکل حلال لکھا ہے۔ جس طرح یہ قرآن پر جھوٹ ہے یہ بات مذہب حنفی پر اس سے بھی بڑا جھوٹ ہے۔ دنیا کی تاریخ میں کسی بڑے سے بڑے کافر نے بھی اس سے قبل ایسا جھوٹ نہیں بولا۔

اس بارہ میں ہمارا مذہب جس پر ہر جگہ احناف کا عمل ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پاک

ایک پاکیزہ ترین کتاب ہے۔ اس کو ناپاک آدمی نہیں چھو سکتا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بے وضو آدمی کو "قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کو چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے" (بحر الرائق ص ۲۰۹، بہشتی گوہر ص ۲۱) جب کہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ یہ ہے کہ بے وضو آدمی قرآن مجید کو ہاتھ لگا سکتا ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۵۱۹) جس مرد یا عورت پر غسل فرض ہو وہ زبانی بھی قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتے۔ اسی پر احناف کا ہر جگہ فتویٰ اور عمل ہے جبکہ غیر مقلدین کے ہاں جنبی اور حائضہ بھی قرآن پاک کی تلاوت کر سکتے ہیں (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۵۳۵) قرآن مجید اور سپارے جب ایسے بوسیدہ ہو جائیں کہ انہیں پڑھا نہ جا سکے یا اس قدر زیادہ غلط لکھے ہوئے ہوں کہ ان کا صحیح کرنا مشکل ہو تو ان کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دے جو پیروں کے نیچے نہ آئے اور اس طرح دفن کرے کہ اس کے اوپر مٹی نہ پڑے یعنی یا تو بغلی قبر کی طرح کھود کر بغل میں دفن کر دے یا اس پر کوئی تختہ وغیرہ رکھ کر مٹی ڈال دے (بہشتی زیور جلد ۱۱ ص ۱۵۸) یہ ہے مذہب حنفی جس پر سب کا عمل ہے اور سنئے! مذہب حنفی میں نجاست سے قرآن پاک کے لکھنے کا تصور بھی ممکن نہیں جب کہ اس مذہب میں قرآن پاک کو گندی جگہ پر رکھ دینا استخفاف ہے اور یہ ایسا کفر ہے جیسے بت کو سجدہ کرنا یا معاذ اللہ کسی نبی کو شہید کرنا۔ یہ ایسے کفر ہیں کہ ان کے ساتھ اقرار ایمان کا کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ شامی باب المرتد جلد ۳ صفحہ ۲۸۳ پر مرقوم ہے۔ تو جیسے قرآن پاک نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت اور خمر کو حرام قرار دیا ہے اور ان کی حرمت ایسی قطعی ہے کہ ان کی حلت کا قائل کافر ہے۔ ایسے ہی قرآن پاک کو نجس جگہ پر رکھ دینا قطعی حرام ہے اور اس کا یہ استخفاف قطعی کفر ہے۔ میں نے اس سے کہا میں نے اپنا مذہب بیان کر دیا آپ بھی اپنے مذہب کی کسی مستند کتاب سے دکھائیں کہ قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو کیا کیا جائے اور قرآن پاک کے استخفاف کرنے والے کو آپ فاسق کہتے

ہیں یا کافر۔ اس نے صاف اعتراف کر لیا کہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں مسائل کی کوئی مکمل کتاب ہی نہیں۔ اس لئے ان مسائل میں ہم بھی فقہاء کرام کی ان مساعی جمیلہ کو ہی تسلیم کرتے ہیں۔

حالت اضطرار کا بیان :

میں نے اس سے پوچھا کہ قرآن پاک میں مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام فرمایا ہے اس کے بعد ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ" (۲۔ ۱۷۳) پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ علامہ عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "یعنی اشیائے مذکورہ حرام ہیں لیکن جب کوئی بھوک سے مرنے لگے تو اس کو لاچاری کی حالت میں کھا لینے کی اجازت ہے بشرطیکہ نافرمانی اور زیادتی نہ کرے۔ نافرمانی یہ کہ مثلاً نوبت اضطراری کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور زیادتی یہ کہ قدر ضرورت سے زائد خوب پیٹ بھر کر کھا لے۔ بس اتنا ہی کھائے جس سے مرے نہیں۔"

اب اگر کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہے اور سوائے مردار کے جو قطعی حرام ہے جس کو حلال جاننا کفر ہے اور کچھ بھی جان بچانے کے لئے نہیں ہے تو کیا وہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت مردار کھا کر جان بچا لے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ وہ کہنے لگا بالکل ہے۔ میں نے کہا کہ کیا اب یہ کہا جائے گا کہ قرآن نے مردار کو حلال قرار دے دیا یا یہ کہا جائے گا کہ سب مسلمان مردار کو حلال مانتے ہیں؟ کہنے لگا کہ یہ تو بالکل جھوٹ ہے۔ میں نے کہا کہ ایک آدمی پیاسا مر رہا ہے اور شراب کے علاوہ کوئی چیز نہیں جس کو پی کر وہ جان بچا سکے تو کیا اسے اجازت ہے کہ وہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت شراب پی کر جان بچا لے۔ اس نے کہا کہ بالکل اجازت ہے۔ میں نے کہا کہ اس لاچار کے اس فعل سے کہا جائے گا کہ قرآن نے شراب پینے کی کھلی چھٹی دے دی ہے یا سب مسلمان

شراب کو حلال جانتے ہیں؟ اس نے کہا یہ تو بالکل جھوٹ ہے۔ میں نے کہا اب یہ جھوٹ بولنے والا مثلاً سکھ ہو جو ہر وقت مردار جھٹکا کھاتا ہے' شراب پیتا ہے اور وہ اضطرار کے مسئلہ پر شور مچادے کہ قرآن میں مردار' خنزیر اور شراب کو حلال لکھا ہے تو کیا یہ اس کی انتہائی بے شرمی' بے غیرتی نہیں کہ خود تو ان سب کو حالت اختیار میں بھی حلال کہتا ہے اور قرآن پاک پر جھوٹ باندھ رہا ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی یاد رہے کہ جو جانور بندوق سے مرجائے وہ ہمارے ہاں مردار حرام ہے اور غیر مقلد کے ہاں حلال ہے۔ (بدور الاھلہ ص ۳۳۵' فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱/ص ۱۵۰) اسی طرح کافر غیر کتابی یعنی ہندو' سکھ' مرزائی کا ذبح کیا ہوا جانور ہمارے ہاں مردار اور حرام ہے جب کہ غیر مقلدین کے ہاں حلال ہے (عرف الجادی ص ۱۰) اس طرح کچھوا' کوا اور گوہ ان کے ہاں حلال ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲/ص ۷۰' جلد ۲/ص ۱۰۹' عرف الجادی ص ۲۳۶) اب یہ لوگ تو بلا اضطرار یہ کھاتے پیتے ہیں اور اگر کوئی حنفی حالت اضطرار میں جان بچانے کے لئے بوقت ضرورت بقدر ضرورت کھالے تو یہ جھوٹا شور مچادیں کہ وہ حلال کہتے ہیں۔

دوا اور اضطرار :

اوپر اضطرار کی وہ مثالیں گزریں جو غذا سے متعلق تھیں کہ جان بچانے کے لئے مردار اور شراب کی اس مجبور کو بوقت ضرورت بقدر ضرورت اجازت ہے مگر یہ کہنا کہ قرآن تو مردار اور شراب کو حلال کہتا ہے جھوٹ ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ بھوکے کے پیٹ میں اگر کوئی غذا چلی جائے تو عموماً اس کی جان بچ جاتی ہے' پیاسے کو کوئی مشروب مل جائے تو یقین ہے کہ پیاس بجھ جائے گی مگر دوا کے ساتھ صحت اتنی یقینی نہیں جتنا پانی پینے سے پیاس کا بجھ جانا بلکہ دوا سے شفاء کا گمان ہوتا ہے۔ اب کوئی مریض ایسا ہو کہ کوئی حلال دوا اس کو فائدہ نہیں دے رہی اور کوئی تجربہ کار دیندار طبیب یہ کہتا ہے کہ فلاں حرام دوا سے اس کو شفاء ہونے کا غالب گمان ہے تو اس کو جان بچانے کے لئے بوقت ضرورت بقدر ضرورت حرام دوا کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ صاحب در مختار

فرماتے ہیں کہ ہمارا ظاہر مذہب یہی ہے کہ حرام دوا کا استعمال حالت اضطرار میں بھی منع ہے جب کہ غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ ہر حلال جانور (ان کے ہاں گھوڑا اور ایک قول میں ہاتھی بھی حلال ہے۔ کنز الحقائق) کا پاخانہ اور پیشاب پاک ہے۔ جس کپڑے میں لگا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد ۱/ص ۵۳) الفتوی القدسی میں اس کے جواز پر فتویٰ ہے گویا تقویٰ تو یہی ہے کہ حرام دوا استعمال نہ کرے مگر اضطرار میں فتویٰ میں گنجائش ہے تاکہ یقین اور گمان کا فرق واضح رہے۔ مگر یہ کہنا کہ ان کے مذہب میں حرام دوا حلال ہو گئی ہے یہ اس سے بھی بڑا جھوٹ ہے کہ قرآن نے مردار کو حلال کہا ہے کیونکہ مضطر کے لئے مردار کھالینا تو بالاتفاق جائز ہے لیکن مضطر کے لئے حرام دوا کے استعمال میں اختلاف ہے۔

دم اور عملیات :

پانی پینے کے بعد پیاس کا بجھ جانا اور کھانے کے بعد بھوک کا مٹ جانا عموماً یقینی ہوتا ہے لیکن دوا کے بعد شفاء مظنون ہے اور دم' تعویذ اور عملیات کے بعد شفاء موہوم ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ موہوم کو مظنون پر قیاس کیا جائے گا یا نہیں۔ اس بارہ میں امام جماعت غرباء اہل حدیث کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال : شرکیہ الفاظ سے سانپ و کتے وغیرہ کے کاٹے ہوئے پر دم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب : بہتر تو نہیں' ہاں اگر کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لئے بوقت ضرورت و مجبوری کر بھی دے تو کوئی مضائقہ نہیں (صحیفہ اہل حدیث رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ) اس پر ابو محمد عبد الستار کے دستخط ہیں۔ پھر ان کے والد صاحب مولانا عبد الوہاب دہلوی خود لکھتے ہیں "سانپ' بچھو' کتے وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹے ہوئے پر شرکیہ الفاظ سے غیر مسلم یا مسلم دم جھاڑا کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں (صحیفہ اہل حدیث جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ بحوالہ ظل محمدی عرف امامت محمدی محمد جوناگڑھی)۔ اب صورت سوال

ملاحظہ ہو۔

سوال : کسی انسان کی ناک سے خون جاری ہے اور کسی جائز دوا سے رک نہیں رہا۔ اب وہ بالکل موت کے دروازے پر ہے اگر کسی کے علم میں ہو کہ اسی خون سے [illegible] تو اس کی پیشانی پر لکھ دی جائے تو خون بند ہو جائے گا اور اس کی جان بچ جائے گی تو [illegible] اس اضطرار میں یہ جائز ہے؟

جواب منجانب غیر مقلد : غیر مقلدین کے ہاں خون بھی پاک ہے ہر حلال جانور کا پیشاب پاخانہ بھی پاک ہے' منی بھی پاک ہے اور پاک چیز سے قرآن لکھنا کسی آیت یا حدیث میں منع نہیں۔ اس لئے اضطرار ہو یا اختیار ہر ہر حالت میں جائز ہے۔ جب بخاری شریف میں اونٹوں کا پیشاب پینے کا حکم ہے تو قرآن پاک کا لکھنا کیسے ناجائز ہو سکتا ہے اور بہت سے غیر مقلدین تو فاتحہ کو قرآن ہی نہیں مانتے تو اس پر کیا اعتراض۔

جواب منجانب حنفی : خون' منی اور پیشاب نجس ہیں۔ اور نجس جگہ پر قرآن پاک رکھنا مردار' خنزیر' خمر کی طرح حرام قطعی کفر ہے اور اس سے شفاء نہ یقینی ہے اور نہ مظنون ہے بلکہ موہوم ہے۔ اس لئے موہوم کو مظنون اور متیقن پر قیاس کر کے ایسی حالت اضطرار میں بھی اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی جس حالت اضطرار میں شریعت ارتکاب حرام یا ارتکاب کفر تک کی اجازت دیتی ہے اور ظاہر مذہب حنفی یہی ہے۔ البتہ بعض نے اس موہوم کو مظنون اور متیقن پر قیاس کر کے ایسے اضطرار میں ارتکاب حرام کی اجازت دی ہے تو وہ ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ البتہ غیر مقلدین کے ہاں بلا اضطرار حالت اختیار میں بھی خون اور حلال جانوروں کے پیشاب پاخانے سے قرآن پاک لکھنا ہرگز ہرگز منع نہیں۔ اس لئے غیر مقلدوں کا احناف کے خلاف شور مچانا اس سے بھی بدتر جھوٹ ہے کہ کوئی سکھ جس کے ہاں حالت اختیار میں بھی خنزیر کھانا حلال ہے مسلمانوں پر اعتراض کرے کہ تمہارا مذہب غلط ہے تمہارے قرآن میں خنزیر کھانا حلال لکھا

ہے۔ بہرحال جس طرح ہم مردار' خون' خنزیر اور خمر کو حرام قطعی کہتے ہیں۔ قرآن پاک تو نجس جگہ پر بااختیار رکھنے کو بھی حرام بلکہ ایسا کفر جانتے ہیں جیسے بت کو سجدہ کرنا یا خانہ کعبہ شریف کو اِھَانَۃً گرانا یا کسی نبی کو شہید کرنا۔ اس کے خلاف جو اہل سنت پر بہتان طرازی کر رہے ہیں اور خود اپنے مذہب نامہذب کو چھپاتے ہیں کہ ان کے ہاں خون بھی پاک ہے' مردار بھی پاک ہے' ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب بھی پاک ہے' منی بھی پاک ہے اور بار بار مطالبہ کرنے پر وہ ایک بھی آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکے کہ پاک چیزوں سے قرآن پاک کا لکھنا حرام یا کفر ہے اور ہمارے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ' حضرت امام ابو یوسف' حضرت امام محمد اور حضرت امام زفر رحمہم اللہ سے تا قیام قیامت بھی کوئی ماں کا لعل حالت اضطرار میں بھی اس حرام و کفر کے ارتکاب کا جواز ثابت نہیں کر سکتا۔ فھل من مبارز یبارزنی

نہ خنجر اٹھے گا' نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

چنانچہ وہ شخص وعدہ کر کے گیا کہ میں دونوں باتوں کا ثبوت لاؤں گا کہ جب ہمارے ہاں خون' منی' خمر' خنزیر' مردار اور ہر حلال حرام جانور کا پیشاب پاک ہے تو کس آیت یا حدیث میں ہے کہ پاک چیزوں سے قرآن کا لکھنا حرام اور کفر ہے اور دوسرے یہ کہ میں آپ کے پانچوں اماموں سے بسند صحیح یہ ثابت کروں گا کہ انہوں نے حالت اضطرار میں اس حرام اور کفر کے ارتکاب کی اجازت دی ہے لیکن وہ آج تک ان دو باتوں کا ثبوت نہ لا سکا۔ غیر مقلدین سے آخر میں یہی درخواست ہے کہ آپ نے پہلے ہی لوگوں میں دین بیزاری اور اسلاف سے بغاوت بہت پیدا کر لی ہے اب ایسے بہتان باندھنا دین کی بھی کوئی خدمت نہیں۔ اس وقت نہ مسلم قوم اس بغاوت کی متحمل ہے اور نہ ہمارا ملک۔ اللہ تعالیٰ سب کو جھوٹ سے توبہ کی توفیق دیں۔ (آمین)

مصافحہ کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید :

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام دنیا میں محبت و آشتی کا پیغام لے کر آیا اور دنیا میں اسی پیغام کو پھیلایا۔ رسول اللہ ﷺ کا کیا ہی پیارا ارشاد ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (الحدیث) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان مامون رہیں۔ قرآن پاک نے مسلمانوں کو خیر امت کا لقب دیا کہ یہ معروف کو پھیلاتے اور منکر سے روکتے ہیں اور منافقین کی پہچان بتائی کہ معروف سے روکتے اور منکر کا حکم دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ (الحدیث) اور حقیقت یہی ہے کہ امت کو افتراق اور شقاق سے بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ کتاب و سنت کے تاکیدی حکم کے مطابق ان کو معروف کی ہی دعوت دی جائے اور معروف کو مٹانا کوئی دین کی خدمت نہیں بلکہ دین میں فتنہ ڈالنا ہے۔ والفتنۃ اشد من القتل۔

مثال :

قرآن پاک خداوند قدوس کی آخری اور سچی کتاب ہے مگر اس میں بھی اختلاف قرات موجود ہے۔ سات متواتر قراتیں ہیں جن میں باہمی اختلاف ہے مگر

ہمارے ہاں چونکہ تلاوۃ صرف قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ کی قرات اور قاری حفص رحمہ اللہ کوفی کی روایت ہی معروف اور متواتر ہے۔ سب لوگ اسی قرات پر قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے غیر مقلد دوست بھی اسی قرات پر تلاوت کرتے ہیں اور شاہ فہد کی طرف سے جو قرآن پاک حجاج کرام کو تحفتاً دیا جاتا ہے اس کے آخر میں باقاعدہ قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ اور قاری حفص کوفی رحمہ اللہ کے اسماء گرامی کی صراحت ہے۔ اس قرات پر سب کے تلاوت کرنے سے مسلمانوں میں قرآن پاک کے بارہ میں اتفاق و اتحاد ہے لیکن اگر کوئی شخص اب دین کے نام سے اٹھے اور امت کو یوں دعوت دے کہ یہ کوفی قرآن ہے یہ مکی مدنی قرآن نہیں یہ عاصمی قرآن ہے محمدی قرآن نہیں۔ اس قرآن کے پڑھنے والوں کا نہ مکہ سے تعلق ہے' نہ مدینہ سے اور نہ ہی محمد رسول اللہ ﷺ سے' اس قرآن کی تلاوت بند کرو۔ مکی' مدنی' اور محمدی قرآن پڑھو۔ تو ہر درد دل رکھنے والا مسلمان یہی کہے گا کہ یہ دین کی خدمت نہیں امت میں فتنہ ہے۔

ایک دن دو تین دوست مجھے کہنے لگے کہ ہم بہت پریشان ہیں۔ چاروں اماموں میں اختلاف ہے کدھر جائیں؟ میں نے کہا: قرآن پاک میں سات قاریوں کا اختلاف قرات ہے' تو چار کا اختلاف زیادہ ہے یا سات کا۔ آپ نے کس آیت یا حدیث کے حکم سے سات قراتوں میں سے صرف قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ کی قرات کو اختیار کیا ہے اور باقی چھ قراتوں کو چھوڑا ہے؟ اور کس آیت یا حدیث میں یہ صراحت ہے کہ اگرچہ سات قاریوں میں مکی قاری بھی ہوں' مدنی بھی' لیکن تم نہ مکی قاری کی قرات پر تلاوت کرنا نہ مدنی قاری کی قرات پر بلکہ ساری عمر صرف ایک قاری عاصم کوفی رحمہ اللہ کی قرات پر تلاوت کرنا اور یہ فرق کس آیت یا حدیث میں ہے کہ اہل کوفہ کے ذریعہ جو قرآن تمہیں تواتر کے ساتھ پہنچے

اس کو قبول کر لینا لیکن اہل کوفہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ کی نماز میں وہ تسبیں تواتر سے پہنچے اس کو کوئی نماز کہہ کر چھوڑ دیتا اور اپنی پوری زندگی نبی اکرم ﷺ کی اس متواتر نماز کو مٹانے کے لئے وقف کر دیتا۔ انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ اگر لینا ہے تو اس قرآن اور نماز دونوں کو قبول کر لو اور اگر چھوڑنا ہے تو اس قرآن اور نماز دونوں کو چھوڑ دو افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض والا معاملہ اور نیچے دروں نیچے بہروں والی پالیسی چھوڑ دو یا اس فرق کے بارہ میں مندرجہ بالا سوالات کا جواب قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح حدیث سے دو۔ اہل سنت والجماعت کا ایک ہی پیمانہ ہے کہ اختلاف قرات کے وقت اسی قرات پر تلاوت کرو جس پر یہاں تلاوت معروف اور متواتر ہے۔ اختلافی احادیث میں بھی یہاں چونکہ صرف فقہ حنفی ہی عملاً متواتر اور معروف ہے اس لئے اسی پر عمل کرو۔ جب تک مسلمان کتاب و سنت کے سنہری اصول پر عامل رہے مسلمان سنت اور فقہ پر عمل کرنے میں بھی اسی طرح اتفاق اور اتحاد سے رہے جس طرح اب تک تلاوت قرآن کے سلسلہ میں ان میں اتحاد و اتفاق ہے۔ جب تک مسلمانوں کا سیاسی غلبہ رہا یہی اتفاق قائم رہا۔ جب انگریز کے منحوس قدم اس ملک میں آئے تو دین بیزاری اور ذہنی آوارگی کو بھی ساتھ لائے جس نے مسلمانوں کے اتفاق کو شقاق اور افتراق سے بدل ڈالا۔ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی وکیل اہل حدیث ہند کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

وہ تحریر فرماتے ہیں: اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری اور خود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا، حنفی اور شافعی مذاہب کا تو کیا پوچھنا (اشاعۃ السنۃ ص ۲۵۵ ج ۱۱) حضرات! اسی خود اجتہادی کا نتیجہ تھا کہ ملک میں نئے نئے فرقے پیدا ہو گئے۔ کسی

نے اہل قرآن نام رکھ لیا کسی نے اہل حدیث اور قرآن و حدیث کے نام پر امت کو لڑانا شروع کر دیا۔ نماز، جمعہ، عید، جنازہ، جن میں کبھی مسلمانوں میں لڑائی نہیں ہوئی تھی ان عبادات کو بھی لڑائی کا ذریعہ بنا لیا گیا۔

فالی اللہ المشتکی۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کی ابتداء :

جب دو مسلمان ملتے، وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے جو بذات خود محبت، اتفاق، امن اور آشتی کا پیغام تھا اور سلام کے ساتھ مصافحہ بھی کرتے اور اہل اسلام میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ متوارث تھا۔ انگریز کے دور سے پہلے کسی اسلامی کتاب میں دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو بدعت اور خلاف سنت نہیں کہا گیا۔ اس دور میں یہ عجیب واقعہ ہوا کہ مسلمان جب آپس میں ملتے تو دو ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے لیکن انگریز جب ایک دوسرے سے ملتے تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے ان کی اس سنت کو پہلے نیچریوں نے اپنایا اور کالجوں وغیرہ میں ایک ہاتھ کے مصافحہ کا رواج شروع ہو گیا۔ البتہ وہ لوگ اس کو حاکم قوم کا طریقہ ہی سمجھتے تھے۔ پھر نیچری حضرات کی تقلید میں اہل حدیث حضرات میں بھی صرف ایک دائیں ہاتھ سے مصافحہ کا رواج چل نکلا۔ البتہ فرق یہ ہو گیا کہ ان دوستوں نے مسلمانوں میں متوارث دو ہاتھ سے مصافحہ کو بدعت اور خلاف سنت قرار دے دیا اور انگریز بہادر اور نیچریوں کے طریق مصافحہ کو سنت نبوی قرار دے دیا گیا۔ اس طریقہ کو زندہ کرنے پر سو شہید ثواب کے وعدے سنائے گئے اور اہل اسلام کو نبی ﷺ کے مخالف، نبی پاک ﷺ کی سنتوں کو مٹانے والے قرار دے دیا گیا اور معروف اسلامی طریقہ کو مٹانے کا نام احیاء سنت رکھا گیا۔ اس طرح سلام اور مصافحہ جو آج تک مسلمانوں میں محبت اور مغفرت کا ذریعہ تھا وہ بھی اختلاف، شقاق اور لڑائی کا ذریعہ بن گیا۔ اب کوئی اسلامی حکومت تو یہاں موجود نہیں تھی جو ان

حضرات کو مسلمانوں میں سر پھٹول کرانے سے روکتی بلکہ انگریز حکومت کی تو پالیسی ہی یہ تھی کہ لڑاؤ اور حکومت کرو۔ اس لئے وہ حکومت ور ہے' قدمے' سخنے ہر طرح ان کی پشت پناہ بنی ہوئی تھی۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل :

اہل سنت والجماعت نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ جو صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کو سنت اور دوسرا ہاتھ لگانے کو بدعت اور گمراہی قرار دیتے ہیں تو کیا آپ کے پاس کوئی قولی حدیث موجود ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ ایسے ہی حکم دیا ہو کہ دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرو اور جس طرح استنجاء میں دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے منع فرما دیا تھا اسی طرح آپ ﷺ نے مصافحہ میں بایاں ہاتھ لگانے سے منع فرما دیا ہو۔ ایسی کوئی حدیث بخاری و مسلم سے پیش فرمائیں۔ ان میں نہ ہو تو سنن اربعہ سے پیش فرمائیں۔ ان سے بھی نہ ملے تو دیگر کتب سے۔ اگر ایسا حکم حدیث صحیح سے نہ ملے تو یہ اقرار کرنے کے بعد کہ دائیں ہاتھ کے لئے صحیح صریح حدیث ہمارے پاس نہیں تو حسن درجہ کی حدیث ہی پیش فرمادیں اور اگر حسن حدیث بھی نہ ملے تو یہ حکم کسی ضعیف میں ہی دکھادیں لیکن نام نہاد اہل حدیث ایسی قولی حدیث پیش کرنے سے اس دن سے آج تک عاجز ہیں اور انشاء اللہ عاجز رہیں گے۔ جب وہ حکم رسول ﷺ پیش نہ کر سکے تو اہل سنت والجماعت نے مطالبہ کیا کہ کوئی فعلی مرفوع حدیث کہ آنحضرت ﷺ صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے بایاں ہاتھ بالکل الگ رکھتے تھے اگر صحیح ہو تو صحیح' اگر صحیح نہ ہو تو حسن' اگر حسن بھی نہ ملے تو ضعیف ہی پیش کردیں لیکن وہ اس سے بھی عاجز ہیں اور عاجز رہیں گے۔ آخر یہ مطالبہ کیا گیا کہ آپ کوئی تقریری حدیث ہی پیش کردیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سامنے صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے اور آپ

ﷺ اس پر سکوت فرماتے' اس کی کوئی صحیح یا حسن نہ ہو تو ضعیف سند ہی پیش فرمادیں لیکن وہ اس سے بھی عاجز رہے' عاجز ہیں اور انشاء اللہ العزیز عاجز رہیں گے۔ اہل سنت والجماعت نے کہا کہ جب صرف دائیں ہاتھ کے مصافحہ کے لئے کوئی حدیث ہی نہیں تو اس کو سنت کیسے کہا جا رہا ہے کیونکہ بعض اوقات ایک بات حدیث سے ثابت ہوتی ہے مگر سنت نہیں ہوتی جیسے ایک کپڑے میں نماز پڑھنا' جوتے پہن کر نماز پڑھنا' بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا متفق علیہ احادیث سے ثابت ہیں مگر سنت نہیں کیونکہ سنت کے ثبوت کے لئے مواظبت شرط ہے جو یہاں نہیں پائی گئی تو صرف دائیں ہاتھ کے مصافحہ کے لئے تو حدیث بھی نہیں مواظبت کجا اور اس کو سنت کہنا محض جھوٹ ہوا۔

دلیل مل گئی :

آخر جب اہل سنت کی طرف سے بار بار مطالبے ہوئے کہ مسلمانوں کے متوارث عمل کو بدعت اور انگریز اور نیچریوں کے عمل کو سنت نبوی ﷺ کا نام کیوں دیا جا رہا ہے تو بلی تھیلے سے باہر آگئی' کہنے لگے کہ بعض احادیث سلام میں اخذ بالید' اخذ بیدہ وغیرہ الفاظ ملتے ہیں اور ید واحد ہے جس سے معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے سلام کرنا چاہئے۔ اہل سنت والجماعت یہ سن کر ان کی حدیث دانی پر سخت حیران ہوئے کیونکہ انسان کے جسم میں جو ایک سے زائد اعضاء ہیں ان کے لئے بھی بطور جنس ہر زبان میں واحد کا صیغہ بولا جاتا ہے جیسے کوئی کہتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے تجھے وہاں کھڑے دیکھا تھا تو کیا اس فقرہ سے کوئی بے عقل یہ سمجھے گا کہ یہ آدمی کانا ہے اس لئے واحد کا صیغہ بول رہا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے اپنے کان سے تیری بات سنی تھی تو کیا سمجھا جائے گا کہ دوسرا کان بات سنتے وقت اس نے بند کر لیا تھا۔ ایک آدمی دوسرے کو کہتا ہے کہ میں اپنا پاؤں بھی نہیں رکھوں گا' کیا سمجھا جائے گا کہ متکلم کا ایک ہی پاؤں ہے۔ اللہ تعالی

قرآن پاک میں فرماتے ہیں ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك۔ کیا یہاں ایک ہی اور وہ بھی دایاں ہاتھ ہی مراد ہے۔ آنحضرت ﷺ خود بھی دعا مانگتے اور امت کو بھی تعلیم فرماتے تھے اللھم اجعل فی بصری نورا واجعل فی سمعی نورا (الحدیث) تو کیا یہاں بھی "بصر" اور "سمع" واحد کے صیغے ہیں تو ایک آنکھ اور ایک کان اور وہ بھی صرف دایاں ہی مراد ہے؟ المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده (الحدیث) من رای منکم منکرا فلیغیره بیده (الحدیث) ان دونوں حدیثوں میں بھی ید واحد ہے تو کیا یہاں بھی دوسرا ہاتھ لگانا خلاف سنت ہو گا۔ اگر بفرض محال یہاں حدیث سلام میں ید سے جنس مراد نہ لیں ایک ہاتھ ہی مراد لیں' تو عربی میں ید کا لفظ انگلیوں سے لے کر کندھوں تک بولا جاتا ہے تو اگر دو آدمی بوقت سلام دونوں بائیں کہنیاں یا دونوں بائیں کندھے ملالیں تو اس حدیث پر عمل ہو جائے گا یا نہیں؟ کیونکہ بایاں ہاتھ بھی تو ید ہی ہے پاؤں تو نہیں۔ اگر یہ مان ہی لیں کہ یہاں ید سے ایک ہی ہاتھ مراد ہے تو بھی امت کے متوارث عمل کو بدعت اور خلاف حدیث کیسے کہا جائے گا۔ دیکھئے آنحضرت ﷺ کا ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے لیکن امت کا متوارث عمل تین کپڑوں میں نماز پڑھنے کا ہے۔ امت کے اس متوارث عمل میں ایک کپڑے والی احادیث پر بھی عمل ہو جاتا ہے اور دوسری حدیثوں پر بھی۔ آج تک کسی نے امت کے اس متوارث عمل کو خلاف سنت نہیں کہا۔ اسی طرح امت میں جو متوارث عمل دو ہاتھ سے مصافحہ کا چلا آرہا ہے تو اس میں ایک ہاتھ والی حدیث پر بھی عمل کیا گیا اور دو ہاتھ والی پر بھی' تو اہل سنت والجماعت کو کسی حدیث کی مخالفت کا خطرہ نہ رہا۔ جیسے احادیث میں ایک ایک دفعہ اعضائے وضو کے دھونے کا بھی ذکر ہے' دو دو دفعہ دھونے کا بھی ذکر ہے اور تین تین دفعہ دھونے کا بھی۔ اب جس نے تین تین دفعہ اعضائے وضو کو دھولیا اس

نے تینوں حدیثوں پر عمل کر لیا لیکن جس نے ایک ایک دفعہ اعضائے وضو کو دھویا اس نے یقیناً دو حدیثوں پر عمل نہیں کیا اور اگر وہ یہ بھی کہنے لگے کہ ایک ایک دفعہ اعضائے وضو کا دھونا ہی سنت ہے' تین تین دفعہ دھونا بدعت اور خلاف سنت ہے تو اس فہم پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے۔

الغرض نام نہاد اہل حدیث نے پوری امت کے خلاف محض اپنی رائے سے ید سے ایک ہاتھ مراد لیا جبکہ پوری امت ید سے جنس مراد لے کر دونوں ہاتھ مراد لیتی ہے۔ پھر محض اپنی رائے سے ید سے یمین کو متعین کر لیا اور محض اپنی رائے سے دو ہاتھ والی متفق علیہ حدیث پر عمل کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس کو خلاف سنت بھی قرار دیا۔ جب صرف دائیں ہاتھ سے مصافحہ کرنا نہ کسی حدیث قولی' نہ فعلی' نہ تقریری سے' نہ حسن سے' نہ صحیح سے' نہ ضعیف سے ثابت کر سکے تو لغت کی طرف دوڑے' حدیث سے دستبردار ہو گئے کہ لغت میں مصافحہ ہاتھ کی ہتھیلی ملانے کو کہتے ہیں حالانکہ یہاں بھی ہاتھ جنس کے طور پر استعمال ہوا ہے پھر اگر دونوں آدمی بائیں ہتھیلی سے مصافحہ کریں تو اسے لغةً مصافحہ کہیں گے۔ لیکن آپ اس پر ہرگز عامل نہیں ہیں۔ افسوس کہ نہ حدیث نے تمہارے سر پر ہاتھ رکھا نہ لغت نے تمہارا ساتھ دیا البتہ تشبہ بالکفار جو حدیث سے ممنوع ہے وہ آپ کو حاصل ہو گیا۔

نظر اپنی اپنی' پسند اپنی اپنی

دو ہاتھ سے مصافحہ :

اب دیکھیں کہ امت کا متوارث عمل دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا جس کو یہ حضرات بدعت اور خلاف سنت کہتے ہیں کیا واقعی یہ بے ثبوت ہے تو ہرگز نہیں' امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں (ص ۹۲۶ / ج ۲) پر باب المصافحہ کا عنوان باندھا ہے جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے تعلیقاً یہ روایت لائے

ہیں: علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم التشہد و کفی بین کفیہ۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی ایسی حالت میں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ بعد ازاں امام بخاری رحمہ اللہ نے باب الاخذ بالیدین باندھا ہے اور اس میں حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے مصافحہ کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد دو ہاتھ سے مصافحہ کی دلیل میں پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مندرجہ بالا حدیث پوری سند سے لاتے ہیں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔ (صحیح بخاری ص۹۲۶/ج۲، صحیح مسلم ص۱۷۳/ج۱، نسائی ص۱۷۵/ج۱)

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی دو ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے تھے اور بعد میں بھی اسی پر عمل جاری رہا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: حدثنی اصحابنا یحیٰی وغیرہ عن اسماعیل بن ابراہیم قال رایت حماد بن زید وجاءہ ابن المبارک بمکۃ فصافحہ بکلتا یدیہ (حاشیہ بخاری ص۹۲۶/ج۲)

(ترجمہ): "اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید رحمہ اللہ کو دیکھا کہ ان کے پاس عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔" یاد رہے یہ دونوں بزرگ اپنے زمانے میں امام المحدثین تھے۔ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: الائمۃ اربعۃ: مالک و سفیان الثوری و حماد بن زید و ابن المبارک یعنی امام چار ہیں۔ مالک، سفیان ثوری، حماد بن زید اور ابن المبارک رحمہم اللہ (تذکرۃ الحفاظ) دیگر محدثین بھی دو ہاتھ سے مصافحہ کا

ذکر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا: قد بایعتک۔ میں نے تجھے بیعت کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کلاماً صرف کلام سے بیعت فرمایا، ہاتھ پکڑ کر بیعت نہ فرمایا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور علامہ عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں ای لا بالید کما کان یبایع الرجال بالمصافحۃ بالیدین یعنی ہاتھ سے بیعت نہ فرمایا جس طرح مردوں کو بیعت کرتے وقت دونوں ہاتھ سے مصافحہ فرمایا کرتے تھے۔ اس کی تائید شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی حدیث رؤیا سے بھی ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے' میں قریب ہوا فاخذ صلی اللہ علیہ وسلم یدی بین یدیہ فصافح تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کے درمیان پکڑا اور مصافحہ فرمایا (الدر الثمین) اور شاہ صاحب رحمہ اللہ "القول الجمیل" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب سے بھی آنحضرت ﷺ نے خواب میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرمایا۔ محدثین کے علاوہ فقہاء کرام جن کی تقلید کا حکم کتاب و سنت میں دیا گیا ہے وہ بھی دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو سنت فرماتے ہیں۔ چنانچہ "مجالس الابرار" میں ہے والسنۃ فیہا ان تکون بکلتا الیدین۔ سنت یہ ہے کہ دو ہاتھ سے ہو۔ اسی طرح شامی میں اور اشعۃ اللمعات میں بھی ہے اور جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ جھڑتے ہیں (احمد' ترمذی' ابن ماجہ) اور ظاہر ہے کہ انسان دونوں ہاتھوں سے گناہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ جھڑنے چاہئیں مگر ہمارے دوستوں نے ایک ہاتھ شاید ابھی سے جہنم کے لئے ریزرو (Reserve) کروا لیا ہے کہ اس کے گناہ جھاڑنا نہیں چاہتے۔ ایک دفعہ عجیب لطیفہ ہوا' میں نے ایک غیر مقلد دوست کو بخاری شریف

سے دو ہاتھ کے مصافحہ والی حدیث دکھائی تو تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولا: اگرچہ آنحضرت ﷺ کے مصافحہ میں دو ہاتھ تھے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تو ایک ہی ہاتھ تھا' میں نبی تو نہیں کہ دو ہاتھ سے مصافحہ کروں" میں یہاں نبی کی بجائے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع کروں گا۔ میں نے کہا: جس طرح تم نبی نہیں "تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح صحابی بھی نہیں ہو کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرو" اس لئے صرف انگوٹھے سے انگوٹھا ملا کر مصافحہ کر لیا کرو تاکہ نہ تمہارے نبی ہونے کا شبہ ہو نہ صحابی ہونے کا۔ میں نے کہا: کسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دوسرے ہاتھ کی نفی نہیں ہے اور یہ کس کا دل مانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دونوں مبارک ہاتھ بڑھائے ہوں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے صرف ایک۔

اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہے تو ایک ہاتھ کے دونوں طرف دوسرے کی ہتھیلیاں لگتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ہاتھ کی یہ خوبیاں بیان فرما رہے کہ میرے اس ہاتھ کے دونوں طرف حضرت پاک ﷺ کی ہتھیلیاں مبارک لگی تھیں' اپنے دوسرے ہاتھ کی نفی نہیں فرما رہے' اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائیں اور سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور غیر مقلدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک ناقابل انکار تاریخی حقیقت ہے کہ غیر مقلدین کی دونوں قسمیں اہل قرآن اور اہل حدیث بحیثیت فرقہ پہلے کسی حکومت میں نہیں پائی گئیں بلکہ یہ ماضی قریب کی پیداوار ہیں۔ اسی لئے اسلاف کے ساتھ ان کا کوئی سلسلہ سند نہیں ملتا۔ تاہم جیسا کہ رافضی جس صحابی کو چاہیں رافضی کہہ دیتے ہیں مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم' مگر یہ سب کے سب پکے اور سچے اہل سنت تھے۔ اسی طرح سے ہمارے غیر مقلدین بھی تو محدثین کو غیر مقلد کہتے ہیں جبکہ محدثین کے حالات طبقات کی کتابوں میں چاری طبقات میں ملتے ہیں: طبقات حنفیہ' طبقات مالکیہ' طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ۔ طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث یا مورخ کی لکھی ہوئی دنیا میں موجود نہیں ہے اور کسی ایک بھی مسلمہ محدث کے بارے میں یہ شہادت کسی تاریخ یا حدیث کی کتب میں نہیں ملتی کہ کان لا یجتہد ولا یقلد کہ نہ اس میں اجتہاد کی اہلیت تھی نہ تقلید کرتا تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بڑے پیر صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ جن کی

عقلت کی دنیا بھر میں دھوم مچی ہوئی ہے وہ غیر مقلد تھے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے' کسی ایک بھی مسلمہ تاریخ میں یہ بات نہیں ملتی کہ وہ نہ تو اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے نہ مقلد تھے بلکہ حضرت رحمہ اللہ کا ذکر مبارک طبقات حنابلہ میں موجود ہے جو سورج سے بھی زیادہ واضح حقیقت ہے کہ آپ حنبلی تھے۔ مشہور غیر مقلد جناب فیض عالم صدیقی نے موفق الدین ابن قدامہ رحمہ اللہ مصنف کتاب المغنی' شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ مصنف غنیۃ الطالبین' شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور شیخ ابن قیم رحمہ اللہ کو حنابلہ میں شمار کیا ہے (اختلاف امت کا المیہ ص ۲۹) نیز لکھتا ہے :

غنیۃ الطالبین پر تبصرہ :

تاریخی طور پر سب سے پہلے سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ حنبلی نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف غنیۃ الطالبین میں شیعوں کا ذکر کیا۔ غنیۃ الطالبین حنبلی مذہب کی ایک انسائیکلوپیڈیا ہے مگر اس کتاب میں بھی یاران طریقت نے تصوف کے باب کے عنوان سے ایسی پیوند کاری کی ہے جس کا جواب نہیں' ایک معمولی سی دینی سوجھ بوجھ رکھنے والا اور معمولی سی علمی مہارت رکھنے والا آدمی بیک نظر اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ اصل غنیۃ الطالبین کا مصنف کوئی پرہیزگار' متبع سنت' زاہد اور عالم شخص ہے اور اس تصوف کے باب کا مصنف کوئی کودن طبع' حواس باختہ' ذہنی آوارگی کا مریض اور کم علم آدمی ہے۔ فقروں کی بندش' الفاظ کی نشست اور مفہوم کی ادائیگی میں بیّن فرق کے علاوہ نفس مضمون میں ہزاروں فرسنگ کا فرق۔ کہاں کتاب و سنت کی عطر بیز معطر اور نکہت بار خوشبوؤں کی مہک اور کہاں پراگندہ ذہنی کے سنڈاس سے اٹھنے والے بدبو کے بھبکے۔ (اختلاف امت کا المیہ ص ۳۳)

دیکھئے اس جیالی غیر مقلد نے ایک ہی سانس میں حضرت شیخ قدس سرہ کو کتاب و سنت سے ہزاروں فرسنگ دور' کودن طبع' حواس باختہ اور ذہنی آوارگی کا مریض اور غنیۃ الطالبین کو پراگندہ ذہنی کے سنڈاس سے اٹھنے والے بدبو کے بھبکے قرار دے دیا۔

ہیں' عوام کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ گویا غنیۃ الطالبین کے فقہی مسائل کا مصنف اور ہے اور تصوف کے باب کا اور کوئی فرضی شخص' یہ ایسا ہی کارنامہ ہے جیسا کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کو خوب گالیاں بکتا بعد میں کہہ دیتا کہ وہ عیسیٰ اور ہے اور یہ اور ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ غیر مقلدین کے زبان و قلم بے لگام ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہی جناب فیض عالم صاحب صدیقی تحریر کرتے ہیں۔

بخاری شریف پر تبصرہ :

"ان محدثین' ان شارحین حدیث' ان سیرت نویس اور مفسرین کی تقلیدی ذہنیت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو اتنی بات کا تجزیہ اور تحقیق کرنے سے بھی عاری تھے کہ یہ واقعہ سرے سے ہی غلط ہے لیکن اس دینی و تحقیقی جرات کے فقدان نے ہزاروں ایسے پیدا کئے اور ہوتے رہیں گے۔ ہمارے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں جو کچھ درج فرما دیا وہ صحیح اور لاریب ہے خواہ اس سے اللہ کی الوہیت' انبیاء کرام کی عصمت اور ازواج مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھرتی چلی جائیں۔ (صدیقہ کائنات ص ۹۰ فیض عالم صدیقی) کیا یہ امام بخاری کی اسی طرح تقلید جامد نہیں جس طرح مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں"۔

دیکھئے تمام محدثین' تمام شارحین حدیث' تمام سیرت نویسوں اور تمام مفسرین کو تحقیق سے عاری اور دینی جرات سے کورے قرار دے کر صحیح بخاری کے بارہ میں تو وہ بسم اللہ کہا کہ پادری فانڈر' پنڈت شردھانند اور سوامی دیانند بھی اس سے شرما گئے ہوں گے۔

شیخ جیلانی رحمہ اللہ اور مسئلہ وحدۃ الوجود :

آج کل غیر مقلدین نے وحدۃ الوجود کا غلط مطلب لے کر (جو اتحاد اور حلول ہے) صوفیاء کرام رحمہم اللہ پر تبرا بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے جبکہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ اتحاد و حلول کو الحاد' زندقہ اور گمراہی قرار دیتے ہیں (مقالات سواتی ص ۷۷ ج ۳)

تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ جو وحدت الوجود کے قائل ہیں (مقالات سواتی ص ۱۰۷ ج ۳) غیر مقلدین کے نزدیک معاذ اللہ گمراہ اور زندیق ہیں۔ پھر ان سے ان کا کیا تعلق؟

صوفیاء کرام کے بارہ میں نواب صدیق حسن کی نصیحت :

نواب صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے حالات میں چار امر محل بحث ہیں :

(امر اول) مجاہدات' ان کا تعلق اذواق و مواجید اور محاسبہ نفس و اعمال کے ساتھ ہے۔ انہی اذواق کی منتہی اور غایات کو مقامات کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

(امر دوم) کشف و ادراک حقائق عالم غیب جس کا تعلق صفات ربانیہ' عرش و کرسی و ملائکہ و وحی و نبوت و روح و حقائق موجودات غائب و شاہد و ترکیب اکوان وغیرہ سے ہے۔

(امر سوم) تصرفات انواع کرامات کے ساتھ اکوان و عوالم میں۔

(امر چہارم) الفاظ موہومہ یعنی شطحیات۔

بعض لوگ ان امور چہارگانہ کے منکر ہیں' بعض محسن ہیں اور بعض تجوزات کے قائل ہیں۔ بہرحال امر اول میں کوئی کلام و انکار نہیں ہو سکتا۔ صوفیاء کرام کے اذواق بالکل صحیح ہیں اور ان کا تحقق عین سعادت ہے' اسی طرح امر دوم صحیح ناقابل انکار ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے مگر یہ انکار حق کے مقابل کوئی چیز نہیں۔ امر سوم یہ انواع متشابہات میں سے ہے۔ اس لئے اس کا تعلق وجدان قلبی سے ہے۔ محض الفاظ و لغت سے ان کی مرادات پر اطلاع نہیں ہو سکتی۔ الفاظ تو محض محسوسات متعارفہ کی تعبیر کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ امر چہارم شطحیات' اس کا تعلق غلبہ حال اور واردات سے ہے۔ محسوسات سے بیگانہ وار رہتے ہیں اسی سبب سے بعض اوقات ان کی زبان سے ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں جو ان کے قصد و ارادہ سے نہیں

ہوتے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص مغلوب الحال ہو وہ ہر طرح معذور اور مجبور ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں سے جو شخص صاحب فضل و لائق اقتدا ہو اس کے کلمات موہومہ کو مقصد جمیل پر محمول کرنا چاہئے (مآثر صدیقی ص ۱۵ ج ۳)

ایک کالج کے لیکچرار غیر مقلد نے "الدیوبندیہ" یعنی علمائے دیوبند کے عقائد' "دیوبندیت" "بریلوی ' دیوبندی ایک ہیں" "اور" "تبلیغی جماعت کا اسلام" نامی رسائل لکھے ہیں جن میں صوفیاء کرام رحمہم اللہ کی متشابہات یا شطحیات جمع کر دی ہیں' لیکن ان میں سے کسی رسالہ میں یہ نہیں بتایا کہ متشابہات اور شطحیات کا شرعی حکم کیا ہے؟ حالانکہ امت کا اجماع ہے کہ کرامات اور شطحیات میں چونکہ ان لوگوں کے اختیار و ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ مرفوع القلم ہوتے ہیں جیسے خواب میں کلمہ کفر کسی کی زبان سے جاری ہو جائے تو اسے کافر نہیں کہا جاتا' خواب میں کوئی گناہ کا کام کرے تو اسے ہرگز گناہ گار نہیں کہا جاتا لیکن غیر مقلدین کی بدنصیبی ہے کہ ان کے حصہ میں قرآن پاک میں سے متشابہات' احادیث میں سے متعارضات' فقہ سے شواذ اور تصوف سے شطحیات آئی ہیں یہی ان کا علمی سرمایہ ہے۔

وحدۃ الوجود :

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے بارہ میں نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔ ہم پر اعتقاداً لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا تخیل دل میں نہ لائیں کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل و تکفیر لازم آتی ہے۔ وحدت وجود کے اثبات و ابطال میں لب کشائی نہ کرنی چاہئے۔ اگر خود ذی فہم ہے تو اپنے فہم پر قناعت کرے اگر وہ نہیں سمجھتا تو ان اقوال کو ان کے قائلین پر چھوڑ دے۔ (مآثر صدیقی ص ۳۹ ج ۳)

حضرت شیخ رحمہ اللہ اور سماع موتی :

حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مردہ کو دفن کرنے کے بعد جب تم اس کی قبر کو

برابر کر چکو تو ایک آدمی اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کے اے فلاں بن فلاں.....اس آواز کو مردہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دیتا پھر دوبارہ پکارے اے فلاں بن فلاں..... تو مردہ یہ آواز سن کر قبر میں اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے پھر تیسری مرتبہ آواز دے تو مردہ کہتا ہے تو نے مجھے سیدھی راہ دکھائی اللہ تجھ پر رحمت کرے مگر اے لوگو میرا یہ کہنا تمہیں سنائی نہیں دیتا۔ (غنیۃ الطالبین مصری ص۱۲۱ ج ۲)

حضرت شیخ رحمہ اللہ اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم :

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب روضہ اطہر پر حاضری کی سعادت نصیب ہو تو قبلہ کی طرف پشت کر کے روضہ پاک کی طرف منہ کر کے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ آپ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کر کے اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس گنہگار کے لئے بخشش مانگیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ اے اللہ میں بھی اسی طرح تیرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعائے بخشش کرانے آیا ہوں' جیسے حیات ظاہری میں لوگ آتے تھے پھر کہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ رہا ہوں (غنیۃ الطالبین ص۱۱ ج ۱) غیر مقلدین حضرات مردہ کے سننے اور پہچاننے کو آج کل شرکیہ عقیدہ کہتے ہیں اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شرک کہتے ہیں۔ جب حضرت شیخ رحمہ اللہ ان کے عقائد کی وجہ سے غیر مقلدین کے نزدیک مشرک ہیں پھر عوام کو دھوکا کیوں دیتے ہیں کہ شیخ جیلانی رحمہ اللہ غیر مقلد تھے معاذ اللہ۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی نماز :

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں نماز میں ۱۵-ارکان' ۹ واجبات' ۱۴ سنتیں اور ۲۵ ہیئات (آداب) ہیں۔ رکن کے نہ رہنے سے نماز باطل' ترک واجب سے سجدہ سہو لازم اور سنت اور ہیئت کے ترک سے نماز نہ باطل ہوتی ہے اور نہ سجدہ سہو لازم آتا

ہے (غنیۃ الطالبین ص ۵/ ج ۱) اور فرماتے ہیں نماز کی نیت زبان سے کرنا افضل ہے (ص ۱۰۴/ ج ۱) اور مقتدی کے لئے امام کی تابعداری کی نیت ضروری ہے (ص ۱۰۴/ ج ۲) اور فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو' امام قرات (فاتحہ) پڑھے تم خاموش رہو اور جب امام غیرالمغضوب علیہم والضالین کہے تو آمین کہو (ص ۱۰۵/ ج ۲)

حضرت شیخ رحمہ اللہ یہ دعا مانگا کرتے تھے "اللہ تعالیٰ مجھے اصول اور فروغ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر موت دے اور امام احمد رحمہ اللہ کے مقلدین میں میرا حشر فرمائے (غنیۃ الطالبین ص۱۰۵' ج ۲) حضرت شیخؒ نے نماز کی جو ۲۵ ہیئات بیان فرمائی ہیں وہی مسائل ہیں جن میں شیخ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تقلید کرتے تھے تو گویا غیر مقلدین کے عقیدہ کے مطابق حضرت شیخ کی نماز میں ۲۵ تقلیدی شرک ہیں۔ اس پر بدعات مزید ہیں اور امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی وجہ سے ان کی نماز بھی باطل ہے۔

تین طلاق :

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے کئی امور میں روافض کی یہود سے مشابہت بیان فرمائی ہے' جس میں ایک یہ بات بھی تحریر فرمائی ہے کہ یہود تین طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے یہی حال روافض کا ہے' میں کہتا ہوں غیر مقلدین بھی تین طلاق کے بعد رجوع کرا دیتے ہیں۔

ذریت ابلیس :

حضرت شیخ رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار لعنت فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس کو پھٹکار رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ کے دشمن ابلیس خبیث نے اپنی دم اپنی دبر میں داخل کی اور سات انڈے دیئے۔ ان سے سات بچے پیدا ہوئے جو اولاد آدم کو گمراہ کرنے پر متعین کئے گئے۔ ان میں سے شیطان کا جو بچہ دوسرے انڈے سے پیدا ہوا اس کا نام "حدیث" ہے اور وہ نمازیوں پر مسلط کیا گیا (غنیۃ الطالبین ص ۸۸/ ج۱) حضرات! کھوج آپ کو دکھا دیا گیا آپ اس بچے کو تلاش کریں جس کی زندگی کا ایک ہی مقصد ہے کہ نمازیوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ نمازیوں کو پریشان کرتا ہے کہ تیری نماز غلط ہے "تیری نماز نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ" وہ یقیناً اسی "حدیث" سے تعلق رکھتا ہے بلکہ "حدیث" کا ہی اہل ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل حدیث کے وسوسوں سے بچائیں۔ الغرض غیر مقلدین کے نزدیک جب حضرت پیران پیر معاذ اللہ مشرک اور بدعتی ہیں۔ اور مشرک اور بدعتی کی کوئی عبادت قبول نہیں تو غیر مقلدین لوگوں کو دھوکہ کیوں دیتے ہیں۔ ہم نے اپنے رسالہ "غیر مقلدین کی غیر مسنون نماز" میں ثابت کردیا ہے کہ غیر مقلدین کی نماز نہ قرآن سے ثابت ہے 'نہ حدیث سے' لیکن اس کا جواب آج تک نہیں لکھ سکے۔ کیا آپ حضرات کے نزدیک رفع یدین ہی ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو شخص صاف طور پر رفع یدین کے سنت ہونے کا انکار کرے صرف اپنے امام کی تقلید میں رفع یدین کرے اس کے ساتھ شرک وبدعت کا نہ صرف حامل بلکہ زبردست داعی بھی ہو تو وہ صرف رفع یدین تقلیداً کرنے سے اہلحدیث بن جاتا ہے' تو پھر شیعوں نے کیا قصور کیا؟ وہ تو رفع یدین آپ سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ کیا آپ ان کو اپنے سے بڑے اہل حدیث مانتے ہیں؟ اور کیا واقعتاً امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی تقلید شخصی کرنے والے آپ کے نزدیک آپ کی طرح اہل حدیث ہیں؟ پھر اہل سنت والجماعت احناف کو تقلید کی وجہ سے مشرک اور بدعتی کیوں کہا جاتا ہے؟

امام اعظم رحمہ اللہ

غیروں کی نظر میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں ایک عجیب بات ہے کہ اہل حدیث عموماً نہایت متشدد ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی بات پر سخت سے سخت گیر جھگڑے کے خوگر ہوتے ہیں۔ (داؤد غزنوی ص ۱۸) یہی وہ نفسیات ہے جس پر قرآن پاک نے وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ فرمایا ہے اور وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ (الآیۃ)

(۱)...... مولانا داؤد غزنوی فرماتے ہیں "ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے امت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی' ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لئے جو شخص سوء ظن رکھتا ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کے سوء خاتمہ کا خوف ہے ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت و درایت پر امت کا اجماع ہے۔" (داؤد غزنوی ص ۳۷۳)

(۲)...... ائمہ کرام کا ان (مولانا داؤد غزنوی) کے دل میں انتہائی احترام تھا حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں مولانا محمد اسحٰق ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے

متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ بڑے دردناک لہجہ میں فرمایا مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے ہر شخص ابو حنیفہ "ابو حنیفہ" کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابو حنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارہ میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارہ میں یہ غلط نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ یاغربۃ العلم انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ (داؤد غزنوی / ص ۱۳۷)

(۳)...... حضرت مفتی محمد حسن نے ایک بار مولانا عبد الجبار غزنوی کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا۔ وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا جس میں اہل حدیث حضرات کی اکثریت تھی۔ وہاں عبد العلی نامی ایک مولوی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبد الجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار مولوی عبد العلی نے کہا کہ ابو حنیفہ سے تو میں اچھا ہوں اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبد الجبار کو پہنچی "وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبد العلی) کو مدرسے نکال دو وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبد الجبار غزنوی نے فرمایا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا۔ مفتی محمد حسن راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبد الجبار غزنوی سے سوال کیا حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا۔ فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اس کی

گستاخی کی اطلاع ملی اس وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی کہ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ (حدیث قدسی) جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میری نظر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ولی اللہ تھے۔ جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے اس لئے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا۔ (داؤد غزنوی ص ۱۹۱، ۱۹۲)

(۴)...... نوٹ: اسی طرح امرتسر میں سب سے پہلے عمل بالحدیث شروع کرنے والے حافظ محمد یوسف صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید و حامی بن گئے۔ (اشاعۃ السنۃ ص ۱۴۳ / ج ۲۱)

(۵)...... مولانا محبوب احمد صاحب امرتسری لکھتے ہیں: "جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر و گردو نواح میں جس قدر مرتد عیسائی ہیں یہ پہلے غیر مقلد ہی تھے"۔ (الکتاب المجید ص ۸)

(۶)...... مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے دل میں بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے بارہ میں ایک دفعہ کچھ غبار آگیا تھا" خود لکھتے ہیں: (میں نے) حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آگیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا۔ گویا ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کا نظارہ ہو گیا۔ معاً خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو میں نے کلمات دہرانے شروع کئے وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کی بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی اور میں ان شخصوں سے جن کو

حضرت امام صاحب رحمہ اللہ سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور آپ کی مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے کرتا ہے۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى۔ میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ هٰذَا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الهداية خاتمة الكلام۔ اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگان دین سے خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسن ظن رکھیں اور گستاخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہاں میں موجب خسران و نقصان ہے۔ نسئل الله الكريم حسن الظن والتادب مع الصالحين ونعوذ بالله العظيم من سوء الظن بهم فانه عرق الرفض و الخروج و علامة المنافقين ولنعم ما قيل۔

از خدا خواہیم توفیق ادب : بے ادب محروم شد از لطف رب

(تاریخ اہل حدیث ص ۹۷)

(۷)...... مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا: مولانا ثناء اللہ مرحوم امرتسری نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں، میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا اختلاف مذاق و مشرب کے سبب سے احناف سے میری گفتگو رہتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا تھا کہ تم اہل حدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے چھوٹا رافضی جانتے ہیں' علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم معیار الحق میں امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

امامنا و سیدنا ابو حنیفة النعمان افاض الله عليه شآبيب العفو والغفران۔ تحریر فرماتے ہیں: ان (امام صاحب) کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے۔ ان کے فضائل میں آیت کریمہ ان اکرمکم عند الله اتقاكم زینت بخش مراتب ان کے لئے ہیں۔ (حاشیہ تاریخ اہل حدیث ص ۱۴۰)

(۸)...... مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں' ہرچند کہ میں تہی گنہگار ہوں' لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابو عبداللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم محدث وزیر آبادی کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے درجے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگان دین خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۹۷)

(۹)...... مولانا محمد ابراہیم صاحب حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں: "آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے' اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا" (تاریخ اہل حدیث ص ۴۲۸)

(۱۰)...... نعیم بن حماد خزاعی امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہیں۔ یہ وضع کتبا فی الرد علی الحنفیة جس نے حنفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں۔ یہ شخص امام صاحب کے حسد میں یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ جھوٹی حدیثیں بھی گھڑ لیا کرتا تھا اور امام صاحب کی عیب گوئی میں جھوٹی حکایتیں بھی گھڑ لیتا جو سب کی سب جھوٹ ہیں۔ (میزان الاعتدال ص ۲۶۸ ج ۴' تہذیب التہذیب ص ۴۶۳ ج ۱۰' نہایۃ السؤل فی رواۃ الستة الاصول بحوالہ تاریخ اہل حدیث ص ۷۰' داؤد غزنوی ص ۱۳۷-۱۳۸) مولانا سیالکوٹی نے مکمل بحث کے بعد لکھا

ہے خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں جن کو حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر "البدایہ" میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں" آپ کے حق میں لکھتے ہیں : احد ائمة الاسلام والسادة الاعلام واحد ارکان العلماء واحد الائمة الاربعة اصحاب المذاهب المتبوعة الخ۔ نیز امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (ابو حنیفہ رحمہ اللہ) ثقہ تھے" اہل الصدق سے تھے "کذب سے متہم نہ تھے نیز عبداللہ بن داؤد الخریبی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے کہا لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابو حنیفہ کے لئے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔ (البدایہ ص ۱۰۷، تاریخ اہل حدیث) یہ شخص (نعیم بن حماد) گرفتار ہوا اور وہیں فوت ہوا فجر بانقیادہ (جکڑیوں سمیت) فالقی فی حفرة ولم یکفن ولم یصل علیه فعل ذالك به صاحب ابن ابی داؤد (تاریخ بغداد ص ۳۱۳)

دیکھئے گستاخ امام "نماز جنازہ اور کفن اور قبر تک سے محروم رہا۔

(۱۱)...... عالم باعمل فاضل اکمل حضرت مولانا سید تجمل حسین رحمہ اللہ بہاری لکھتے ہیں: ایک غیر مقلد مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی تک مکرمہ گئے اور حضرت قبلہ عالم مولانا سید شاہ محمد علی صاحب رحمہ اللہ مونگیری بھی وہیں تھے مولانا محمد ابراہیم صاحب نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس خواب میں میری حاضری ہوئی اور مجلس مبارک میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم ان یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بدظنی ہو قصور معاف کراؤ۔ میں نے امام

اعظم کے قدموں پر گر کر معاف کرایا (کمالات ص ۱۷)

(۱۲)...... ایک غیر مقلد طالب علم مدرسہ دیوبند میں پڑھتا تھا۔ اس نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی کی۔ اس پر اور طالب علموں نے اسے پیٹ ڈالا۔ اس واقعہ کی مولانا نذیر حسین سے شکایت بھی کی حضرت والا نے فرمایا کہ اس نے امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے تھے" اس پر طلباء کو غصہ آگیا یہ سن کر مولوی صاحب نے فرمایا کہ واقعی یہ اس کی بڑی بے جا حرکت تھی۔ (داؤد غزنوی ص ۳۸۰)

(۱۳)...... آرہ میں بیٹھے ہوئے ایک غیر مقلد نے دوران گفتگو حضرت ابن امام رحمہ اللہ کی کچھ تنقیص کی۔ مولانا نذیر حسین صاحب نے اسے ڈانٹا کہ یہ بڑے لوگ تھے ہمارا منہ نہیں کہ ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں (داؤد غزنوی ص ۳۸۰) الناس فی ابی حنیفة حاسد او جاهل یعنی حضرت امام ابو حنیفہ کے حق میں بری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔ (داؤد غزنوی ص ۳۷۸)

نماز میں قرأت کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ گرمی کا موسم تھا۔ صبح کا وقت اور ہفتہ کا دن' میں درس کو جانے کے لئے گھر سے نکلا تو باہر دروازے پر ایک نوجوان کھڑا تھا اس نے بڑے ادب سے مجھے سلام کیا اور میرا نام پوچھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ اس نے کہا میں بہت پریشان ہوں۔ آپ تھوڑا سا وقت نکال کر میری فریاد ضرور سن لیں۔ میں اسے درسگاہ میں ساتھ لے آیا۔ اس نے اپنی کہانی یوں شروع کی کہ میں بہت ہی بدقسمت اور گنہ گار ہوں۔ میں ایک ایسے کالج میں پڑھتا ہوں جو غیر مسلموں کا ہے۔ اس میں ہم صرف چھ مسلمان نوجوان ہیں۔ ان میں سے ایک تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی دعوت پر ہم بھی تبلیغ کے کام میں لگ گئے اور خداوند قدوس کے فضل و کرم سے نماز کی عادت ہو گئی۔ پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہر کام چھوڑ کر نماز باجماعت ادا کریں بلکہ تکبیر اولیٰ میں شمولیت کا اہتمام کریں۔ اپنے بہن بھائیوں کو بھی اور محلے کے دوستوں کو بھی دعوت دی جو ماشاء اللہ کافی کامیاب رہی اور انہوں نے نماز شروع کر دی۔ میں گزشتہ نمازیں بھی ساتھ ساتھ قضا کر رہا ہوں اور ساتھ ساتھ اللہ سے رو رو کر توبہ بھی کرتا ہوں گزشتہ کوتاہیوں کی معافی بھی مانگتا ہوں اور اس گفتگو میں بھی اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں اس کے انداز سے بہت متاثر ہو رہا تھا اور دل و زبان سے دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی عبادت کا ایسا ہی جذبہ عطا فرمائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

بات کو جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا پرسوں جمعرات کو ہم بس کے ذریعے تبلیغی مرکز جا رہے تھے کہ بس میں کچھ پرانے دوستوں سے ملاقات ہو گئی جو ہمارے میٹرک کے ساتھی تھے۔ علیک سلیک کے بعد انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا تبلیغی مرکز۔۔۔۔ ہم نے کہا آیئے آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ وہ کہنے لگے کہ تمہاری تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ ہم نے کہا کیوں؟ اس نے پوچھا کہ کیا تم امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے جیب سے کاغذ قلم نکالا اور اس پر یہ لکھا کہ "تمہارا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے" اور مجھے کہا اس پر دستخط کر دو' میں نے دستخط کر دیئے اس نے کہا کہ تم ایک حدیث لاؤ گے جس کا معنی ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے اور میں وہ حدیث لاؤں گا جس کا معنی ہو گا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی' ہم مرکز چلے گئے۔ یہاں سنا اس کے بعد ایک دو بزرگوں کو وہ کاغذ دکھایا کہ اس تحریر کے مطابق ایک حدیث لکھ دیں۔ انہوں نے آپ کا نام بتایا کہ ان سے جا کر یہ مسئلہ سمجھ لینا۔ کل جمعہ کے وقت بھی میں حاضر ہوا تھا مگر آپ کسی اور جگہ جمعہ پڑھانے گئے ہوئے تھے۔ میں جمعہ پڑھ کر جب گھر پہنچا تو وہ ساتھی دو تین مولوی صاحبان کو لے کر میری بیٹھک میں براجمان تھے۔ میں بیٹھ گیا۔ ایک مولوی صاحب نے بغیر کسی سلام کلام کے بڑی رعب دار آواز میں کہا کہ اگر کوئی حنفی ایک صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث دکھا دے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہو تو میں فاتحہ کے ایک ایک حرف پر دس دس روپے رکھ کر انعام دوں گا۔ یہ ہزاروں روپے بن جائیں گے۔ دوسرے مولوی صاحب نے کہا پہلے تم بالکل نماز نہیں پڑھتے تھے اور بے نماز تھے اب نماز پڑھنے لگے ہو مگر اب بھی تم اسی طرح بے نماز ہو۔ تمہاری نماز باطل اور بے کار ہے' خدا تعالیٰ کے ہاں بالکل قبول نہیں ہے اور صرف نماز ہی نہیں تمہارا اسلام ہی مشکوک ہے۔ ہم اور آپ دونوں اگرچہ کلمہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتے ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ جس کا کلمہ پڑھو' بات بھی اسی کی مانو اور تم کہتے ہو کہ ہم کلمہ نبی کا پڑھیں گے اور بات ابو حنیفہ کی

مانیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بہت نیک آدمی تھے مگر وہ علم حدیث میں بہت کمزور تھے۔ اس لئے قیاس سے مسئلے بتاتے تھے۔ لیکن ساتھ یہ بھی فرماتے رہتے تھے کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا قیاس دیوار پر دے مارنا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہ حدیث ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو نہیں ملی تو انہوں نے اپنے قیاس سے کہہ دیا کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھا کرو۔ اب جب یہ صحیح حدیث ہمیں مل گئی ہے تو اس پر عمل کرنے سے اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی راضی ہوں گے بلکہ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی' اور اگر اس حدیث پر عمل نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ نبی پاک ﷺ ناراض ہوں گے بلکہ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ناراض ہوں گے کیونکہ وہ فرما گئے تھے کہ میرا قول چھوڑ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرنا۔ اب حنفیوں کا حال وہی ہے کہ :

نہ خدا ہی ملا ' نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے ' نہ ادھر کے رہے

تمہاری زندگی بھر کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوئی۔ تمہاری نماز سے خدا بھی ناراض ہے' خدا کا رسول بھی ناراض ہے اور امام ابو حنیفہ بھی ناراض ہے۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے توبہ کرلو۔ وہ نوجوان سنا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کیا واقعتاً میں نماز پڑھنے کے باوجود بے نماز ہی ہوں؟ کیا واقعتاً میری نماز سے اللہ اور رسول ﷺ ناراض ہوجاتے ہیں؟ کیا میری ساری نمازیں برباد ہو گئیں؟ یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگا اور کہہ رہا تھا کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کی اکثریت واقعی بے نماز ہے۔ میری نمازوں کا کیا ہوگا؟ خدارا مجھے یہ مسئلہ سمجھا دیجئے۔ میں نے اسے تسلی دی کہ یہ مسئلہ اتنا مشکل نہیں جتنا آپ کو پریشان کر دیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسئلہ صرف کسی ایک سورت کا نہیں بلکہ پورے قرآن کا ہے۔ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دین کو کامل کر گئے ہیں

اس لئے پورے قرآن کا مسئلہ سمجھا کر گئے ہیں۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے دو ہی طریقے ہیں : (۱) یا آپ اکیلے نماز پڑھیں گے جیسے نفل سنتیں وغیرہ۔ (۲) یا آپ جماعت نماز پڑھیں گے جیسے فرائض پنجگانہ' جمعہ' عیدین وغیرہ۔ تیسرا اور کوئی طریقہ نہیں۔

اکیلے نمازی کا طریقہ :

شروع اسلام میں تہجد کی نماز بھی فرض تھی۔ لوگ گھروں میں بغیر جماعت کے اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث کے مطابق ایک سال فرض رہی اس کے بعد اس کی فرضیت منسوخ کر دی گئی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا۔ فاقرؤا ما تیسر من القرآن (المزمل:۲۰) اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے۔ اس آیت کریمہ میں پورے قرآن کا مسئلہ ہے۔ جس طرح پانی کے ہر قطرے کو پانی کہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک کی ہر آیت کو قرآن کہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ نماز میں مطلق قرات فرض ہے اور اس آیت کریمہ میں کوئی اجمال بھی نہیں۔ کہیں جلسہ ہو اور آپ قاری صاحب سے کہیں کہ کچھ تلاوت کردیں' تو وہ پوچھے کہاں سے؟ آپ کہیں' جہاں سے آپ آسانی سے پڑھ سکیں۔ اب قاری صاحب جہاں سے بھی تلاوت کریں گے آپ کا مقصد پورا ہوگیا۔ اب دیکھئے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے نمازی کو کیا طریقہ بتایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص نے آکر نماز پڑھی' پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: لوٹ کر نماز پڑھو۔ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ نماز پڑھ کر پھر حاضر ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوٹ کر نماز پڑھو' تم نے نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسے ہی فرمایا۔

اس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس سے بہتر طریقہ پر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ آپ مجھے سکھاویں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو' پھر "تمہیں قرآن پاک میں سے جو آسان ہو پڑھو" پھر رکوع کرو یہاں تک کہ جب تمہیں رکوع کی حالت میں اطمینان ہو جائے تو اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تمہیں سجدہ کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر (سجدہ سے) اٹھو یہاں تک کہ تمہیں بیٹھے ہوئے اطمینان ہو جائے پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تمہیں سجدہ کی حالت میں اطمینان ہو جائے پھر نماز میں اسی طرح کرو۔

رسول اقدس ﷺ نے اکیلے نمازی کو جس طرح تکبیر کہنے رکوع اور سجدہ کرنے کا حکم دیا' اسی طرح قرات کا حکم بھی دیا۔ اس واقعہ کو حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ جب تم قبلہ کی طرف منہ کر لو تو تکبیر کہو پھر سورت فاتحہ پڑھو۔ پھر (قرآن پاک میں سے) جو چاہو پڑھو (مسند احمد ص ۳۴۰/ ج ۴' حضرت ابو سعید خدری" نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ سورۃ فاتحہ اور جو (قرآن میں ہے) آسان ہو پڑھیں (مسند امام اعظم ص ۵۸' ابوداؤد ص ۱۱۸' مسند احمد ص ۳۰/ ج ۳' ابن حبان ص ۱۳۰/ ج ۳' مسند ابی یعلی ص ۳۱۷/ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں مدینہ شریف میں منادی کردوں کہ قرآن پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اگرچہ سورت فاتحہ اور کچھ اس سے زیادہ ہو۔ (مسند امام اعظم ص ۵۸' ابوداؤد ص ۱۱۸/ ج ۱' کتاب القراءۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔ مگر جو نماز امام کے پیچھے پڑھی جائے (کتاب القراءۃ ص ۱۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جس نے سورت فاتحہ اور اس سے کچھ زائد قرآن نہ پڑھا۔ اس کے راوی امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اکیلے نمازی کے لئے ہے (ابوداؤد ص ۱۱۹' ج ۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اکیلے نمازی کے لئے ہے (ترمذی ص ۵۸ ج ۱) یہ اکیلے نماز پڑھنے کا طریقہ ہے اور ثابت ہوا کہ نماز میں مطلق قرات فرض ہے اور سورت واجب معین ہے اور سورت فاتحہ سے کچھ زائد قرآن پڑھنا واجب مخیر ہے۔

نماز باجماعت کا طریقہ :

علامہ سیوطی رحمہ اللہ "الاتقان" میں لکھتے ہیں کہ "سورت مزمل تیسرے نمبر پر نازل ہوئی۔ سورت فاتحہ ساتویں نمبر پر اور سورت الاعراف انتالیسویں (۳۹) نمبر پر۔ اس میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز باجماعت سکھانے کے لئے باقاعدہ) خطبہ دیا پس ہمارے لئے طریقہ کار واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز (باجماعت) سکھائی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم (باجماعت) نماز شروع کرو تو صفیں خوب اچھی طرح سیدھی کر لیا کرو' پھر تم میں سے ایک شخص امام بنے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو (اور بروایت جریر عن سلیمان عن قتادہ اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اور جب وہ قرات شروع کرے تو تم خاموش ہو جاؤ اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ

تم سے محبت کریں گے پھر جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو (الحدیث) امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر سب محدثین رحمہ اللہ کا اجماع ہے۔ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۲) اور بھی میرے نزدیک صحیح ہے۔ (صحیح مسلم ص ۱۷۴ ج ۱) اس نماز باجماعت کے طریقہ میں تکبیر، رکوع، سجود وغیرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اور مقتدی کا اشتراک ذکر فرمایا لیکن قرات میں اشتراک کے برعکس تقسیم بیان فرمائی کہ امام قرات کرے گا اور مقتدی "انصات" یعنی خاموش رہیں گے اور حضرت جابر بن عبداللہ " سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرات اس کے لئے قرات ہے۔ (مسند امام اعظم ص ۶۱ موطا امام محمد ص ۹۶ مسند احمد ص ۳۳۹ ج ۳)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی کی نماز بغیر قرات کے نہیں ہوتی بلکہ امام کی قرات سب مقتدیوں کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے۔

مثال :

جس طرح یہ بات مسلم ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے کسی کو خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے یا کوئی شخص جمعہ کی جماعت میں ہی آکر شریک ہو جس نے خطیب کا خطبہ سنا نہ خطیب کو خطبہ پڑھتے دیکھا اس کی طرف سے بھی خطبہ ہو گیا۔ کوئی مقتدی یہ نہیں کہتا کہ میں نے بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھا ہے۔ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے خطبہ والا جمعہ پڑھا ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ ہے کہ بغیر قرات کے نماز نہیں ہوتی مگر نماز باجماعت میں امام کی قرات (فاتحہ و سورت) سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے کسی امام کی قرات کی آواز سنائی دے یا نہ دے بلکہ جو مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو گیا جس نے نہ امام کی قرات سنی نہ خود پڑھی ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ اس کی رکعت بھی شمار ہو گئی۔ کوئی

مقتدی یہ نہیں کہتا کہ میں بغیر قرات (فاتحہ و سورت) کے نماز پڑھ کر آیا ہوں بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ ہم نے قرات والی نماز پڑھی ہے۔ اسی طرح موذن کی ایک اذان پورے محلے کے لئے کافی ہے۔ موذن کے علاوہ محلے کی سب مرد عورتیں کبھی یہ نہیں کہتے کہ ہم نے بغیر اذان کے خلاف سنت نماز ادا کی ہے۔ بلکہ یہی کہتے ہیں کہ موذن کی ایک اذان پورے محلے کے لئے کافی ہے جس طرح ایک اقامت پوری جماعت سے کافی ہے اس کے لئے بھی جو اقامت کے وقت شریک جماعت نہ تھا بعد میں شریک جماعت ہوا۔ ایک سترہ جو امام کے آگے ہے سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ ایک خطبہ سب شرکاء جمعہ کے لئے کافی ہے اگرچہ بعض شرکاء خطبہ کے وقت موجود بھی نہ ہوں۔ اب وہ نوجوان بہت خوش تھا اور کہتا تھا کہ مجھے مسئلہ سمجھ آگیا ہے۔ میں نے کہا اس نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔ اس کا جواب بھی اس طرح دینا ہے۔ اب تم اس سے پوچھنا کہ جب جمعہ میں تمہارا خطیب خطبہ پڑھتا ہے کیا تم خود الگ اپنا خطبہ پڑھتے ہو؟ وہ کہے گا نہیں۔ تم خود کاغذ پر لکھ لینا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ بالکل صحیح ہے اور اس سے دستخط کروا لینا اور کہنا کہ اب میں ایسی حدیث لاؤں گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے اور یہ کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ اور تم ایسی حدیث لاؤ گے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ بالکل صحیح ہو جاتا ہے۔ اب تو اس نوجوان کے چہرے پر خوشی اور آنکھوں میں چمک تھی۔ وہ باتوں کو بار بار دہرا کر یاد کر رہا تھا اور کہتا تھا مجھے ذرا دوسرا سبق کرا دیں۔ میں انشاء اللہ کتنے نوجوانوں کے وساوس دور کروں گا۔ میں نے کہا اب اس مولوی صاحب کے پاس بھی جانا جس نے کہا تھا کہ امام کے پیچھے فاتحہ کے منع کا لفظ دکھاؤ تو میں سورت فاتحہ کے ایک ایک لفظ پر دس دس روپے رکھ کر انعام دوں گا تو ان سے پوچھنا کہ تراویح میں امام صاحب جب سورۃ البقرہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ مقتدی کو البقرہ پڑھنا منع ہے؟ وہ کہے گا ہاں منع ہے تو اس سے کہنا کہ اگر تم ایک

صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث دکھا دو کہ نماز تراویح یا جمعہ، عیدین، پنجگانہ نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ البقرہ پڑھنا منع ہے تو البقرہ کا لفظ دکھانے پر سورۃ البقرہ کے ایک ایک لفظ پر سو سو روپیہ رکھ کر انعام دوں گا۔ یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ جب قرات قرآن کے وقت خاموش رہنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دیا تو امام سورت یسین پڑھے یا سورۃ الاحزاب خواہ سورۃ آل عمران پڑھے یا فاتحہ مقتدی خاموش رہے گا۔

اور دوسرے مولوی صاحب کے پاس جانا اور اس سے مسئلہ پوچھنا کہ حائضہ کو سورت فاتحہ کی قرات جائز ہے یا منع ہے اور جنبی مرد یا عورت جس پر غسل فرض ہے اس کے لئے سورت فاتحہ کی قرات جائز ہے یا منع۔ وہ کہے گا منع ہے تو پوچھنا کہ کس حدیث کی بنا پر؟ وہ آپ کو حدیث سنائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حائضہ اور جنبی قرآن پاک سے کچھ نہ پڑھیں۔ تو اس سے کہیں کہ میں نے تو فاتحہ کا مسئلہ پوچھا ہے۔ اس حدیث میں تو قرآن کا ذکر ہے۔ اگر ایک صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح حدیث دکھا دو کہ آنحضرت ﷺ نے خاص فاتحہ کا لفظ بیان فرما کر حائضہ اور جنبی کو فاتحہ پڑھنے سے منع فرمایا ہو تو میں آپ کو دس لاکھ روپیہ انعام دوں گا۔ پھر تیسرے مولوی صاحب کے پاس جانا اور کہنا کہ مولوی صاحب آپ نے فرمایا تھا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو یہ حدیث نہیں ملی تھی کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس لئے انہوں نے فرمایا تھا کہ میں قیاس سے مسئلہ بتا رہا ہوں۔ جب صحیح حدیث مل جائے تو اس پر عمل کر لینا اس کا ثبوت پیش کریں۔ ہم نے تو دیکھا کہ مسند امام اعظم میں امام صاحب رحمہ اللہ نے تین احادیث روایت فرمائی ہیں ایک حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی جب تک اس میں فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور قرآن نہ پڑھا جائے" دوسری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مجھے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مدینہ میں منادی کر دوں کہ نماز قرات

کے بغیر نہیں ہوتی، خواہ فاتحہ ہو یا زیادہ قرآن ہو۔ اور تیسری یہ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قرات اس کے لئے بھی قرات ہے۔ اور ان ہی احادیث کے مطابق امام صاحب رحمہ اللہ نے ہمیں مسئلہ سمجھا دیا۔ آپ نے امام صاحب رحمہ اللہ کے بارہ میں غلط بیانی فرمائی ہے اور ان سے یہ کہنا کہ ہمارا دین کامل ہے ہمیں پورے قرآن کا مسئلہ سمجھا دیں۔ آپ بھی قرآن پاک کی وہ آیتیں دکھائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ امام کے پیچھے قرآن پاک کی ۱۱۳ سورتیں پڑھنی منع اور حرام ہیں اور صرف ایک سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر نماز باطل ہے اور بیکار ہے اگر نہ دکھا سکو تو یہ تسلیم کرنے پر کہ قرآن پاک اس مسئلہ میں تمہارے سر پر ہاتھ نہیں رکھتا۔ تو بخاری سے ہی اس مضمون کی حدیث دکھا دیں۔

وہ نوجوان بہت خوش خوش اٹھ کر چلا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ چند نوجوانوں کو ساتھ لے کر آیا کہ ان کو میں نے مسئلہ خوب سمجھا دیا ہے اور اس نے بتایا کہ میں نے اس نوجوان سے کہا کہ آپ خود خطبہ نہیں پڑھتے تو کہہ دیں کہ بغیر خطبہ کے جمعہ باطل درست ہے اور اس کی حدیث بھی دیں تو وہ گالی گلوچ پر اتر آیا۔ پہلے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ سورۃ البقرہ کا لفظ دکھائیں کہ امام کے پیچھے منع ہے اور انعام لیں تو وہ بھی حدیث دکھانے کی بجائے کہنے لگا تو دین میں شرارتیں کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ شرارت ہے تو آپ نے ہی اس کی ابتداء کی ہے۔

دوسرے مولوی صاحب سے حائضہ اور جنبی کے لئے فاتحہ منع ہے کا مطالبہ کیا تو اس نے بھی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ تیسرے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے ہمارے امام پر جھوٹ بولا تھا۔ اب امام صاحب رحمہ اللہ نے قیاس نہیں بلکہ جو احادیث بیان فرمائیں ہیں ان کو مان لو" تو بجائے احادیث کو ماننے کے امام صاحب رحمہ اللہ کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا مولانا! ایک عجیب بات میں نے

یہ دیکھی کہ جس غیر مقلد کے سامنے قرآن کی آیت واذا قرئ القرآن پڑھتا ہوں تو وہ کہتا ہے یہ کافروں کے لئے نازل ہوئی ہے "ہم کیوں اس پر عمل کریں اور جب احادیث سناتا ہوں تو کہتے ہیں یہ ساری احادیث ضعیف ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دکھادیں کہ یہ آیت کافروں کے لئے ہے مسلمانوں کے لئے نہیں میں نے غلطی سے مسلمان نمازیوں کو قرات کے وقت خاموشی کا حکم دے دیا تھا۔ اس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں جب حدیث پڑھتا تھا کہ امام کی قرات مقتدی کے لئے قرات ہے" تو اس حدیث کا مذاق قیاس سے اڑاتے تھے کہ پھر امام کا رکوع اور سجدہ بھی مقتدیوں کے لئے ہونا چاہئے۔ میں نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ امام سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔ کیا آپ کوئی حدیث دکھا سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا رکوع اور سجدہ بھی مقتدی کے لئے کافی ہوتا ہے۔ پھر تم خطبہ کا جمعہ خود نہیں پڑھتے اور جمعہ کی رکعتیں بھی نہ پڑھا کرو امام کی پڑھی ہوئی کافی ہو جائیں گی۔ الغرض اس نوجوان نے کہا میں اللہ کے فضل و کرم سے مطمئن ہوں کہ مسلک اہل سنت والجماعت حنفی کتاب وسنت کا ترجمان ہے اور دوسروں کو بھی یہی بات سمجھاتا ہوں۔

انگلینڈ سے آمدہ چند سوالوں کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

برادران اسلام! انگلینڈ سے بعض احباب نے چند سوالات ارسال فرمائے ان کے جوابات عرض ہیں۔ چونکہ ان سوالات کا تعلق مجتہد، مقلد اور غیر مقلد سے ہے اس لئے پہلے اجتہاد، مجتہد، مقلد اور غیر مقلد کا مطلب سمجھ لینا چاہئے۔

مسائل اجتہادیہ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب رسول اقدس ﷺ نے یمن بھیجا تو اسلامی منشور پر گفتگو ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا اے معاذ! مسائل کا فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کتاب اللہ شریف سے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا اگر کتاب اللہ شریف میں تو نے وہ مسئلہ نہ پایا تو؟ عرض کیا پھر آپ کی مبارک سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر سنت میں بھی تو نے وہ مسئلہ نہ پایا تو؟ عرض کیا پھر میں اجتہاد کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ایسا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ کا رسول راضی ہو گیا (ابوداؤد، ترمذی) ابن قیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح بلکہ مشہور فرمایا ہے۔ اس حدیث پاک سے کئی باتیں معلوم ہوئیں (۱) مجتہد اس وقت اجتہاد کرتا ہے

جب وہ مسئلہ کو صراحتاً کتاب و سنت میں نہ پائے۔ اگر مسئلہ کتاب و سنت میں صراحتاً منصوص ہے تو وہاں مجتہد اجتہاد نہیں کرے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مجتہد قرآن و حدیث کے خلاف اجتہاد کرتا ہے وہ نہ صرف اس حدیث کے منکر ہیں بلکہ صحابہؓ و مابعد کے مجتہدین کے اجماع کے مخالف ہیں۔ عموماً اجتہادی مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) بالکل غیر منصوص مسائل مثلاً کسی کو ریاح خارج ہونے کا یا پیشاب کے قطرے ہر وقت پڑنے کا عارضہ ہو یا نکسیر ایسی جاری ہو جائے کہ چار رکعت نماز پڑھنے کی بھی مہلت نہیں ملتی یا کوئی ناسور رستا رہتا ہے تو ان چاروں مسائل کا حکم صاف الفاظ میں قرآن و حدیث میں نہیں' اس لئے مجتہد نے ان مریضوں کو مستحاضہ پر قیاس کر لیا جس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ (۲) وہ مسئلہ بظاہر تو منصوص ہو مگر نصوص میں تعارض ہو اور اس تعارض کے حل کے لئے خدا یا رسول ﷺ کا کوئی فیصلہ نہ ہو۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ قبروں کی زیارت سے منع فرماتے' دوسری میں ہے کہ اجازت دیتے۔ ان دونوں میں بظاہر تعارض ہے' مگر آپؐ نے یہ فرما کر کہ پہلے میں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب اجازت دیتا ہوں اس تعارض کو رفع فرما دیا۔ پہلے اور پچھلے حکم کی خود صراحت فرما دی تو یہاں کسی اجتہاد کی ضرورت نہ رہی۔ لیکن بہت سے مسائل احادیث میں ایسے موجود ہیں کہ ان احادیث میں بظاہر تعارض ہے مگر خود رسول اکرم ﷺ نے اس تعارض کے بارہ میں کچھ ارشاد نہیں فرمایا تو یہاں مجتہد کا ہی فیصلہ لیا جائے گا۔ مجتہد نے رفتار تشریع سے قاعدہ استخراج کیا کہ ابتدائے اسلام میں سب کچھ مباح تھا' بعد میں بہت سی چیزوں کو حرام قرار دے دیا گیا۔ پہلے نماز میں سلام' کلام تک مباح تھا پھر اس کو حرام قرار دے دیا۔ اس سے یہ قاعدہ سامنے آیا کہ اگر دو احادیث ایسی مل جائیں جن میں سے ایک حدیث میں ایک کام مباح ہو دوسری میں حرام ہو تو اباحت والی حدیث کو پہلے زمانے کی سمجھا جائے گا اور حرمت والی حدیث کو بعد کے زمانے کی مانا جائے گا۔ مثلاً ایک حدیث میں امام کے پیچھے قرات کرنے کا ذکر ہو' دوسری

میں ترک قرات کا' تو قرات ہونٹ اور زبان کی حرکت کو کہتے ہیں اور انصات و خاموشی زبان اور ہونٹ کے سکون کو کہتے ہیں تو قرات والی احادیث کو پہلے زمانہ کی اور خاموشی والی احادیث کو بعد کے زمانہ کی قرار دیا جائے گا۔ اسی طرح رکوع' سجود بلکہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کی احادیث بھی حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی تکبیر کے ترک رفع یدین کی احادیث آخری مانی جائیں گی اسی طرح آمین بالجہر حرکت ہے اور آہستہ آمین کہنا سکون ہے اس کو اجتہاد کہتے ہیں مجتہد نے اجتہاد سے آخری زمانہ کی حدیث کا پتہ چلا لیا اور مقلد نے مجتہد کی رہنمائی میں اس آخری زمانہ کی حدیث پر عمل شروع کر دیا۔ (۳) یا اجتہاد کی ضرورت حدود شرعیہ کے لئے ہوتی ہے کہ کونسی چیز فرض ہے جس کے رہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے' کون سی واجب ہے جس کے رہ جانے سے سجدہ سہو وغیرہ لازم ہوتا ہے۔ جو شخص قواعد شرعیہ کا استنباط کر کے نئے پیش آمدہ مسائل کا حل کتاب و سنت سے نکال سکے اس کو مجتہد کہتے ہیں۔ قرآن میں کبھی ان کو اہل استنباط' کبھی فقہاء اور کبھی اہل ذکر کہا گیا ہے اور ان کو حکم دیا گیا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اے اصحاب بصیرت قیاس کرو اس لئے ان پر اجتہاد کرنا واجب ہے۔

مقلد :

جو شخص خود اجتہاد کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس پر تقلید واجب ہے کہ وہ فقہاء سے پوچھ کر عمل کر لے۔ صحابہؓ' تابعین رحمہم اللہ میں یہ دو ہی قسم کے لوگ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ ایک ہی مرتبہ میں نہ تھے ان میں سے بعض مجتہد تھے اور بعض مقلد کیونکہ قرآن پاک میں بعض کو اہل استنباط (مجتہد) قرار دیا ہے اور دوسروں کو ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے اسی کو تقلید کہتے ہیں۔

غیر مقلد :

جو شخص نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ ہی کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہو اسے غیر مقلد کہتے ہیں۔ صحابہ ؓ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ محدثین رحمہم اللہ میں سے ایک بھی شخص غیر مقلد نہ تھا۔ جس کے بارہ میں صرف ایک حوالہ جو مستند ہو اور صاف اور صریح ہو کہ فلاں صحابی یا فلاں محدث نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے اور نہ ہی مجتہد کی تقلید کرتے تھے بلکہ غیر مقلد تھے ایسا صاف اور صریح حوالہ قیامت تک پیش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ فرقہ نہ مکہ میں پیدا ہوا اور نہ مدینہ میں اور نہ ہی عرب کے کسی اور شہر میں۔ یہ فرقہ انگریز کے دور حکومت میں پیدا ہوا اور یہیں سے دوسرے ملکوں میں گیا۔ جب اجتہاد، مجتہد، مقلد اور غیر مقلد کا معنی ذہن نشین ہو گیا تو اب مسئلہ بھی سمجھ لو کہ اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد کرنا واجب ہے، غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر (سزا) واجب ہے۔

سوال نمبر ۱ :

جو لوگ علمی طور پر مجتہد نہ ہوں اور کسی مجتہد کے مقلد بھی نہ ہوں اور وہ کتب حدیث کے اردو تراجم کے مطالعہ کو تحقیق سمجھتے ہوں کیا انہیں اپنی اس ناقص تحقیق پر عمل کرنا جائز ہے یا ان پر ضروری ہے کہ وہ حدیث کے کسی پختہ علم رکھنے والے عالم کی پیروی کریں اور اس پر اعتماد کریں کہ یہ دلیل کے مطابق بتا رہا ہے۔ یہ پیروی بہتر ہے یا بلا علم و فن دعویٰ تحقیق؟

الجواب :

اسلام میں تحقیق کا حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اور صرف مجتہد کو ہے۔ الذین یستنبطونہ منھم۔ اور تحقیق میں تین باتوں کی تحقیق ضروری ہے : (۱) وہ دلیل مثلاً "حدیث" ثابت اور صحیح ہو۔ (۲) اس حدیث سے جو سمجھا گیا ہے وہ ہی مراد رسول ہو، وہ مطلب مراد رسول کے خلاف نہ ہو۔ (۳) اگر اس دلیل کے معارض کوئی اور حدیث ہو تو اس تعارض کو رفع کیا جائے۔ یاد رہے محدثین نے ساری عمر صرف پہلی بات کی تحقیق میں صرف فرمائی ہے۔ مراد رسول کے سمجھنے اور رفع تعارض کو مجتہدین کے حوالے کر دیا ہے البتہ مجتہدین کی تحقیق کامل ہوتی ہے۔ وہ ثبوت، دلالت اور رفع تعارض تینوں کی پوری تحقیق کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کی آخری دو باتوں میں خود محدثین بھی مجتہدین کی ہی تقلید کرتے ہیں۔ چنانچہ محدثین کا ذکر چار ہی قسم کی کتابوں میں ملتا ہے طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ۔ طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب محدثین کے حالات میں آج تک کسی مسلمہ مورخ و محدث نے نہیں لکھی۔ جب صحابہ ؓ، تابعین، محدثین، مفسرین سب نے مجتہدین کی تحقیق پر اعتماد کیا، ان میں سے اکثر کی مادری زبان بھی عربی تھی لیکن پھر بھی مجتہدین کے مقلد رہے تو آج کسی شخص کا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اپنی ناقص عقل و فہم اور ناقص علم پر اعتماد کرنا اور اس کو تحقیق کا نام دینا ہرگز درست نہیں ہے۔ یہ صحابہ کرام ؓ سے لے کر آج تک کے امت کے متواتر تعامل کے خلاف ہے اور کتاب و سنت کے بھی خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر تم خود نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں سے پوچھ کر عمل کرو۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ سارے اہل یمن کی مادری زبان عربی ہے اس لئے وہ سب اجتہاد کر لیا کریں۔ بلکہ تمام اہل یمن حضرت معاذ ؓ کی ہی تقلید شخصی کرتے تھے۔ جاہل آدمی کی بات کو تحقیق کہنا بھی رسول پاک ﷺ کی مخالفت ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی کام نااہل کے سپرد کیا جائے تو سمجھو قیامت ٹوٹ پڑی او کما قال (بخاری) ان جاہل لوگوں نے ہی آج کل دین میں قیامت کے فتنے بپا کر رکھے ہیں اس لئے غیر مقلد پر اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید واجب ہے۔

سوال نمبر ۲ :

جو لوگ کتب حدیث و تفسیر کے اردو تراجم کے مطالعہ سے مرزائی ہو چکے ہیں انہیں اس ناقص تحقیق پر قیامت کے دن کوئی رعایت ملے گی یا نہیں؟ کیا انہیں اپنی اس درجہ کی تحقیق پر بھروسہ کرکے اپنا عقیدہ بنانا جائز تھا یا نہیں؟ یا انہیں کسی پختہ عالم کی پیروی کرنی چاہئے تھی آزادروی سے بچنا چاہئے تھا؟

الجواب :

پہلے گزر چکا ہے کہ نااہل کی بات کو تحقیق نہیں کہتے بلکہ یہ الحاد ہے۔ اگر اس نے اردو تراجم پڑھ کر اپنا عقیدہ ضروریات دین میں سے کسی کے مقابل بنایا تو وہ پکا کافر ہے۔ اگر اردو تراجم پڑھ کر ضروریات اہل سنت میں سے کسی ایک بات سے بھی پھر گیا تو وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اردو تراجم اور خود رائی سے نااہل ہو کر مجتہد سے منازعت کی تو یہ بھی بالکل حرام ہے۔ آپ ﷺ بیعت کے وقت یہ پختہ عہد لیتے تھے ان لا ننازع الامر اهلها۔ تو یہ منازعت قطعاً حرام ہے۔ جو لوگ اکابر سے باغی ہو کر قادیانی یا نیچری یا منکرین حدیث یا منکرین فقہ بن گئے ہیں وہ جس جس درجہ میں باغی ہوئے ہیں ان کو قیامت میں کوئی رعایت نہیں ملے گی ان پر لازم ہے کہ مادر پدر آزادی چھوڑ کر ایسے مجتہد کی تقلید کریں جس کا مجتہد ہونا باجماع امت میں ثابت ہو اور جس کا مذہب اس علاقہ میں درساً و افتاءً و عملاً متواتر ہو۔

سوال نمبر ۳ :

اگر کوئی شخص پختہ علم نہیں رکھتا اور اپنے کمزور علم پر بھروسہ بھی نہیں کرتا کسی پختہ علم والے کی پیروی کر لیتا ہے، عالم دلیل دے تو اس دلیل کی پڑتال اور تحقیق کرنے کی اس میں قابلیت نہیں اب اس شخص کے لئے اہل علم کی تقلید کرنا جائز ہے کہ بدون مطالبہ دلیل ان سے مسئلہ پوچھ کر ان پر عمل کر لیا کرے۔

الجواب :

نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ کتب حدیث مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق "کتاب الآثار" تہذیب الآثار میں صحابہ کرام" اور تابعین" کے ہزارہا فتاویٰ ہیں کہ مجتہد مفتی نے اپنے فتوے کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل بیان نہیں فرمائی صرف مسئلہ کا حکم بلا ذکر دلیل بیان کر دیا اور اس دور کے کروڑوں عوام بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے رہے اسی کا نام تقلید ہے جو خیر القرون میں تواتر کے ساتھ ثابت ہے حالانکہ۔ ان میں لاکھوں آدمی تھے جن کی مادری زبان عربی تھی لیکن وہ بھی مقلد ہی رہے۔ اسی طرح ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے جو فقہی فتاویٰ عوام کے لئے مرتب کروائے ان لاکھوں مسائل کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل مرتب نہ کروائی بلکہ سب فتاویٰ بلا ذکر دلیل مرتب کروائے اور ان فتاویٰ پر صدیوں سے ہزاروں محدثین، ہزاروں مفسرین، ہزاروں سلاطین اسلام، ہزاروں اولیاء اللہ اور کروڑہا عوام بلا مطالبہ دلیل عمل کرتے چلے آرہے ہیں اور یہ تقلید امت میں عملاً و افتاءً متواتر ہے۔ "ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روباہ چہ حیلہ کہ بگسلد ایں سلسلہ را" یعنی دنیا بھر کے بڑے بڑے شیر اسی تقلید کے سلسلہ میں مربوط ہیں کوئی لومڑی اس سلسلہ کو کیسے توڑ سکتی ہے۔

سوال نمبر ۴ :

آج کل جو عوام اہل حدیث کہلاتے ہیں وہ کسی حدیث کی تحقیق اور پڑتال کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے محض اپنے مولویوں کے کہنے پر وہ کسی حدیث کو قبول یا رد کرتے ہیں تو وہ اگر کہتے ہیں کہ ہم اپنے مولویوں کی پیروی نہیں کرتے قرآن و حدیث پر تحقیق کے ساتھ عمل کرتے ہیں تو کیا وہ جھوٹ نہیں بول رہے ہیں؟ کیا انہیں اس جھوٹ بولنے پر قیامت کے دن کوئی مواخذہ تو نہ ہوگا؟ یا جھوٹ جھوٹ ہے گو وہ کسی درجے میں

ہو؟

الجواب :

اہل حدیث کا لفظ قرآن و حدیث میں کہیں نہیں ہے' البتہ کتب قوم میں اہل حدیث محدث کو کہا جاتا ہے جو سند کی مجتہدانہ پرکھ کر سکے' جس میں محدث کی شرائط نہ ہوں اس کو اہل حدیث کہنا ہرگز جائز نہیں جیسے مرزا قادیانی میں نہ مہدی کی شرائط' نہ مسیح علیہ السلام کی' نہ مجدد کی' نہ مسلمان کی تو اس پر ان میں سے کوئی لفظ استعمال کرنا حرام ہے۔ یقیناً اپنے مولویوں کی تقلید کرتے ہیں جو موجودہ اجتہاد کی شرائط سے کورے بلکہ اجتہاد کی تعریف سے بھی جاہل ہیں لیکن یہ انجوبہ ہے کہ ان کا ہر امامی مجتہد کی تعریف سے بھی ناواقف ہے مگر یہ فرقہ اپنے مولوی کو نہ صرف نبی بلکہ عین محمد رسول ﷺ مانتا ہے چنانچہ جو ان کے مولوی کی بات نہ مانے یہ کبھی نہیں کہتے کہ فلاں شخص نے ہمارے مولوی کی بات نہیں مانی بلکہ کہتے ہیں کہ فلاں نے نبی کی بات نہیں مانی بلکہ جو ان کے مولوی کی بات نہ مانے یہ کہتے ہیں کہ وہ محمدی نہیں کیونکہ اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں مانی اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے مگر یہی جھوٹ اس فرقے کا اوڑھنا بچھونا بن چکا ہے اس جھوٹ پر یقیناً قیامت کو مواخذہ ہو گا۔

سوال نمبر ۵ :

آج کل کے اہل حدیث عوام جو نہ محقق ہیں نہ مقلد' ان کے لئے بہتر راہ اپنے موجودہ دور کے مولویوں کی پیروی ہے یا علماء سلف صالحین کی پیروی؟ بہتر راہ کونسی ہے اگر موجودہ دور کے مولویوں کی پیروی کرنی ہو تو برطانیہ میں اہل حدیث اپنے کس مولوی کی پیروی کریں تاکہ اسے امام اہل حدیث کہا جا سکے؟

الجواب :

ایسے لوگوں کے لئے بہتر ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ ایسے مجتہد کی تقلید کریں

جس کا مجتہد ہونا اجماع امت سے ثابت ہو اور اس کے اصول و فروع مدون و مرتب ہونے کے ساتھ ساتھ عملاً متواتر بھی ہوں۔ ایسے مجتہد کو چھوڑ کر اس مولوی کی پیروی کرنا جس کا نہ مجتہد ہونا کسی دلیل شرعی سے ثابت' نہ اس کے اصول و فروع مدون نہ متواتر' اس حدیث کا مصداق بنتا ہے جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ لوگ جاہلوں کو اپنا دینی پیشوا بنالیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری) برطانیہ میں صہیب صاحب کو اس قسم کا امام بنایا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۶ :

کیا قرون ثلاثہ جن کے خیر ہونے کی حدیث میں خبر دی گئی ہے ان میں مسلمانوں کا کوئی گروہ ایسا گزرا ہے جو نہ علماء ہوں نہ مقلدین اور وہ اہل حدیث کہلاتے ہوں' اگر ہے تو ان کے دو حوالے دیجئے۔ اگر اس دور میں کوئی ایسے مسلمان نہ تھے جو مجتہد ہوں نہ مقلد اور اہل حدیث کے نام سے پوری قلمرو اسلامی میں کہیں اس نام کا فرقہ پایا نہیں گیا تو آج جو فرقہ اس تعارف سے موجود ہے وہ مسلمانوں میں ایک نیا اور بدعتی فرقہ شمار ہو گا یا نہیں؟

الجواب :

خیر القرون تو کجا کسی اسلامی سلطنت میں اس فرقہ کا نام و نشان نہیں ملتا۔ اس فرقہ کے بانیوں نے ملکہ وکٹوریہ کی سلور جوبلی پر جو سپاس نامہ پیش کیا اس کے الفاظ یہ ہیں "بکشور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ دی گریٹ قیصر ہند بارک اللہ فی سلطنتہا" ہم ممبران گروہ اہل حدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے جو حضور والا کی خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ آپ کی سلطنت میں جو نعمت مذہبی آزادی (غیر مقلدیت) کی حاصل ہے اس سے یہ گروہ اپنا خاص نصیبہ اٹھا رہا

ہے وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اسی سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے ان کو اور بھی اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔

اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام واستحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارک باد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں (اشاعت السنۃ ص۲۰۶/ج۹) پوری تفصیل کتاب اہل حدیث اور انگریز میں ملاحظہ فرمائیں۔

انگریز کے دور سے پہلے ان کا ترجمہ قرآن نہ ترجمہ حدیث' نہ کوئی مسجد نہ مدرسہ اور نہ مقبرہ۔ ان کے بدعتی ہونے میں ذرہ بھر شک نہیں۔ امام طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: من کان خارجا من ھذہ المذاہب الاربعۃ فھو من اھل البدعۃ والنار (طحطاوی علی الدر) یعنی جو شخص مذاہب اربعہ سے خارج ہو (نہ حنفی ہو' نہ شافعی' نہ مالکی' نہ حنبلی) وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔

سوال نمبر۷ :

موجودہ دور کے غیر مقلدین سے ہم اہل سنت کا اختلاف اصولی اختلاف ہے یا فروعی۔ اور دیگر مذاہب کے مقلدین کا آپس میں اصولی اختلاف ہے یا فروعی۔ ان دونوں میں کیا فرق ہو گا؟ مجتہد کی خطائیں اور عامی کی غلطی میں کیا فرق ہے؟ عامی اپنی مرضی سے کوئی مسئلہ اختیار کرے تو کیا اسے معافی مل سکے گی؟

الجواب :

غیر مقلدین جو صحابہ ؓ کو معیار حق نہیں مانتے مطلق فقہ کے منکر اور مخالف ہیں' ائمہ مجتہدین کو دین کے ٹکڑے کرنے والے بتاتے ہیں' تصوف اور کرامات کو شرک قرار دیتے ہیں' اجماع کو بھی نہیں مانتے ان سے اہل سنت کا اختلاف اصولی ہے اور

دوسرے بدعتی فرقوں کی طرح وہ اہل سنت سے خارج ہیں۔ ائمہ اربعہ رحمھم اللہ کے مقلدین اصول میں متفق ہیں صرف فروع میں اختلاف ہے' اس لئے یہ چاروں اہل سنت والجماعت ہیں ان دونوں میں یہی فرق ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ اہل سنت میں داخل ہیں اور غیر مقلدین اہل سنت سے خارج ہیں۔ مجتہد کا اجتہاد اگر صواب ہو تو اسے دو اجر ملتے ہیں اور اگر خطا بھی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایک اجر عطا فرماتے ہیں (متفق علیہ) گویا مجتہد اگرچہ معصوم نہیں مگر مطعون بھی نہیں وہ ہر حال میں ماجور ہے اس لئے مقلد کو بھی کوئی پریشانی نہیں اگر بالفرض اس کے مجتہد سے خطا بھی ہوئی تو عمل یقیناً مقبول ہے اور ایک اجر بھی یقینی ہے اور دوسرے اجر کی خدا کی رحمت سے امید ہے۔ اس کے برعکس اگر نااہل عامی (غیر مقلد) اگر رائے لگائے تو اس کے صواب پر بھی گناہ ہے اور وہ شخص گنہگار ہے اس کا عمل مقبول نہیں ہے (نووی شرح مسلم)

سوال نمبر۸ :

صحابہ کرام ؓ میں کیا کوئی ایسے حضرات تھے جو رکوع کے وقت کبھی رفع یدین نہ کرتے تھے؟ جو صحابہ ؓ ہمیشہ رفع یدین کرتے تھے کیا وہ ان پہلوں کو گمراہ سمجھتے تھے یا محروم الثواب سمجھتے تھے یا ان کے اس ترک رفع کو وسعت عمل پر محمول کرتے تھے حقیقت جو بھی ہو حوالہ پیش کر کے سائل کو مطمئن کریں؟

الجواب :

تمام اکابر صحابہ کرام ؓ مہاجرین وانصار سے پہلی تکبیر کے بعد کسی جگہ رفع یدین کرنا ثابت نہیں۔ مکہ مکرمہ میں بھی دور صحابہ ؓ وتابعین رحمھم اللہ میں ترک رفع یدین ہی عملاً متواتر تھی جیسا کہ میمون مکی تابعی کے قول سے ظاہر ہے (ابوداؤد)

مدینہ منورہ میں بھی خیر القرون میں عملی تواتر ترک رفع یدین ہی متواتر تھا جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے فرمان سے ظاہر ہے (المدونۃ الکبریٰ) کوفہ میں بھی صحابہ ؓ وتابعین

رحمہم اللہ میں سنداً و تعاملاً ترک رفع یدین ہی متواتر تھا۔

جیسا کہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے ارشاد سے واضح ہے (مسند امام اعظم، موطا امام محمد) البتہ بصرہ میں چند لوگ رکوع و سجدہ کے وقت رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا (ابوداؤد) دور صحابہ و تابعین رحمہم اللہ میں کسی نے ترک رفع یدین کو گمراہی یا ثواب سے محرومی نہیں فرمایا البتہ رفع یدین کو اوپرا اور اجنبی فعل سمجھا جاتا تھا جیسا کہ میمون مکی نے ابن الزبیرؓ کے بارہ میں اور وھیب بن خالد نے عبداللہ بن طاؤس تیمی کے بارہ میں فرمایا (ابوداؤد) اور قاضی محارب بن دثار نے ابن عمرؓ سے پوچھا (مسند احمد)

سوال نمبر۹ :

جو لوگ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو فرض نہ جانتے تھے کیا وہ صحابہؓ جو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے تھے ان پہلے صحابہؓ کو گمراہ سمجھتے تھے یا اسے ایک اجتہادی مسئلہ سمجھتے تھے؟

الجواب :

آیت واذا قری القرآن فاستمعوا لہ الخ کے نزول کے بعد جمہور صحابہ کرامؓ امام کے پیچھے قرات نہیں کرتے تھے اور یہ تو کسی ایک صحابی سے بھی بسند ثابت نہیں کہ اس نے کہا ہو کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز باطل اور بے کار ہے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ سے بھی ایک بھی صحیح و صریح حدیث ثابت نہیں اس لئے امام کے پیچھے قرات نہ کرنیوالوں کو نہ کسی نے گمراہ کہا نہ بے نماز۔ بعض صحابہ کرامؓ جو سری نمازوں میں بعض ائمہ کی اقتداء میں قرات کرتے تھے یہ ان کا اجتہاد تھا جس پر امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے شدید نکیر فرمائی۔

سوال نمبر۱۰ :

جن مسائل میں صحابہؓ میں عملی اختلاف رہا۔ ان میں سے کسی جانب کو ہم گمراہی قرار دے سکتے ہیں یا سب کو اجتہاداً حق پر ماننا ضروری ہے۔ اجتہاد کی دونوں راہیں صواب و خطا کیا حق نہ سمجھی جائیں گی؟ جن میں سے کوئی فریق مستوجب سزا نہ ہو گا؟

الجواب :

صحابہ کرامؓ میں جو اختلاف تھا وہ اجتہادی اختلاف تھا جس میں جو صواب پر تھے ان کو دو اجر اور اگر کسی سے خطاء ہوئی تو ایک اجر کا حق دار تھا۔ ہر دو فریق کا عمل یقیناً مقبول ہے تو گمراہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ چار آدمی ایسی جگہ ہیں جہاں قبلے کا پتہ نہیں چل رہا ہے انہوں نے تحرّی کر کے ایک ایک طرف نماز پڑھ لی۔ اگرچہ ان میں سے صرف ایک ہی شخص کی نماز یقیناً قبلے کی طرف پڑھی گئی اور تین اشخاص کی نماز یقیناً غیر قبلہ کی طرف پڑھی گئی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت واسعہ سے ان کی نماز کو بھی قبول فرمالیا۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی گمراہ نہیں کہا جا سکتا۔ صحابہؓ کے بعد ائمہ اربعہ رحمہ اللہ کا اختلاف بھی اسی قسم کا ہے جہاں جس امام کا مسلک عملاً متواتر ہو گا اسی پر عمل واجب ہے متواتر عمل کے خلاف فتنہ اٹھانا تعدا اور رسول ﷺ کو ہرگز پسند نہیں۔

سوال نمبر۱۱ :

صحابہؓ کا اگر کسی مسئلے پر اجماع ہو جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں طلاق ثلاثہ پر ہوا تو اس اجماع کا ماننا امت کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سب صحابہؓ کے خلاف جو راہ عمل اختیار کی جائے وہ یتبع غیر سبیل المومنین میں شمار ہو گی یا نہیں؟ اگر اس پر تمام صحابہؓ کا اجماع نہیں ہوا تھا تو جس صحابیؓ نے اس سے اختلاف کیا ہو اس کا نام مع حوالہ بتلا دیں بہت مہربانی ہو گی؟

الجواب :

تین طلاقیں جب بیوی کو دی جائیں تو تین ہی ہوتی ہیں خواہ کے بعد دیگرے تین طلاق یا کے بعد دیگرے پہلی طلاق' دوسری طلاق' تیسری طلاق۔ اس پر دور فاروقی میں صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا اور ان کے بعد بھی ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اسی پر اجماع رہا۔ جو شخص اس کے خلاف فتویٰ دیتا ہے وہ سبیل مومنین سے یقیناً کٹ چکا ہے کسی ایک بھی صحابیؓ سے اس کا خلاف ثابت نہیں۔

سوال نمبر ۱۲ :

سعودی عرب کے جو مشائخ مسائل غیر منصوصہ میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ سے کسی کی پیروی کو واجب قرار دیتے ہیں وہ اپنے اس فیصلے میں حق پر ہیں یا گمراہ ہیں؟ اگر حق پر نہیں تو کیا پاکستان و ہندوستان کی جماعت اہل حدیث نے سعودی عرب کے علماء کو ان کی گمراہی پر کبھی ٹوکا اور روکا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو محض مالی امداد حاصل کرنے کے لئے یہ عمل مُنَافَقَتْ شمار نہیں ہوگا؟

الجواب :

الهدیة السنیہ مولفہ علامہ سلیمان بن سحمان نجدی کا اردو ترجمہ بنام تحفہ وہابیہ مولانا اسماعیل غزنوی اہل حدیث نے امرتسر سے شائع کیا تھا۔ اس کے ص ۶۹ پر ایک عنوان ہے "ہمارا مسلک"۔ حضرت امام عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ فرماتے ہیں "ہم فروعی مسائل میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے طریقہ پر ہیں چونکہ ائمہ اربعہ ابو حنیفہ' مالک' شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا طریقہ منضبط ہے اس لئے ہم ان کے کسی مقلد پر انکار نہیں کرتے ان کے سوا چونکہ اور لوگوں مثلاً روافض' زیدیہ' امامیہ وغیرہ کے مذاہب منضبط نہیں اس لئے ہم ان کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کی

تقلید کریں" (ص ۶۹) اس کے برعکس غیر مقلدین کے نزدیک تقلید ائمہ نہ صرف بدعت بلکہ شرک بھی ہے لیکن ان کا یہ فتویٰ صرف پاک و ہند میں ہے' سعودی عرب کے مشائخ ان کی مالی امداد کرتے ہیں اس لئے ان پر یہ فتویٰ نہیں لگاتے حالانکہ اصولی طور پر ان کو روکنا تو کتنا زیادہ ضروری ہے۔ ایک شخص بازار میں گالیاں بکے وہ بھی گنہگار ہے لیکن جو خانہ خدا مسجد میں کھڑا ہو کر گالیاں بکتا ہے وہ یقیناً بڑا گنہگار ہے۔ اسی طرح جب شرک و بدعت عام مقامات پر بھی بہت بڑا گناہ ہے تو حرمین شریفین میں بدعت و شرک تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ ان کو پہلے روکنا چاہئے مگر دنیاوی فائدے کے لئے یہ مداہنت اور حق پوشی واقعتاً بہت بڑا گناہ ہے۔

سوال نمبر ۱۳ :

خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں رمضان میں بیس رکعات تراویح کی جماعت کب سے چلی آرہی ہے اس سن کی نشان دہی کر دیں؟ نیز بتائیں کہ ائمہ حرمین شریفین کا یہ عمل غلط ہے یا صحیح؟ اسلام کی چودہ صدیوں میں ان دونوں مسجدوں میں کیا کبھی صرف آٹھ رکعت تراویح کی جماعت ہوئی؟ اس سن کی نشاندہی فرمائیں اور حوالہ دیں..... کرم فرمائی ہوگی؟

الجواب :

خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں لوگوں کو نماز تراویح باجماعت پر جمع فرمایا (ابن اثیر ج ۲/ص ۱۳۲) تمام محدثین اور فقہاء کا اجماع ہے کہ استقرار بیس رکعت تراویح باجماعت پر ہی ہوا۔ اس کے بعد ۱۲۸۴ھ تک دنیا بھر میں ایک مسجد بھی نہ تھی جس میں بیس رکعت تراویح سے کم کی جماعت ہوتی ہو۔ ۱۲۸۴ھ میں ہندوستان میں ایک غیر مقلد عالم مولانا محمد حسین بٹالوی نے آٹھ رکعت تراویح کا فتویٰ دیا اور امت کو ایک نئے اختلاف سے روشناس کرایا۔ مگر اس اختلاف کی پرورش ہندوستان

میں ہی انگریزی حکومت کی سرپرستی میں ہوئی۔ مرکز اسلام حرمین شریفین میں آج تک بیس تراویح ہی باجماعت پڑھی جاتی ہیں۔ ائمہ حرمین شریفین کی پشت پر خلافت راشدہ سے آج تک کا عملی تواتر موجود ہے اس لئے ان کا یہ عمل غلط کیسے ہو سکتا ہے۔ خلافت راشدہ سے لے کر آج ۱۴۱۳ھ تک کسی ایک رمضان کی کسی ایک رات میں بھی آٹھ تراویح کی جماعت نہیں ہوئی۔

سوال نمبر ۱۴ :

صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں کیا صرف احادیث نبویہ ہی ہیں یا صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال بھی ان میں دیئے گئے ہیں؟ اب اگر کوئی اہل حدیث یہ کہتا ہے کہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات مانو اور کسی کی نہیں تو کیا وہ ان محدثین کے طریقے کے خلاف نہیں چلا جو صحابہ کی احادیث کو ساتھ لے کر چلے ہیں؟

الجواب :

اہل سنت والجماعت بالترتیب چار دلائل مانتے ہیں: کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت اور قیاس۔ محدثین اہل سنت نے جس طرح صحابہ کرام سے مروی احادیث کو کتب حدیث میں جمع فرمایا اسی طرح صحابہ کے اجماعی فیصلوں اور فقہی فتاویٰ کو بھی جمع فرمایا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ہزارہا فقہی فتاویٰ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے جمع فرمائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی صحابہ و تابعین رحمہم اللہ کے سینکڑوں فتاویٰ جمع فرمائے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے تو ہر باب میں فقہی مذاہب نقل فرمائے ہیں۔ غیر مقلدین کا طریقہ صحابہ و تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور تمام محدثین رحمہم اللہ کے خلاف ہے اس فرقہ شاذہ کی راہ عمل سب سے الگ تھلگ ہے۔

سوال نمبر ۱۵ :

صحاح ستہ میں کوئی ایسی کتاب ہے جو صرف احادیث رسالت مآب ﷺ پر مشتمل ہو اور اس میں اور کوئی بات نہ دی گئی ہو، صحاح ستہ کے علاوہ اور جو کتب حدیث پہلی چار صدیوں میں لکھی گئیں ان میں کوئی ایسی کتاب لکھی گئی جو صرف احادیث رسالت مآب ﷺ پر محدود ہو تو اس کا نام لکھ دیں؟

الجواب :

چوتھی صدی تک جتنے اہل سنت والجماعت محدثین گزرے ان میں سے کسی نے بھی صحابہ کرام کی احادیث اور تابعین رحمہم اللہ کے فقہی فتاویٰ کا انکار نہیں کیا۔ ایک بھی حدیث کی کتاب نہیں ملتی جس میں اجماع و قیاس کا انکار ہو بلکہ سب میں قیاسی اقوال کم و بیش ملتے ہیں۔ ایک بھی کتاب کا نام پیش نہیں کیا جا سکتا جس کی تبویب و تخریج میں قیاس کا دخل نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۶ :

ضعیف احادیث اور موضوع احادیث میں کیا فرق ہے؟ ضعیف حدیث اگر کسی درجے میں معتبر نہیں تو صحاح ستہ کے مؤلفین نے ضعیف حدیثوں کو کیوں جگہ دی؟ آج اگر کوئی فرقہ یا شخص ان حدیثوں کو نئے سرے سے مرتب کرتا ہے اور ترمذی دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے صحیح ترمذی، ضعیف ترمذی تو کیا وہ محدثین کے اس مسلک کے خلاف نہیں چلا کہ صحیح و ضعیف سب ایک جگہ جمع ہونی چاہئیں تاکہ ضعیف حدیث میں تعیین اور دوسرے قرائن میں درجہ اعتبار میں آ سکتی ہیں؟

الجواب :

محدثین نے احادیث کی بہت سی قسمیں بتائی ہیں ان میں سے صحیح اور موضوع

دونوں ابتداء اور انتہاء کے کناروں پر واقع ہیں سب سے اعلیٰ "صحیح" ہے اور سب سے بدتر "موضوع" ہے۔ درمیان میں بہت سی اقسام ہیں صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ، ضعیف بضعف قریب اس حد تک کو لفظاً "ثبوت" محتمل ہے آخری قسم ہے جیسے اختلاط راوی، سوئے حفظ، تدلیس متابعات اور شواہد میں کام آتی ہے اور جابر سے قوت پاکر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ بن جاتی ہے پھر تو احکام میں بھی حجت ہے ورنہ درباره فضائل و ترغیب و ترہیب آپ ہی تنہا مقبول و کافی ہے۔ درجہ ششم میں ضعف شدید ہے کہ راوی کا فسق واضح ہو، ہنوز سرحد کذب سے جدائی ہو یہ قسم احکام میں متروک، فضائل میں بعض کے نزدیک مطلقاً اور بعض کے نزدیک تعدد طرق کے بعد مقبول۔ درجہ ہفتم میں متہم بالکذب کہ یہ ضعیف کی اشد قسم ہے لیکن اس کو بھی موضوع نہیں کہا جاتا کیونکہ اس کا ثابت ہونا مشکوک ہے تو جھوٹا ہونا بھی یقینی نہیں۔ آٹھویں قسم موضوع ہے جس کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ آج جو یہ طریقہ ہے کہ ان کتابوں کے دو الگ الگ حصے کر دیئے ہیں یہ نہ صرف محدثین کی غرض کو ختم کرنا ہے بلکہ سنت دشمنی کی انتہاء ہو گئی ہے۔

سوال نمبر ۱۷ :

تاریخ اسلام میں علم فقہ پہلے مرتب ہوا یا علم حدیث؟ ائمہ اربعہ پہلے ہوئے یا صحاح ستہ کے مصنفین؟ امت کو پہلے فقہ کی ضرورت پڑی یا حدیث کی؟ جس طرح دین کا عملی نقشہ فقہ میں ملتا ہے کیا اس طرز پر حدیث کی کسی کتاب میں نماز کا عملی نقشہ موجود ہے؟

الجواب :

تاریخ اسلام میں فقہ کے چاروں امام پہلے ہوئے اور مصنفین صحاح ستہ بعد میں ہوئے ان کے سنین وفات یہ ہیں امام اعظم رحمہ اللہ ۱۵۰ھ، امام مالک رحمہ اللہ ۱۷۹ھ، امام شافعی رحمہ اللہ ۲۰۴ھ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۲۴۱ھ، امام بخاری رحمہ اللہ

۲۵۶ھ، امام مسلم رحمہ اللہ ۲۶۱ھ، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ ۲۷۳ھ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ ۲۷۵ھ، امام ترمذی رحمہ اللہ ۲۷۹ھ اور امام نسائی رحمہ اللہ ۳۰۳ھ۔ جس طرح حضرت علیؓ خلفائے ثلاثہ کے بعد ہوئے اور خلفائے ثلاثہ کو غلط قرار نہیں دیا بلکہ ان کی موافقت فرمائی اسی طرح اصحاب صحاح ستہ ائمہ اربعہ کے بعد ہوئے اور کسی کتاب میں ایک باب بھی رد حنفیت یا رد مالکیت وغیرہ پر نہیں باندھا بلکہ فقہ کی تائید اور اجماع اور قیاس کی تائید کر کے فقہی مذاہب کو اور مضبوط کر دیا۔ ائمہ صحاح ستہ میں سے کسی بھی محدث نے دین کا مکمل عملی نقشہ پیش نہیں کیا کیونکہ یہ کام ائمہ اربعہ پہلے کر چکے تھے اور امت ان پر عمل کر رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ دین پر عمل کرنے کے لئے پہلی اور کامل ضرورت فقہ کی ہے اسی لئے یہ پہلے مدون ہوئی اور محدثین نے بھی اسی کو جاری رکھا اس کی مخالفت نہیں کی۔

سوال نمبر ۱۸ :

صحاح ستہ کے راویوں کے حالات جو علامہ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتابوں سے ملتے ہیں وہ ابن حجر سے لے کر ان کی رواۃ حدیث تک متصل روایت سے پہنچے ہیں یا انہیں محض محدثین کے اعتماد پر قبول کر لیا گیا ہے یہاں اسناد کو ضروری نہ سمجھنا اور اعتماد پر عمل کرنا یہ کس حدیث کی رو سے جائز قرار دیا گیا ہے اس کا حوالہ درکار ہے؟

الجواب :

گزشتہ جواب میں آپ نے معلوم کر لیا کہ اصحاب صحاح ستہ میں آخر میں امام نسائی نے ۳۰۳ھ میں وصال فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ صحاح ستہ کے راوی پہلی تین صدیوں سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا وصال ۷۴۸ھ میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ۸۵۲ھ میں ہوا ہے گویا دونوں حضرات اور ان راویوں کے درمیان چھ سات سو سال کا زمانہ ہے جس کی کوئی سند ان کی کتابوں میں نہیں ہے ان لوگوں نے

بلا اسناد محض محدثین کے اعتماد پر کتابیں مرتب فرمائیں ہیں۔ یہ کسی حدیث میں نہیں کہ اگر ایک تابعی حضرت رسول پاک ﷺ کے وصال کے دوسرے دن بھی ایمان لے آیا تو اس کی حدیث کو "مرسل" کہہ کر رد کر دیا اور علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ راوی کے سات سو سال بعد بھی بغیر سند کے اس کو ثقہ یا ضعیف کہیں تو اس پر ایمان لے آنا۔

سوال نمبر ۱۹ :

کیا فروعی مسائل پر جماعت بندی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ صحابہ میں رفع یدین کرنے والوں اور نہ کرنے والوں اور آمین وغیرہ جیسے مسائل پر کوئی جماعت بندی تھی؟ اگر نہیں تو ان مسائل پر تنظیمیں بنانا اور جماعت بندی کرنا کیا بدعت نہیں؟

الجواب :

صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں فروعی مسائل پر کوئی جماعت بندی نہیں تھی' اس لئے اس کی بدعت ہونے میں ہرگز شک نہیں۔

سوال نمبر ۲۰ :

دنیا میں کہیں حنفیوں' مالکیوں' شافعیوں اور حنبلیوں کی فقہی اختلاف پر بنی تنظیمیں ہیں اگر نہیں تو غیر مقلدوں کی یہ اہل حدیث تنظیم کیوں قائم کی گئی؟ یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ یہ گروہ ان فروعی مسائل کو اصولی قرار دیتا ہے اور فروعات پر فرقہ بندی کو جائز سمجھتا ہے؟

الجواب :

مقلدین مذاہب اربعہ کی ایسی تنظیمیں موجود نہیں ہیں یہ بدعت صرف نام نہاد اہلحدیثوں نے شروع کی ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ لوگ محض جہالت اور ضد کی وجہ سے فروعی مسائل کو بھی اصولی مسائل سمجھتے ہیں۔

غیر مقلدیت کا نیا روپ

مسعودی فرقہ

(نام نہاد جماعت المسلمین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس کی اشاعت پوری دنیا میں اہل سنت والجماعت خصوصاً احناف کے ذریعہ ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے سندھ اور ہند کی فتح کی پیشین گوئی بھی فرمائی تھی (نسائی' احمد) ہند کو احناف نے فتح کیا۔ لاکھوں کافروں نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور وہ سب سنی حنفی ہی بنے۔ تقریباً ایک ہزار سال اس ملک میں اسلامی حکومت قائم رہی اور کتاب و سنت پر مبنی فقہ حنفی اس ملک کا قانون رہی۔ نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد (م ۱۳۰۷ھ) اس حقیقت کا یوں اعتراف فرماتے ہیں:

"خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ و مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل' قاضی و مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔" (ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

حکومت برطانیہ :

پھر یہاں انگریزوں کی حکومت قائم ہوئی اور اس نے ملک میں مذہبی آزادی (غیر مقلدیت) کی بنیاد رکھی۔ جناب مولانا محمد حسین صاحب غیر مقلد بٹالوی (۱۳۳۸ھ) خود فرماتے ہیں: "اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خود سری و خود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے۔ جس نے غالبا ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذاہب کا تو پوچھنا ہی کیا" (اشاعۃ السنۃ ص ۵۵ جلد ۱۱) اس غیر مقلدیت کی سرپرستی کے لئے ایک مخفی ریاست بھوپال ان کو دی گئی۔ چنانچہ نواب بھوپال صدیق حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں: "فرمان روایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگی مذہب (غیر مقلدیت) میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے" (ترجمان وہابیہ ص ۳)

پھر فرماتے ہیں: "یہ آزادگی مذہب ہماری مذاہب جدید (حنفی، شافعی وغیرہ) سے عین مراد انگلشیہ سے ہے۔" (ص ۵)۔ یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ خصوصاً دربار دہلی سے جو سب درباروں کا سردار ہے۔ (ترجمان وہابیہ ص ۳۲)

اس سے واضح ہو گیا کہ غیر مقلدیت یورپ سے آئی ہوئی اور انگریز کی چلائی ہوئی ایک تحریک ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام اور رسول اقدس ﷺ کے ارشادات میں کہیں نہیں ملتا کہ اجتہادی مسائل میں غیر مجتہد کو مجتہدین کے خلاف بدگمانی پھیلانے یا بدزبانی کرنے کا نام عمل بالحدیث ہو۔

رخ پلٹ گیا :

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ احناف کی محنت سے کروڑوں کافر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے مگر تحریک غیر مقلدیت کا پہلا نتیجہ کیا نکلا؟ مولانا محمد حسین بٹالوی تحریر فرماتے

ہیں: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام ہی کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ نتیجہ ہے۔ کفر و ارتداد کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے (اشاعۃ السنۃ ج ۱۱ ص ۵۳ شمارہ نمبر ۲) یعنی اب بجائے اس کے کہ کافر اسلام کی طرف آتے مسلمان کفر کی طرف جانے لگے۔ دوسرا نتیجہ یہ سامنے آیا، جناب مولانا عبد الاحد خانپوری غزنوی (۱۳۲۷ھ) غیر مقلد تحریر فرماتے ہیں: "نیچری فرقہ (جو معجزات و کرامات کا منکر ہے) قادیانی فرقہ اور چکڑالوی فرقہ (جو منکرین سنت ہیں) ان اہل حدیثوں سے ہی نکلے ہیں" (کتاب التوحید والسنۃ ص ۱۴۲ ملخصا) تیسرا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ فرقہ چند ہی سالوں میں کئی چھوٹی چھوٹی فرقوں میں بٹ گیا۔ جناب مولانا عبد الوہاب صاحب جماعت غرباء اہلحدیث اس کی تفصیل یوں فرماتے ہیں:

(۱) جماعت غرباء اہل حدیث ۱۳۳۳ھ، (۲) کانفرنس اہل حدیث ۱۳۲۸ھ، (۳) فرقہ ثنائیہ ۱۳۳۸ھ، (۴) امیر شریعت صوبہ بہار ۱۳۳۹ھ، (۵) فرقہ حنفیہ عطائیہ ۱۳۳۹ھ، (۶) فرقہ شریفیہ ۱۳۳۹ھ، (۷) فرقہ غزنویہ ۱۳۵۳ھ، (۸) جمعیت اہل حدیث ۱۳۷۰ھ، (۹) محی الدین لکھوی فرقہ ۱۳۷۸ھ (خطبہ امارات ص ۳۶)

جماعت غرباء اہل حدیث :

اس فہرست میں پہلے نمبر پر جماعت غرباء اہل حدیث کا ذکر ہے اس کا مقصد تخلیق کیا تھا؟ جناب مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی کے شاگرد پروفیسر محمد مبارک صاحب تحریر فرماتے ہیں: "جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت کے لئے

دکھی گئی صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد شہید کی تحریک کی مخالفت کرکے انگریزوں کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا (ملاحظہ ہو احناف اور تحریک مجاہدین ص ۱۴۸) اس جماعت کے مقاصد آپ کے سامنے ہیں۔

فرقہ مسعودی نام نہاد جماعت المسلمین :

اسی فرقہ غرباء اہل حدیث کا فرد مسعود احمد تھا جو پہلے اہل حدیث کہلاتا تھا وہ کوئی عالم نہیں ہے۔ اردو کتابیں دیکھ کر نیم ملا خطرہ ایمان کا مصداق ہے۔ اہل حدیث ہوتے ہوئے اس نے ایک قلمی مناظرہ تلاش حق کے نام سے جماعت اہل حدیث کراچی کی طرف سے شائع کیا۔ دوسرا رسالہ التحقیق فی جواب التقلید جماعت غرباء اہل حدیث کی طرف سے شائع کیا۔ ان کتابوں میں ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو شریعت ساز اور ان کے مقلدین کو مشرک لکھ۔ اسلاف کے خلاف بدگمانی اور اکابر اہل اسلام پر بدزبانی میں خاص ریکارڈ قائم کیا۔ اہل حدیث فرقے میں ایسے شخص کی خوب عزت افزائی ہوتی ہے۔ چنانچہ باوجود ان پڑھ ہونے کے جماعت میں ممتاز حیثیت حاصل کر گیا۔ اس نے دیکھا کہ جماعت غرباء اہل حدیث میں نظام امارت ہے۔ اس کے دل میں بھی امیر بننے کا شوق انگڑائیاں لینے لگا مگر اس کا یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہ آتا تھا کہ وہ جماعت غرباء اہل حدیث کا امیر بنے" اس لئے اس نے ۱۳۸۵ھ میں جماعت غرباء اہل حدیث کی ایک ضمنی فرقی بنائی اس کا نام جماعت المسلمین رکھا۔ دس سال تک یہ نئی فرقی غرباء کے دودھ پر پلتی رہی آخر ۱۳۹۵ھ میں اس نے نیا مستقل فرقہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

مسلم کا نیا معنی :

اہل اسلام جس معنی میں مسلم کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کتاب و سنت میں مسلم کا جو مفہوم ہے اس کو چھوڑ کر بانی فرقہ نے ایک نیا معنی گھڑا لکھتا ہے: "غرض یہ کہ

مسلمین یعنی کسی امام کی تقلید نہ کرنے والے ہمیشہ رہے ہیں" "یعنی "مسلمین" بمعنی غیر مقلدین ایک حتمی فرقہ ہے جس کے پاس کوئی مثبت لائحہ عمل نہیں۔ اس نئے معنی کے مطابق تمام اہل سنت والجماعت حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اسلام سے خارج قرار پائے لیکن موجودہ اہل حدیث تو غیر مقلد ہیں وہ تو مسلم رہنے چاہئے تھے لیکن جناب بانی فرقہ ان کو بھی مسلم نہیں بنانا چاہتا تھا۔ وہ غیر مقلد ہیں۔ اس لئے ان کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے "اطاعت امیر" رسالہ لکھا جس میں امیر کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور ان کے نزدیک امیر اور امام ہم معنی ہیں اور امیر جناب خود ہیں۔ اہل حدیث اگرچہ غیر مقلد ہیں مگر وہ مسعود احمد صاحب کی اطاعت کو فرض نہیں مانتے اس لئے غیر مسلم ہو گئے۔ اب مسلم کا معنی واضح ہو گیا کہ کوئی شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھے، کسی امام کی تقلید بھی نہ کرے مگر مسعود احمد پر ایمان نہ لائے اس کی اطاعت کو فرض نہ جانے تو وہ مسلم ہرگز نہیں۔ ان معنوں میں مسلم کا لفظ نہ کہیں قرآن میں آیا ہے نہ حدیث میں نہ تاریخ میں۔ یہ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ ہے' اس لئے جماعت المسلمین کا مطلب یہ نکلا کہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی تقلید چھوڑ کر مسعود احمد کی اطاعت کو فرض جاننے والا مسعودی فرقہ کہلایا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ لوگ قرآن و حدیث پر جھوٹ بولتے ہیں کہ ہمارے فرقہ کا نام قرآن میں ہے جیسے قرآن میں موجود لفظ ربوہ سے قادیانیوں کا ربوہ ہرگز مراد نہیں' قرآن پاک میں موجود لفظ حزب اللہ سے مسعود احمد کے نزدیک مسعود الدین عثمانی کا فرقہ حزب اللہ مراد نہیں تو قرآن پاک کے نزول کے چودہ سو سال بعد کراچی میں مسعود احمد کا بنایا ہوا یہ نئی فرقہ قرآن و حدیث میں موجود الفاظ "مسلم" کا مصداق کیسے بن سکتا ہے؟

مسعودی فرقہ کی دعوت :

(۱)۔ جو شخص خدا کو حاکم مانے مگر مسعود احمد کو حاکم و امیر نہ مانے وہ مسلم نہیں بن

سکا۔

(۲)۔۔۔ جو شخص رسول پاک ﷺ پر ایمان رکھے مگر مسعود احمد کو امام مفترض الطاعت نہ مانے وہ مسلم نہیں۔

(۳)۔۔۔ جو دین اسلام چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے' جو اس کو مانے مگر مسعود احمد کے لٹریچر پر ایمان نہ لائے وہ مسلم نہیں۔

(۴)۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے جن کا نام مسلم رکھا جو چودہ سو سال سے آرہے ہیں یہ ان کو مسلم نہیں مانتے صرف اسی کو مسلم مانتے ہیں جن کا نام ۱۳۸۵ھ میں مسعود احمد نے اللہ کے خلاف مسلم رکھا۔

(۵)۔۔۔ اہل اسلام یہ کہتے ہیں کہ اللہ والوں سے محبت اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کی نشانی ہے لیکن ان کے ہاں محبت کی بنیاد صرف مسعودی فرقہ میں داخل ہونا ہے۔ جو مسلمان مسعودی فرقہ میں داخل نہ ہو ان کو نہ یہ سلام کرتے ہیں نہ ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(۶)۔۔۔ تمام اہل اسلام اور رسول ﷺ کے بعد اپنے اکابر پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن مسعودی فرقہ کا فخر اپنے جاہل امام پر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بجا فرمایا کہ آخری زمانہ میں لوگ جاہلوں کو اپنا دینی امیر بنائیں گے جو خود بھی گمراہ ہوگا ان کو بھی گمراہ کرے گا (بخاری) الغرض مسعودی فرقہ کا ایمان صرف اور صرف مسعود احمد کی غلامی ہی ہے۔

نئے دین کے نئے مسائل :

(۱)۔۔۔ شروع اسلام سے آج تک مسلم خدا کے فرمانبردار کو کہا جاتا تھا۔ اس نئے دین میں مسلم کا معنی غیر مقلد مسعود احمد کو امام مفترض الطاعت ماننا قرار پایا۔

(۲)۔۔۔ مسلم کا لفظ پہلے کافر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما وما

كان من المشركين۔ (آل عمران ۶۷) ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے' نہ عیسائی' نہ مشرک بلکہ حنیف مسلم تھے۔ دوسری جگہ ہے: أيأمركم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون (آل عمران ۸۰) کیا تم کو کفر سکھائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے۔ تیسری جگہ ہے: ربما يود الذين كفروا لو كانوا مسلمين (الحجر ۲) کسی وقت آرزو کریں گے کافر' کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان۔ اسی وجہ سے مسلمان ہمیشہ مسلم کا لفظ کفر کے مقابلہ میں استعمال کرتے آئے ہیں۔ مگر نئے مسعودی دین میں مسلم کا لفظ اہل سنت والجماعت کے بالمقابل اور حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی کے خلاف استعمال ہوتا ہے جب کہ قرآن و حدیث اور اہل اسلام میں کبھی مسلم کا لفظ ان کے خلاف استعمال نہیں ہوا۔

(۳)۔۔۔ قرآن پاک میں جب آیت يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ نازل ہوئی تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جن کے چہرے میدان قیامت میں روشن ہوں گے وہ اہل سنت والجماعت ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بھی اس آیت کی تفسیر اہل سنت والجماعت ہی بیان فرمائی (الدر المنثور ص ۶۳/ ج ۲) لیکن نئے مسعودی فرقہ میں اہل سنت والجماعت کہلانے والے غیر مسلم دوزخی ہیں۔ کس طرح رسول پاک ﷺ اور صحابہ ؓ کی مخالفت کی جا رہی ہے! مسعودی فرقہ یہاں نبی پاک ﷺ اور صحابہ ؓ کی نہیں سنتا کیونکہ اس فرقہ پر تو مسعود احمد کی اطاعت فرض ہے اس لئے یہ فرقہ سب اہل سنت والجماعت کو غیر مسلم ہی کہتا ہے۔

(۴)۔۔۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ (م ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں' پہلے حدیث کی سند نہیں پوچھتے تھے' جب فتنہ واقع ہوا تو کہنے لگے کہ راویوں کے نام بتاؤ تاکہ اہل سنت راویوں کی حدیث قبول کی جائے اور اہل بدعت راویوں کی روایت قبول نہ کی جائے (صحیح مسلم ص ۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ خیر القرون میں لوگ اہل سنت کہلاتے تھے اور صحیح احادیث کے راوی اہل سنت ہی ہیں اور اہل سنت کے مد مقابل اہل بدعت تھے نہ کہ مسلم۔ اگر

اہل سنت مسلم نہیں تو تمام صحیح احادیث کے راوی غیر مسلم قرار پائیں گے اور جب اہل بدعت کی روایات قابل قبول نہیں تو غیر مسلموں کی روایات کس طرح قابل قبول ہوں گی۔

(۵)..... اس نئے فرقے نے جس طرح مسلم کا معنی بگاڑا اس طرح مذہب کا معنی بھی بگاڑا۔ مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملاتا ہے۔ ہمارا مذہب حنفی ہے جو ہمیں منزل محمدی تک پہنچاتا ہے اور فرقہ کے معنوں میں علیحدگی کا مفہوم ہے یعنی جو شخص منزل محمدی کے راستہ سے الگ ہوگیا وہ یقیناً منزل سے بھی کٹ گیا۔ اس لئے مذاہب کا مقصد ہی منزل محمدی تک پہنچانا ہے اور فرقے کا مطلب ہی منزل تو کیا خود مذہب یعنی راستے سے ہٹا دینا ہے۔ آپ نے گزشتہ صفحات میں تاریخ پڑھی ہے۔ پہلے اہل سنت سے کٹ کر ایک فرقہ اہل حدیث بنا۔ پھر اس فرقے سے کٹ کر ایک اور فرقہ غرباء اہل حدیث بنا' پھر اس فرقے سے ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جو مسعودی فرقہ ہے بلکہ فرقہ ہی نہیں فرقہ در فرقہ در فرقہ ہے۔

(۶)..... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب پوچھا کہ اگر مسئلہ نہ کتاب اللہ میں ملے نہ سنت میں تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اجتھد برایی۔ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد کی نسبت اپنی طرف کی اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اسی لئے اہل سنت اجتہادی مسائل کی نسبت مجتہد کی طرف کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلاتے ہیں اور یہ نسبتیں بلا نکیر اہل اسلام میں جاری رہیں۔ اس طرح ان کی صحت پر اجماع ہو گیا مگر مسعودی فرقہ اجماعی مسائل کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ سبیل المومنین سے کٹنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے اور رسول اقدس ﷺ جماعت سے کٹنے والے کو دوزخی فرمائیں مگر مسعودی فرقہ (بدعتی فرقہ) اجماع سے کٹنے والوں کو دوزخی کہنے کی بجائے مسلم کہتا

ہے۔ کس طرح خدا اور رسول ﷺ سے کھلا مقابلہ ہے؟

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی کرامت :

(۷)..... یہی فرقہ اگرچہ مجتہدین رحمہم اللہ کو شریعت ساز کہتا ہے مگر ایک جگہ اس کے قلم سے حق واضح ہو ہی گیا کو لکھتا ہے: "اس میں شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا" نہ اس کو حجت سمجھا لہٰذا ان کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور وہ چاروں برحق تھے رحمہم اللہ (خلاصہ تلاش حق ص ۸۸)

اس عبارت میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے طریقہ کو سنت قرار دیا اور چاروں کو حق تسلیم کر لیا ان کے مسائل کو قرآن و حدیث کے مسائل قرار دیا تو اب ان کو شریعت ساز کیوں کہا جاتا ہے؟ اور جب یہ چاروں حق ہیں اور قرآن و حدیث کے مسائل بتاتے ہیں تو قرآن و حدیث کے مسائل میں ان کی تقلید کرنا کس آیت یا حدیث کی رو سے شرک ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح یہودی علماء نے حرام حلال کرنے کا منصب خود سنبھال لیا تھا اسی طرح یہی فرقہ بھی اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنا بیٹھا جس چیز کو چاہے حلال حرام کر دے۔ کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر بنا دے' یہ اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

شریعت ساز :

قرآن پاک خداوند قدوس کی آخری کتاب ہے جو سات مختلف متواتر قراتوں میں امت کو ملی۔ یہ قاری صاحبان قرآن کے پہنچانے والے ہیں نہ کہ خدا کے قرآن کے مقابلہ میں نیا قرآن بنانے والے۔ اب اگر کوئی جاہل ان قاریوں کو قرآن ساز کہے تو یہ اس کی جہالت کی انتہاء ہوگی۔ خدا کا قرآن' قرآن مجید'

مصحف عثمانی، قاری عاصم کی قرات سے ایک ہی حقیقت کی تعبیر ہے نہ کہ الگ الگ چیزیں ہیں۔ عبارتنا شتی و حسنک واحد

اسی طرح اصحاب صحاح ستہ نے احادیث جمع کیں۔ ان احادیث کے بارہ میں یہ کہنا کہ یہ نبی ﷺ کی احادیث ہیں یہ بھی صحیح ہے اور یہ کہنا کہ یہ بخاری کی احادیث ہیں، یہ ترمذی کی احادیث ہیں، یہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک محدثین رحمہم اللہ حدیث ساز نہیں بلکہ حدیث پہنچانے والے ہیں۔ اسی طرح اہل فقہ نے ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مسائل کو قرآن و سنت سے ماخوذ مانا ہے تو قرآن و سنت کے مسائل کی مجتہدین کی طرف نسبت کرکے اس کو فقہ حنفی کہنا ایسا ہی ہے جیسا نبی کی حدیث کو نسائی کی حدیث کہنا۔ بات پہنچانے اور بنانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لئے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو شریعت ساز کہنا ایسی ہی جہالت ہے جیسے محدثین کو حدیث ساز کہنا یا ساتوں قاریوں کو قرآن ساز کہنا۔ جس فرقے کے بانی کی جہالت کا یہ عالم ہو کہ بات پہنچانے اور بات بنانے میں فرق نہ جانتا ہو اس کے چیلوں کی جہالت کا کیا حال ہوگا؟

ع جس کی بہار یہ ہے اس کی خزاں نہ پوچھ

ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں ہے:

شک نیست رہ گمراہ دریں شہر ست
ہر لحظہ رہ دار دریں شہر ست

نسبتی نام:

نام تعارف اور امتیاز کے لئے ہوتا ہے۔ نسبت جتنی بڑی ہوگی تعارف کم ہو جتنی چھوٹی ہوگی تعارف اور پہچان زیادہ واضح ہوگی۔ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے وہاں کسی مصری نے آپ سے پوچھا آپ کہاں رہتے ہیں؟ آپ نے کہا میں پاکستانی

ہوں۔ اس کو آپ کا تعارف ہوگیا۔ حج سے واپسی پر کراچی میں آپ سے کسی نے پوچھا آپ کہاں رہتے ہیں؟ آپ نے کہا میں پاکستانی ہوں وہ ہنس پڑا کہ یہاں ہم سب پاکستانی ہیں۔ اب آپ نے کہا میں پنجابی ہوں تو اس کو تعارف ہوگیا۔ اب کوئی جاہل یوں کہے کہ اس نے اپنا پاکستانی تعارف چھوڑ کر اپنے کو پنجابی کہا ہے اب یہ پاکستانی نہیں رہا اس جاہل کو یہ بھی معلوم نہیں کہ پنجاب پاکستان کا ہی صوبہ ہے۔ پنجابی کہنے سے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوئی بلکہ اور تاکید ہوگئی۔ اب کراچی سے آپ بہاولپور پہنچے کسی نے پوچھا آپ کہاں رہتے ہیں؟ آپ نے کہا پاکستان میں یا پنجاب میں تو اس کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ ہاں آپ کہیں میں ملتان میں رہتا ہوں تو ملتان کا نام لینے سے پنجاب اور پاکستان میں رہنے کی مزید تاکید ہوگئی۔ بالکل اسی طرح جب پادری "مبوٹا گل" ہمیں پوچھے گا آپ کون ہیں؟ تو اس کافر کو ہم یوں تعارف کرائیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔ پھر جب کوئی رافضی کلب علی ہمیں پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس پر حق کو ہم اپنا تعارف یوں کرائیں گے کہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں تو اہل سنت والجماعت کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے مسلمان کا نام چھوڑ دیا بلکہ اس سے تو اور تاکید ہوگئی کہ یہ سچا پکا مسلمان ہے۔ پھر ہمیں کسی مقلد نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو ان کے ساتھ ہمارا اختلاف اجتہادی مسائل میں ہے ہم نے کہا ہم حنفی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اہل سنت نہیں رہے یا مسلمان نہیں رہے بلکہ حنفی کے لفظ میں اہل سنت اور مسلمان ہونا یقیناً شامل ہے۔۔۔ تو بانی فرقہ کا یوں لکھنا کہ تم نے مسلمان نام چھوڑ کر حنفی رکھا ہے یہ ایسا جھوٹ اور جہالت ہے جیسے کوئی اس سے کہے کہ تو صوبہ سندھ اور ملک پاکستان سے باغی بن کراچی میں بیٹھا ہے۔ اس کے جھوٹ اور جہالت پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے۔ اس سے ہم نے بارہا یہ مطالبہ کیا کہ کوئی آیت یا حدیث ثابت کرو کہ سنی یا حنفی کہلانے سے انسان مسلمان نہیں رہتا لیکن ایسے خاموش ہیں جیسے صُمٌّ بُکْمٌ والی آیت ان ہی کے لئے نازل ہوئی ہے۔

مسعودی فرقہ اور قرآن :

اس میں شک نہیں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے جناب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی مگر سوال یہ ہے کہ چودھویں صدی کے مسلمانوں کو یہ قرآن کس واسطے سے ملا' ظاہر ہے کہ رسول پاک ﷺ اور ہمارے درمیان واسطہ امت ہے' ہمارے ملک میں قرآن پاک لانے والے سب اہل سنت والجماعت حنفی ہیں جو ہمارے نزدیک کامل ترین مسلمان ہیں اس لئے ہمیں یہ قرآن مسلمانوں کے ذریعہ سے ملا۔ بانی فرقہ' اہل سنت والجماعت کو مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے تو اسے یہ قرآن مشرکوں اور غیر مسلموں کے ذریعے ملا۔ یہودی بھی غیرت سے اتنے کورے نہیں کہ وہ اس کتاب پر اعتماد کریں جس میں ان کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان واسطہ غیر یہودی ہوں۔ ہندو اور عیسائی بھی کسی ایسی کتاب کو الہامی ماننے کو تیار نہیں جس میں واسطہ غیر ہندو یا غیر عیسائی ہوں' مگر بانی فرقہ کی غیرت قابل داد ہے کہ جن کو مشرک اور غیر مسلم کہتا ہے قرآن پاک کے بارہ میں انہی پر اعتماد کر رہا ہے۔ وہ تو کوئی ایسا قرآن لائے جو مسلمین بمعنی غیر مقلدین کے تواتر سے ملا ہو' تواتر تو کجا وہ غیر مقلدین کی سند سے خبر واحد کے طور پر بھی قرآن کو ثابت نہیں کر سکتے۔

چند سوالات :

بانی فرقہ کو دوسروں سے سوالات کرنے کا بہت شوق ہے' اپنے غلط سلط وسوسوں کو سوالات کا نام دے کر چھاپ دیتے ہیں جن کا تعلق نہ قرآن سے ہوتا ہے نہ حدیث سے مگر دوسروں کے سوالات کا جواب دینا موصوف کے بس کی بات نہیں' وہاں اولاً تو موت کی سی خاموشی طاری ہوتی ہے اگر کوئی جواب دہی پر زیادہ مجبور کرے تو گلی گلوچ پر اتر آتے ہیں اور عجیب پینترے بدلتے ہیں ۔۔۔ ایک صاحب کو فرماتے ہیں: "سوال کرنے والے کو چاہئے کہ سوال میں جن اقسام کا ذکر ہے ان کا ثبوت قرآن مجید

اور حدیث سے دیں اور پھر سوال کریں' یہ اقسام بالکل لغو اور خود ساختہ ہیں۔" (الجماعۃ القدیمہ ص ۲۹) ۔۔۔ جناب! آپ بھی جو سوالات پوچھتے ہیں وہ قرآن و حدیث میں ہوتے ہیں؟

(۱) آپ نے اپنی کتابوں میں اصول حدیث کی اصطلاحات اور راویوں کی اقسام بیان کی ہیں ان کا ثبوت قرآن و حدیث سے دے کر جواب دہی کا صحیح نمونہ قائم فرمائیں گے؟

(۲) آپ قرآن اور حدیث کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر دونوں کو ایک طرح نہیں مانتے' قرآن کی کسی آیت کی سند تلاش نہیں کرتے مگر حدیث کو بغیر سند کے بالکل نہیں مانتے' یہ فرق قرآن کی آیت میں ہے یا حدیث میں یا بقول جناب کسی لغو اور خود ساختہ اصول پر؟

(۳) قراء حضرات کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ قرآن پاک کی سات قراتیں متواتر ہیں جن میں آپس میں اختلافات ہیں' چار ائمہ جن کو آپ برحق مانتے ہیں' ان کا اختلاف برداشت نہیں کر سکے ان سب کو چھوڑ دیا تو یہ سات قاریوں کا اختلاف کس آیت یا حدیث کی بنا پر برداشت کر لیا؟ اسی طرح ان سب کو بھی کیوں نہ چھوڑا تاکہ قرآن سے ہی نجات مل جاتی؟

(۴) جناب اور جناب کا فرقہ ساتوں قراتوں پر تلاوت کرتا ہے یا صرف ایک قرات پر؟ ایک قرات پر تلاوت کرنے پورے قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے تو ائمہ اربعہ میں سے ایک کی تقلید کرنے میں بھی پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ ورنہ فرق کسی ایک آیت یا حدیث سے واضح کریں۔

(۵) سات قراتوں میں سے چھ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر صرف ایک قرات پر ہمیشہ تلاوت کرنا آپ کی رائے پر مبنی ہے یا خدا اور رسول کا حکم ہے تو اس کا حوالہ دیں۔

(۶) ان سات مختلف فیہ قاریوں میں مکی' مدنی' بصری قاری بھی تھے آپ نے ان سب کو چھوڑ کر قاری عاصم کوفی کی قرات کو ہی اختیار کیوں کیا؟ مکہ' مدینہ سے تعلق تو

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

قرآن پر نظر عنایت :

بانی فرقہ فرماتے ہیں : قرآن ہر لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے۔ یہ ایک خوش نما جملہ تو ضرور ہے مگر حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ نماز کا طریقہ اس میں ہے نہ کسی اور عمل کا اور پھر وہ ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ یہ عجیب بات ہے (تفہیم ص ۲۳۶)

مزید فرماتے ہیں: "قرآن کا اسلام تو بڑا آسان ہے۔ دعا مانگ لو صلوٰۃ ادا ہو گئی' پاکیزگی اختیار کرلو زکوٰۃ ہو گئی' صلوٰۃ میں ریاح خارج ہو جائے وضو سلامت رہے' تاج رنگ کی محفلیں قائم کرو کوئی ممانعت نہیں' لحون لطیفہ سے کوئی حرج نہیں' چوسر اور شطرنج سے لطف اٹھاؤ کوئی مضائقہ نہیں' قمار کھیلو کوئی ممانعت نہیں (ایضاً ص ۲۳۲) قرآن پاک میں عریانیت کا درس ہے (ایضاً ص ۲۳۴) اب کون کافر کہہ سکتا ہے کہ بانی فرقہ کا گھڑا قرآن کے اسلام سے خالی ہو گا بلکہ اس فرقہ کا ہر فرد اس اسلام کی تلاش میں تو مسلم بنا ہے۔

یہ مسلماں ہیں کہ جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

حق تلفی دار رسید۔ مزید جوش میں آکر فرماتے ہیں: "قرآن پاک میں بھی ایسی آیات پائی جاتی ہیں جس سے بظاہر رسول اللہ ﷺ کی منزلت کو بڑا دھکا لگتا ہے" (ایضاً ص ۲۴۳) اس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات سے مترشح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ معاذ اللہ گنہگار تھے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ معاذ اللہ شریعت الٰہیہ میں تبدیلی کر دیا کرتے تھے اور وہ بھی محض اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لئے۔

آیت بالا سے ثابت ہوا کہ اسلام خونریزی کو بہت پسند کرتا ہے۔ کیا ان آیات سے دشمنان اسلام کو اسلام پر چوٹنے کا موقع نہیں ملتا؟ (ایضاً ص ۲۴۸)

مزید فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ ابھی تک غفلت میں پڑے ہوئے ہیں' اعراض کر رہے ہیں" اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ حساب کا وقت قریب آگیا لیکن زمانہ شاہد ہے کہ تقریباً ایک ہزار چار سو سال گزر چکے' وقت حساب ابھی تک نہیں آیا' یہ کیسا قرب ہے (ص ۲۴۳)

قرآن پاک کی قطعیت پر تو قرآن کی آیات سے بھی چوٹ پڑتی ہے (ص ۲۵۵)

مزید لکھتے ہیں: "اگر مسلم ہو کر بھی قرآن مجید کا انکار کر سکتے ہیں۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں۔ فرشتوں پر' کتب سماوی پر اور رسولوں پر ایمان ہے لیکن یہ قرآن وہ قرآن نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا' اس میں تحریف ہو چکی ہے اور مسلمانوں کا جم غفیر اس تحریف پر ایمان رکھتا ہے اور خود قرآن کی عبارت بھی اس پر شاہد ہے۔ (ص ۲۴۹)

بانی فرقہ کی عبارت پڑھ کر سوامی دیانند کیوں نہ اسے کہے گا :

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی

پنڈت شردھانند کیوں نہ خوشی میں جھوم کر کہے گا :

میاں من و تو صلح قرار
قدسیاں نعرہ زناں حوریاں رقص کناں

پادری فانڈر کی روح خوشی میں پکار رہی ہو گی :

"جو مجھ سے نہ ہو سکا وہ تو نے کر دکھایا"

آہ حق شناس غیر مسلم ہیں اور قائلین تحریف مسلم' نہ قرآن قطعی ہے نہ نبی ﷺ کی شان باقی۔ قرآن پاک بھی پکار رہا ہے :

"ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں نہ ہو"

آہ من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

شریعت سازی کر رہا ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کی مثال اس نے پوری کر دی۔ اس کا فرض تھا کہ جہاں قرآن و حدیث کا مطلب سمجھنے میں امت میں اختلاف ہو وہاں براہ راست خدا اور رسول ﷺ سے اپنے بیان کردہ مطلب کو ثابت کرے وہ تو اس کے بس کی بات نہیں مگر وہ اپنی سمجھ کو عین خدا اور رسول ﷺ کی سمجھ بتاتا ہے۔ وہ ساری امت کے بارے میں کہتا ہے کہ اس سے خطا صرف ہو سکتی ہے بلکہ خطا ہوئی کا قائل ہے مگر اپنے فہم کو معصوم عن الخطاء کہتا ہے۔ جو اپنی سمجھ کی بات ہے اسے سمجھ کر اس کو عین مراد خدا اور رسول کہتا ہے۔ اگر کوئی اس کے خود ساختہ مطلب کو تسلیم نہ کرے تو یہ نہیں کہتا کہ اس نے میری سمجھ اور میرے فہم کا انکار کیا بلکہ یہ کہتا ہے کہ اس نے خدا اور رسول ﷺ کا انکار کیا اور اس کے بعد تمام ہی اس کی بات کے انکار کو خدا و رسول ﷺ کا انکار کہتے ہیں۔ اسی طرح حدیث کی تحقیق میں تیسری بات رفع تعارض میں اس کا عجیب طریقہ ہے کہ ایک حدیث کا غلط ترجمہ کر کے احادیث میں حقیقی تعارض پیدا کرتا ہے۔ پھر جتنی احادیث اس کے غلط ترجمے کے خلاف ہوں ان سب احادیث کے احادیث ہونے کا انکار ہی انکار کرتا ہے۔

مثال سے وضاحت :

یہ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ جوتا پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث متواترات میں سے ہے۔ تقریباً چھبیس (۲۶) صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے اور ایک غیر متواتر حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ بغیر جوتوں کے بھی نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث اگرچہ سنداً متواتر نہیں مگر امت میں عملی تواتر اسی حدیث پر ہے اور ان حدیثوں میں کوئی حقیقی تعارض بھی نہیں۔ لیکن اگر پہلی حدیث کا ترجمہ یوں کریں کہ آپ ﷺ ہمیشہ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے زندگی بھر میں ایک بھی نماز جوتے اتار کر نہیں پڑھی تو جو شخص جوتے اتار کر نماز پڑھتا ہے وہ [illegible] نماز نہیں پڑھتا تو یہ نہ صرف نبی پاک ﷺ

پر جھوٹ ہے بلکہ ساتھ ہی دوسری حدیث کا انکار بھی ہے۔ اسی طرح آپ بعد تحریمہ رفع یدین کرتے تھے، آپ بعد تحریمہ رفع یدین نہیں کرتے تھے، دو وقت میں یہ عمل ہو تو کوئی تعارض نہیں، لیکن جب کوئی یہ جھوٹ بولے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ بعد تحریمہ رفع یدین کرتے تھے، زندگی کی ایک نماز بھی بغیر رفع یدین کے نہیں پڑھی، یہ نہ صرف آپ ﷺ پر جھوٹ ہے بلکہ اس جھوٹ کے بعد بہت سی احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے جو ترک رفع یدین کی ہیں۔ ہم بڑی نرمی سے کہتے ہیں کہ تم ہمیشہ رفع یدین کرنے والا جھوٹ چھوڑ دو تو تمہیں احادیث میں نہ تعارض نظر آئے گا نہ دوسرے پہلو کی احادیث کا انکار کرنا پڑے گا مگر وہ اس پر ضد کر رہا ہے کہ میں اس جھوٹ کو نہیں چھوڑوں گا، البتہ ہر اس حدیث کو جو میرے جھوٹ کے خلاف ہوگی اس کو جھوٹا کہوں گا مگر اپنے جھوٹ پر ڈٹا رہوں گا۔

احادیث کا پوسٹ مارٹم :

حدیث کے صحیح یا ضعیف ثابت کرنے کے لئے تو ضروری تھا کہ خدا یا رسول ﷺ سے ثبوت پیش کرتا مگر وہ تو اس کے بس کی بات نہیں۔ اسماء الرجال اور امتیوں کی بنائے ہوئے اصول حدیث کے استعمال میں بھی بڑی خیانتیں کرتا ہے۔ ذرا ذرا بات پر حدیث کو جھوٹا کہتا ہے کہ اس میں انقطاع ہے حالانکہ اول تو یہ جرح ہی مختلف فیہ ہے اور جو اس کو جرح مانتے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جرح متابعات و شواہد سے ختم ہو جاتی ہے مگر یہ ظالم احادیث صحیحہ کو جھوٹی کہنے میں کسی اصول کا پابند نہیں۔ اس سے ایک ہی سوال کرتا ہوں کہ محدثین رحمہم اللہ سے تو ثابت کریں کہ ان کے ہاں مرسل شواہد اور متابعات کے بعد بھی حجت نہیں اور بخاری (۲۵۶ھ) کی بے سند معلقات حجت ہیں۔ جرح و تعدیل میں تفہیم الاسلام میں زیادہ مدار دو کتابوں پر رکھا ہے، ابن حجر (۸۵۲ھ) کی تقریب اور شرف الدین غیر مقلد (۱۳۸۱ھ) کی برق اسلام،

دونوں آپ کے نزدیک غیر مسلم ہیں۔ ان پر ایمان تو جانا مشکل ہے کہ پہلا تو پانچویں صدی میں چھٹی صدی کے راوی کو بلاوجہ ضعیف کہہ رہا ہے بلا سند بیان کر رہا ہے مگر صحیح حدیث کو جھوٹا کہنے کے شوق میں آٹھ سو سال کا انقطاع نظر نہیں آتا۔ دوسرا چودھویں صدی میں چھٹی صدی کے راویوں پر بے دلیل اور بے سند جرح نقل کر رہا ہے اور چھ سو سال کا انقطاع نظر نہیں آتا۔ غیر مقلدین سے دشمنی کی یہ بدترین مثال نہیں تو آپ کوئی ایک صحیح حدیث پیش تو کریں کہ آٹھ سو سال کا انقطاع قبول نہ کرنا اور چھ سو سال کا قبول کرنا۔ حنیف دین کا انقطاع قبول نہ کرنا اور چھ سو سال کا انقطاع قبول کرنا۔ الغرض احادیث رسول ﷺ کو جھوٹا کہنے میں اس شخص نے پکے منکرین حدیث کو بھی نیچا دکھا دیا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ :

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حدیث کی تحقیق میں تین باتوں کی ضرورت ہے (۱) ثبوت حدیث کی تحقیق (۲) دلالت حدیث کی تحقیق (۳) رفع تعارض۔ یہ تینوں باتیں کتاب و سنت میں نہیں ملتیں۔ اس لئے ہم امتیوں کے محتاج ہیں۔ محدثین رحمہم اللہ نے صرف پہلی بات پر اپنی رائے زنی کی ہے۔ ہاں فقہاء و مجتہدین رحمہم اللہ نے تینوں باتوں کی مکمل تحقیق فرما کر اس کا نچوڑ مکمل مسئلہ کی صورت میں پیش کیا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث کے مطابق جو بات کتاب و سنت میں نہ ملے اس میں اجتہاد پر فیصلہ ہوگا اس لئے ان تینوں باتوں کے لئے ہم امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے ہیں اور مسعودی فرقہ والے مسعود جیسے ان پڑھ کی۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔ اس بارہ میں خود بانی فرقہ کا اعتراف حق پڑھ لیجئے۔ ایک شخص نے اسے خط لکھا جس میں یہ جملہ تھا "میں قرآن مجید' سنت رسول ﷺ اور مسلک صحابہ کرام ؓ کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اتباع کرتا ہوں اور حنفی کہلاتا ہوں۔ چنانچہ

قطعی مطمئن ہوں لیکن حنفی ہونا جزو ایمان نہیں سمجھتا اور ان کی اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا۔ حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے" انہوں نے قرآن و حدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا" جبھی تو آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سے لوگ ان کی اتباع کرتے چلے آرہے ہیں۔ نہ صرف کراچی اور سیالکوٹ بلکہ ساری دنیا میں ان کی اتباع کی جاتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے۔ آپ اندازہ لگایئے کہ ان ایک ہزار برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث کامل ترین علماء کرام' عابد' زاہد' مجتہد' امام' فقیہ گزرے ہیں جو ان کے مقلد ہوئے اور ان کا اتباع کرتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا شمار تابعین میں تھا۔ امام صاحب کی مبارک آنکھوں نے صحابہ کرام ؓ کو دیکھا۔

غور کیجئے امام صاحب رحمہ اللہ کا رتبہ کتنا بڑا ہے۔ بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں۔ آج ان کے مقابلے میں اگر اپنی عقل کو کوئی ترجیح دے اور ان کو برا بھلا کہہ کر جہلاء میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اس کی خود غرضی اور بے ادبی بلکہ جہالت ہے۔ (خلاصہ تلاش حق ص ۲۱) بانی فرقہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں: "میں ان تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بیان کئے ہیں۔ میں کسی چیز میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کیا' ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا" (خلاصہ تلاش حق ص ۲۲) مسعودی فرقہ غور کرے کہ جو لوگ امام اعظم رحمہ اللہ کی تقلید و اتباع میں کتاب و سنت پر عمل کریں ان کو تو آپ مشرک اور غیر مسلم کہتے ہیں اور آپ کا امام جو ہمارے امام کی خاک پا کے برابر بھی نہیں اس کی تقلید کو فرض مانا جاتا ہے۔

قیام حشر کیوں نہ ہو کہ اک گھڑی گئی
کرے ہے حضور بلبل بستاں نوا سنجی

کرتے ہوئے بھی ہم ان ساری باتوں کے قائل ہیں اور ایمان کامل رکھتے ہیں اور ہم تقلید اسی لئے کرتے ہیں کہ ایمان سلامت رہے کوئی شخص ہمارے ایمان پر ڈاکہ نہ ڈال سکے۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۰،۱۱۱)

مسعود صاحب جواب میں لکھتے ہیں "خدا کی وحدانیت پر ایمان رکھتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کے باوجود بھی آپ مسلم نہیں، اس لئے کہ آپ شرک کرنے کے مرتکب ہیں۔ کیونکہ آپ نے تقلید کو داخل فی الدین کیا ہے اس کو واجب قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ شرک کے مرتکب ہوئے (خلاصہ تلاش حق۔ صفحہ ۱۲۹-۱۳۳) مزید لکھتے ہیں۔ سوال مرقومہ بالا میں جو باتیں وارد ہوئی ہیں ان سب باتوں پر مسلمانوں، مرزائیوں، رافضیوں، منکرین حدیث اور جملہ فرق باطلہ کا اتفاق ہے تو کیا وہ سب مسلم ہیں؟ (صفحہ ۱۳۳)

مسعود صاحب نے ان تمام مفسرین، محدثین، سلاطین اسلام کو مرزائیوں جیسا غیر مسلم بنادیا جن کا ذکر طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ میں آتا ہے۔ ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام دارقطنی، امام بیہقی، صاحب مشکوٰۃ، حافظ ابن حجر وغیرہ شامل ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسعود صاحب تک قرآن پہنچانے والے مشرک، حدیث جمع کرنے والے مشرک، اسماء الرجال لکھنے والے غیر مسلم۔ مسعود صاحب قرآن پاک کی صرف ایک آیت اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک حدیث ایسی سند سے پیش کردے جس کے راویوں نے ائمہ کی تقلید کرنے والوں کو مشرک اور غیر مسلم کہا ہو۔ مسعود احمد نے اپنی کتابیں ان غیر مسلموں کے حوالوں سے لکھی ہیں۔ مسعود صاحب غیرت کسی چیز کا نام ہے یا نہیں؟ آپ کوئی یہودی بھی ایسا نہیں ملا جس نے اپنی عبادت کا طریقہ غیر یہودیوں یعنی ہندوؤں وغیرہ کے حوالوں سے لکھا ہو۔ لیکن آپ کا سارا دین ہی غیر مسلموں کے حوالوں پر مبنی ہے۔

الغرض مسعود احمد نے مسلمین کا مطلب غیر مقلدین کیا ہے اس لئے مسعود کی جماعت المسلمین کا مطلب جماعت غیر مقلدین ہے اور یہ فرقہ چونکہ مسعود احمد کی امامت کو فرض مانتا ہے اس لئے اس کا نام مسعودی فرقہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں جہاں لفظ مسلمین آیا ہے اس سے یہ فرقہ ہرگز مراد نہیں، جیسے قرآن میں لفظ ربوہ سے مرزائیوں کا شہر ہرگز مراد نہیں۔ قرآن پاک کے حزب اللہ سے مسعود احمد صاحب اپنے حریف مسعود الدین کی جماعت مراد نہیں لیتے۔ تو مسلمین سے اپنا فرقہ کیسے مراد لے کر قرآن پر جھوٹ بولتے ہیں جب کہ یہ فرقہ ابھی عمر بلوغ کو بھی نہیں پہنچا۔

جب مسعود صاحب قرآن میں لفظ سنت سے مراد اہل سنت نہیں لیتے، قرآن میں لفظ حدیث سے اہل حدیث مراد نہیں لیتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث مرکب اضافی ہے اور حدیث کا لفظ مفرد ہے اس سے اہل حدیث مرکب کا ثبوت کیسے ہوا۔ مسعود صاحب کا حافظہ بہت کمزور ہے اس لئے وہ یہاں بھول گئے کہ جماعت المسلمین مرکب ہے، قرآن نے مسلمین بتایا تھا۔ مسعود نے قرآن کے خلاف اپنے فرقہ کا نام جماعت المسلمین رکھ لیا۔ جماعت المسلمین بمعنی جماعت غیر مقلدین اور مسعودی فرقہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی نہیں آیا۔ یہ لوگ رات دن قرآن وحدیث پر جھوٹ بولتے ہیں۔

جھوٹ پر جھوٹ۔ کسی بھوکے سے کسی نے پوچھا تھا دو اور دو کتنے؟ اس نے کہا چار روٹیاں۔ اس نے روٹیاں مراد لے لی تھیں۔ اسی طرح اس فرقے کو جہاں مسلم کا لفظ نظر آئے اس سے مسعودی فرقہ مراد لیتا ہے۔ یہ تو قرآن وحدیث پر جھوٹ ہے اور سب اہل اسلام پر جھوٹ بولا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے نام کو چھوڑ کر فرقہ وارانہ ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کیا۔ (صفحہ ۳) کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ مسعود صاحب پہلے اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اب انہوں نے یہ نام چھوڑ دیا ہے، کیا کسی حنفی نے بھی یہ کہا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ان کے بارہ میں یہ جھوٹ کیوں لکھا

کہ انہوں نے نام چھوڑ دیا۔ وہ ان تمام آیات اور احادیث پر ایمان رکھتے ہیں جن میں مسلمانوں کا ذکر ہے اور مسلمان کہلاتے ہیں۔

دعوة المسلمین :

مسعود احمد بانی فرقہ بخاری صفحہ ۱۳۳ کی حدیث سے بھی دھوکا دیتا ہے۔ جس میں حائضہ عورتوں کو مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا حکم ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ بخاری میں اسی صفحہ پر اس سے صرف پانچ سطر اوپر دعوۃ المومنین کا لفظ ہے اور بخاری (صفحہ ۹۰ ج ۱) پر بھی مومنین کا لفظ ہے۔ اس حدیث سے جماعت غیر مقلدین مسعودی فرقہ مراد لینا رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔

مکرم جماعت المسلمین: - بانی فرقہ مسعود احمد اس حدیث میں امام سے اپنا نام ہونا مراد لیتا ہے، جیسے مرزا قادیانی قرآن میں لفظ عیسیٰ سے اپنے آپ کو مراد لیتا ہے حالانکہ اس حدیث میں امام سے مراد خلیفہ ہے جیسا کہ خود حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں صراحۃً آگیا ہے (دیکھو ابوداؤد صفحہ ۵۸۴ ج ۲) اور بچارے مسعود کو خلافت تو کیا ملتی وہ ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہے اور جماعت المسلمین سے سنی مسلمان مراد ہے کیونکہ مسلم صفحہ ۱۲۷ ج ۲ پر اس جماعت کے مخالفین کے بارہ میں صراحۃً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یستنون بسنتی فرمایا ہے جب وہ غیر سنی ہیں تو یقیناً جماعت المسلمین سے مراد سنی مسلمان ہیں مگر بانی فرقہ یہ الفاظ جن میں سنت کا ذکر ملتا ہے ہرگز نقل نہیں کرتا۔ اس حدیث سے اپنا فرقہ مراد لینا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر صریح جھوٹ ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس حدیث میں جس فتنہ کا ذکر ہے وہ بالکل قرب قیامت کا زمانہ ہے۔ ابوداؤد صفحہ ۵۸۳ ج ۲ پر صریح حدیث موجود ہے کہ گھوڑی حاملہ ہو گی مگر اس کے بچہ جننے سے پہلے قیامت آجائے گی۔ کیا واقعی یہ وہ زمانہ ہے۔ مسعود صاحب

قرآن نے تو یہود کی یہ عادت بتائی ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ وہ باتوں کو اپنے موقع سے ہٹا کر بے موقع استعمال کرتے ہیں۔ آپ نے قرآنی آیات اور احادیث کو بے موقع استعمال کر کے یہود کی یاد تازہ کر دی ہے۔

اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ آپ کے اس نوزائیدہ فرقے کا ذکر کسی حدیث میں مل جائے تو اس کے لئے مناسب ترین حدیث ہے یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمه یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں میں صرف اسلام کا نام باقی رہ جائے گا۔ (جیسا کہ مسعودی فرقہ کا عنوان جماعت المسلمین ہے۔ مگر اسلام، اتحاد کا نشان تک مفقود ہے) ان کے پاس قرآن کے صرف الفاظ ہوں گے اس سے استنباط احکام کی اہلیت سے بالکل کورے ہوں گے، ان کی مساجد اگرچہ آباد ہوں گی مگر وہ ہدایت کا سرچشمہ نہیں ہوں گی، ان کے علماء زمین کے رہنے والوں میں سب سے شریر ہوں گے۔ (کیونکہ باقی شریر دنیا میں شرارتیں کرتے ہیں اور مسجد سے باہر شرارتیں کرتے ہیں مگر ان کی شرارتوں کے اڈے ان کی مساجد ہوں گی، اور وہ دین میں شرارتیں اور فتنے پھیلائیں گے، وہ ان فتنوں کے بانی بھی ہوں گے اور ان فتنوں کے سرپرست بھی ہوں گے۔ (شعب الایمان بیہقی بحوالہ مرقاۃ صفحہ ۲۶۱ ج ۱) دیکھئے یہ بات مشاہدہ میں آچکی ہے کہ آپ کی مسجد سے ان پڑھ نوجوان نکل کر ہر دفتر ہر بازار ہر دکان پر اور ہر بس میں فتنہ پھیلاتے ہیں اور مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اپنی جہالت کا بھی پورا پورا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم عالم نہیں ہیں۔ پھر ساتھ یہ بھی جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں جب ہم ان کے سامنے قرآن و حدیث رکھتے ہیں کہ اس سے صرف ایک رکعت کی مکمل ترتیب اور مسائل دکھا دو تو صم بکم عمی فهم لا یرجعون کا مجسم مصداق آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

ہے۔ ان میں صحابہ کا عمل بھی مختلف ہے، ایسی احادیث کو بعض علاقوں میں عملی تواتر نصیب ہوا بعض دوسرے علاقوں میں اُن کے بظاہر مخالف دوسری احادیث کو عملی تواتر نصیب ہوا۔ ان احادیث کی مثال چاند کے ثبوت کی طرح ہے ایک علاقے میں عید کا چاند نظر آ گیا سارا ملک عید پڑھ رہا ہے۔ دوسرے ملک میں چاند نظر نہیں آیا سب نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ دونوں ملک مسلمان ہیں، موطا امام مالک میں کتنی ایسی احادیث ہیں جو سنداً صحیح ہیں لیکن اہل مدینہ کا تعامل اُس پر نہ ہونے کی وجہ سے امام مالکؒ نے بھی اُن پر عمل نہیں کیا۔ اسی طرح امام اعظم امام ابوحنیفہؒ بھی ایسی روایات میں اُن روایات پر ہی عمل کرتے ہیں جن پر اہل کوفہ کا تعامل ہو۔ اُس کے مخالف احادیث اس علاقہ میں تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ کہلاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کذاب اور دجال ہوں گے وہ ایسی احادیث تمہارے پاس لائیں گے جو تمہارے باپ دادا نے نہ سُنی ہوں گی۔ (یعنی ان پر اُس علاقہ میں عمل نہ ہوگا۔ عملی تواتر اُن کے خلاف ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن سے بچنا، ایسا نہ ہو کہ تم کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کر دیں (صحیح مسلم ص ۱۰ ج ۱) باقی فرقہ مسعود احمد نے بالکل یہی کام کیا جس کو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ اور گمراہی قرار دیا تھا کہ جن احادیث کے موافق اس ملک میں صدیوں سے عملی تواتر موجود تھا۔ اُن کو جھوٹا اور ضعیف کہہ کر نا قابل عمل قرار دیا اور جو احادیث اس ملک کے صدیوں کے عملی تواتر کے خلاف تھیں اور عملاً شاذ تھیں اُن کو پیش کر کے فتنہ اور گمراہی پھیلائی۔

اجماعِ اُمت:

آپ نے باقی فرقہ کا عقیدہ اسلام کے بارے میں معلوم کر لیا کہ اُس کے نزدیک مسلم کا مطلب غیر مقلد ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں بھی اُس کے عقائد آپ کے سامنے آ گئے احادیث کے بارے میں بھی اس کا سارا زور تعارضات پر ہے اور تعارضات میں سے اُن احادیث پر عمل اور اُن کی دعوت جو اس ملک میں تواتر عملی کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ ہیں کاش وہ من شذ شذ فی النار کی وعید سے ڈر جاتا۔

تمام اہل سنت اجماع اُمت کو دلیل شرعی مانتے آئے ہیں اجماع اُمت کا مخالف اصل کتاب وسنت دوزخی ہے۔ باقی فرقہ اجماع اُمت کو دلیل شرعی نہیں سمجھتا۔ اس لئے اس نے اجماع کی تعریف ایسی بیان کی کہ اس کا تحقق ہی نہ ہو سکے، چنانچہ لکھتا ہے اجماع اُمت سے مراد یہ ہے کہ صحابہ سے لے کر قیامت تک سب مسلم اُس پر اتفاق کر لیں (خلاصہ تلاش حق ص ۱۷۷) اجماع کی تعریف نہ قرآن میں نہ سنت میں، نہ اصول میں، مسعود صاحب نے اسی لیے اس پر کوئی حوالہ نہیں دیا، گویا یہ تعریف اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ کی مصداق ہے۔ لیکن بعض جگہ باقی فرقہ کو خود اجماع کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کتاب کے ص ۳۲ سے ص ۳۶ تک اس بات پر زور دیا ہے کہ بخاری و مسلم کے صحیح ہونے پر اُمت کا اتفاق و اجماع ہے۔ کیا مسعود صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ اجماع کس مقام پر کس سنہ میں ہوا تھا جہاں تمام صحابہ سے لے کر قیامت تک کے مسلم جمع تھے۔ مسعود جی یہ تو ابن صلاح کا قول ہے جو نہ خدا نہ نبی نہ صحابی نہ تابعی نہ تبع تابعی نہ مجتہد بلکہ امام شافعی کا مقلد جو آپ کے نزدیک سرے سے مسلم ہی نہیں۔

اجتہاد و قیاس:

تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ "القیاس مظہر لا مثبت" کہ قیاس کتاب وسنت کے پوشیدہ مسائل کو تلاش کرنے کا نام ہے، از خود مسائل گھڑنے اور شریعت سازی کا نام قیاس و اجتہاد نہیں ہے، اہل سنت کا اتفاق ہے مجتہد شارع یعنی شریعت ساز نہیں ہوتا بلکہ شارح یعنی کتاب وسنت کی تشریحات کا ماہر ہوتا ہے وہ اجتہادی مسائل میں واسطہ فی البیان اور واسطہ فی التفہیم ہوتا ہے۔ اہل سنت والجماعت

کے نزدیک ایسے مسائل اجتہادیہ میں جو کتاب وسنت میں ہی پوشیدہ ہیں۔ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور عامی پر تقلید واجب ہے، بانی فرقہ مسعود احمد جس نے اسلام اور اجماع کا معنی بگاڑا۔ اسی طرح اجتہاد اور تقلید کا معنی بھی بگاڑا۔ اہل سنت کے ہاں اجتہاد کا مطلب ہے کتاب وسنت کے پوشیدہ مسائل کی تلاش اور اس نے اجتہاد کا معنی یوں بگاڑا کہ قرآن وسنت کے خلاف مسائل گھڑنا اور کتاب وسنت کے خلاف شریعت سازی کرنا۔ یہ مطلب محض جھوٹ اور افتراء ہے، کسی مجتہد سے بانی فرقہ اجتہاد کا یہ مطلب ثابت نہیں کر سکتا، اور تقلید کا مطلب سب اہل سنت والجماعت کے ہاں یہی ہے کہ ائمہ مجتہدین نے جو مسائل کتاب وسنت ہی سے تلاش کئے ہیں اُس مجتہد کی رہنمائی میں کتاب وسنت سے ہی ظاہر شدہ احکام پر عمل کرنا۔ مگر بانی فرقہ نے تقلید مجتہد کا یہ غلط مطلب گھڑا کہ کتاب وسنت کے خلاف مجتہدین کے از خود گھڑے ہوئے مسائل پر عمل کرنا، اسی جھوٹ کی بناء پر اُس نے فتنہ کھڑا کر دیا ہے حالانکہ مجتہد کی تقلید کا یہ مطلب بانی فرقہ کا خانہ ساز ہے۔ مقلدین پر بہتان اور افتراء ہے، مقلدین کی کسی مستند کتاب سے بانی فرقہ تقلید مجتہد کی یہ تعریف ہرگز نہیں دکھا سکتا۔

جادُو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے:

بانی فرقہ اگرچہ مجتہدین کو شریعت ساز کہتا ہے مگر ایک جگہ اُس کے قلم سے حق بات نکل ہی گئی، لکھتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ چاروں اماموں نے جس اصول پر مسائل کی بنیاد رکھی وہ اصول سنت ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کیا اور قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی اور شخص کے قول کو دلیل نہیں بنایا نہ اس کو حجت سمجھا۔ لہٰذا اُن کا یہ طریقہ بے شک سنت تھا اور وہ چاروں برحق تھے۔ رحمہم اللہ (خلاصہ تلاش حق ص ۸۸) ایسے ہی موقع پر کسی نے کہا ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں ! زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

اب سوال یہ ہے کہ جو امام برحق ہیں۔ انہوں نے مسائل قرآن وحدیث کی روشنی میں حل فرمائے۔ ان کا یہ طریقہ سنت ہے تو اُن مسائل کی پیروی عین کتاب وسنت کی پیروی ہے، اس تقلید کو کفر شرک کیسے کہا جاتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

ائمہ اربعہ کو بانی فرقہ نے برحق مان لیا اب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پڑھیے، ایک شخص نے اُسے خط لکھا "میں بفضل خدا حنفی ہوں قرآن مجید سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلک صحابہ کرام کے بعد امام ابوحنیفہ کی اتباع کرتا اور حنفی کہلاتا ہوں، اور بفضلہ تعالیٰ مطمئن ہوں لیکن حنفی ہونا جرم یہاں نہیں سمجھتا اور ان کی اتباع اس لئے کرتا ہوں کہ انہوں نے قرآن وحدیث کو خوب سمجھا، حدیثوں کو سمجھنا اور جانچنا بڑی قابلیت کا کام ہے۔ انہوں نے قرآن وحدیث کو خوب سمجھا اور ہم کو نہایت آسان طریقہ سے سمجھایا۔ جب ہی تو آج ایک ہزار سال سے زائد زمانہ سے لوگ ان کی اتباع کرتے چلے آتے ہیں نہ صرف کراچی اور سجاول بلکہ ساری دنیا میں ان کی اتباع کی جاتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے، آپ اندازہ لگائیے کہ اُن ایک ہزار سے زائد برسوں میں کیسے کیسے زبردست محدث قابل ترین علماء کرام، عابد، زاہد، مجتہد، امام فقیہ گزرے ہیں جو ان کے معتقد ہوئے اور ان کی اتباع کرتے تھے امام صاحب کا رتبہ کتنا بڑا ہے بڑے بڑے امام وقت آپ کے شاگرد گزرے ہیں، آج اُن کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی عقل کو ترجیح دے اور اُن کو بُرا بھلا کہہ کر جھلا دیں اپنا مقام حاصل کرنا چاہے تو یہ اُس کی خودغرضی اور نادانی بلکہ جہالت ہے۔

(خلاصہ تلاش حق ص ۱۵)

بانیٔ فرقہ مسعود احمد صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔ "میں اُن تمام فضائل کو تسلیم کرتا ہوں جو آپ نے امام ابوحنیفہؒ کے متعلق بیان کئے ہیں، میں کسی بھی

بیج میں اپنے کو ان کا ہم پلہ تو کجا ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا (خلاصہ تلاش حق ص ۲۲) مسعودی فرقہ غور کرے کہ جو لوگ امام اعظم کی تقلید ور جمانی میں کتاب و سنت پر عمل کریں ان کو آپ لوگ مشرک اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں اور آپ کا امام جو بہ اقرار خود ہمارے امام کی خاک پا کے برابر نہیں اُس کی تقلید کو فرض مانا جاتا ہے۔

تلک اذاً قسمة ضیزیٰ.

فرقہ بندی:

گزشتہ سطور میں واضح کر چکا ہوں کہ دور برطانیہ میں ملکہ وکٹوریہ کے اشتہار آزادگی مذہب پر لبیک کہتے ہوئے جو لوگ قید مذہب یعنی تقلید امام سے آزاد ہو گئے اُن میں فرقے ہی فرقے بنتے چلے گئے کہ لوگ ان فرقوں سے تنگ آ گئے، اس فرقہ بندی کا ایک ہی علاج تھا کہ یہ لوگ ذہنی آوارگی چھوڑ کر پھر تقلید امام کی طرف آ جاتے تو اس فرقہ در فرقہ اور اختلاف در اختلاف سے بچ جاتے۔ اہل اسلام کی صفوں میں پھر اتحاد و اتفاق پیدا ہو جاتا، مگر یہ علاج حکومت برطانیہ کے لئے سخت خطرہ تھا، ان فرقہ پرستوں کا طریقہ یہ رہا کہ فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے، فرقہ بندی کے اپنے گناہ کو ائمہ اربعہ کے سر تھوپتے۔ ان کو دل کھول کر بُرا بھلا کہتے کہ لوگ کہیں اُن کی تقلید کی طرف واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے فرقے بٹ نہ جائیں، ائمہ اربعہ پر فرقہ پرستی کا بہتان باندھ کر خود ایک اور فرقہ بنا لیتے۔ یہی کچھ اس فرقہ کے بانی نے کیا فرقہ پرستی کی برائی بیان کرتے کرتے خود ایک نیا فرقہ بنا لیا اور گالیاں بدستور مذاہب اربعہ کو دے رہے ہیں۔ ہم پہلے اپنے بارے میں عرض کرتے ہیں اسلام ہمارا دین ہے ہم مسلمان ہیں جس نام کی وجہ سے ہم دوسرے دینوں سے ممتاز ہیں، نام نہاد نہ ہم ہندو ہیں نہ عیسائی نہ یہودی۔ پھر رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مختلف فرقوں میں بٹ گئی ان میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل

سنت والجماعت ہے اس نام سے باقی نام نہاد اسلامی فرقوں شیعہ، معتزلہ، جہمیہ، قدریہ وغیرہ سے ممتاز، پھر اہل سنت والجماعت میں رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کی پاک جماعت کے طریقوں کو چار ائمہ کرام نے مرتب اور مدون فرمایا، جس طرح قرآن پاک کو سات قاریوں نے مرتب فرمایا۔ اب کسی علاقے میں کسی قاری کی متواتر قراۃ کے مطابق سب لوگ تلاوت کر رہے ہیں۔ کسی علاقے میں دوسرے قاری کی قراۃ پر تلاوت کر رہے ہیں۔ جس طرح ان سات قراتوں کو کوئی بے وقوف سات قرآن نہیں کہتا۔ سات ٹکڑے نہیں کہتا، جس نے ایک قراۃ پر قرآن کریم کی تلاوت کی اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملا اسی طرح جس نے ایک امام کی تقلید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا اُسے پوری سنت پر عمل کرنے کا ثواب ملا۔ جس طرح قرآن پاک کی مختلف سات یا دس قراتوں کو فرقہ وارانہ قراتیں کہنا پرلے درجہ کی جہالت ہے، اسی طرح مذاہب اربعہ کو فرقے قرار دینا ان کے اختلاف کو فرقہ وارانہ قرار دینا یہ جہالت کی انتہا ہے، مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے جو منزل سے ملانے کے لئے بنایا جاتا ہے اور فرقہ کا معنی خود بانی فرقہ نے کٹنے والا کیا ہے۔ مذہب ملانے والا، فرقہ کاٹنے والا دو متضاد باتیں ہیں مذہب کو فرقہ کہنا دن کو رات، آسمان کو زمین، گرم کو سرد کہنے سے بڑھ کر حماقت ہے۔ جس طرح قاریوں کا اختلاف قراۃ صحابہ سے آیا۔ کتب احادیث میں بعض اختلافی احادیث صحابہؓ سے مروی ہیں، کتب احادیث میں صحابہؓ کے مختلف اجتہادی فتاوی درج ہیں تو کیا یہ عقلمند یہاں بھی فرقہ وارانہ صحابہ، فرقہ وارانہ احادیث، فرقہ وارانہ قرآن کہہ کر یہ اعلان کرے گا کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرقہ واریت کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ سب فرقہ وارانہ صحابہ کو چھوڑ دو سب فرقہ وارانہ احادیث کو چھوڑ دو۔ سب فرقہ وارانہ قرآنوں اور فرقہ وارانہ رسولوں کو چھوڑ دو۔ چونکہ مسعود صاحب نے خود اکابر سے کٹ کر فرقہ بنایا اپنے آپ کو امام مفترض الطاعۃ بنایا، اُس کا رات دن، نیند اور بیداری فرقہ واریت میں ڈوبی ہوئی ہے، اس لئے وہ

جس کو گالیاں دینا چاہتا ہے اُس کے ساتھ لفظ فرقہ وارانہ اپنی طرف سے لگا کر اُس کو کوسنا شروع کر دیتا ہے۔ جب گالیاں دے کر تھک جاتا ہے تو اُن ہی فرقہ وارانہ کتب حدیث سے متروک العمل احادیث چُن کر اپنے فرقے کو اُس پر لگاتا ہے، انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے علماء کو احبار ورھبان مان کر اُن کے فیصلے نقل کرتا ہے کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں ضعیف ہے۔ انہیں فرقہ وارانہ مذاہب کے اسماء الرجال اور علم اصول سے سرقہ کرتا ہے۔ زبان سے ان کو مشرک بھی کہتا ہے، ان کی جوتیاں بھی چاٹتا ہے۔ اُن کی تے تک چاٹ جاتا ہے۔ مذاہب کو فرقہ وارانہ کہنا اس بدبخت فرقہ کی جہالت ہے۔

اختلاف اُمت:

بانی فرقہ چونکہ خود سراپا اختلاف ہے۔ اس لئے اختلاف اختلاف کے نعرے لگاتا ہے، لیکن جیسا کہ گزر چکا ہے اختلاف احادیث میں بھی ہے، اختلاف قرأت میں بھی ہے، اختلاف صحابہ میں بھی ہے، اختلاف اصول حدیث میں بھی ہے، اختلاف اسماء الرجال میں بھی ہے، اختلاف محدثین میں بھی ہے، ان سب اختلافات کو وہ برداشت کرتا ہے، مگر مجتہدین کے اختلاف کو خوب اُچھالتا ہے۔ اختلاف کی بُرائی میں جو آیت یا حدیث مل جائے اُسے صرف ائمہ اربعہ کے اختلاف پر چسپاں کرتا ہے حالانکہ وہ خود بھی مانتا ہے کہ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے" اختلاف ایک فطری امر ہے ہو جایا کرتا ہے (تفسیر قرآن عزیز ص ۵۷ جلد اول) یقیناً ائمہ مجتہدین کا اختلاف بھی فطری ہے خود بانی فرقہ جدید لکھتے ہیں۔ اجتہادی اختلاف اعمال میں تو ہو سکتا ہے اور اس کو گوارہ کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔ ائمہ کا اختلاف اجتہادی تھا اور صرف اعمال میں تھا (خلاصہ تلاش حق ص ۲۶) اور آپ پڑھ چکے ہیں کہ بانی فرقہ چاروں ائمہ کو برحق مانتا ہے (خلاصہ تلاش حق ص ۸۸) پھر اُن کے اختلاف کا شور کس لئے کرتا ہے۔

ہاں اختلاف کی دوسری قسم کو بانی فرقہ نے لعنت لکھا ہے (تفسیر قرآن عزیز

ص۵۷ جلد اول) اب دونوں کو مثال سے سمجھیں ایک شخص کراچی شہر میں ہے جو سینکڑوں مساجد کے محراب کو دیکھ رہا ہے اور ہزاروں نمازیوں کو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے کہ سب مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ شخص سب کے خلاف شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے اور سب نمازیوں کی نماز کو باطل کہتا ہے، جب پوچھو تو بخاری شریف کھول کر بیٹھ جاتا ہے کہ اس میں صحیح حدیث موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا رفع حاجت کے وقت نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پشت کرو، بلکہ رفع حاجت کے وقت یا مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف، بخاری شریف کی اس صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قبلہ نہ مشرق کی طرف ہو سکتا ہے نہ مغرب کی طرف، جس طرح میں نے بخاری شریف سے ثابت کر دیا کہ قبلہ ہرگز ہرگز مغرب کی طرف نہیں ہو سکتا تمہاری ساری نمازیں باطل ہیں اگر کوئی شخص بخاری کی صریح حدیث سے مجھے دکھا دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ قبلہ شمال کی طرف نہیں ہو سکتا تو میں شمال کا صریح لفظ دیکھ کر مبلغ پچاس لاکھ روپے انعام دوں گا۔ کیا مسعود صاحب اس آدمی سے یہ انعام لے سکیں گے اگرچہ وہ شخص یہ اختلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بخاری شریف کے نام سے کر رہا ہے مگر اُس کے اس بین اختلاف کو اُمت میں تفرقہ قرار دیا جائے گا۔ قرآن وحدیث میں جہاں بھی تفرقہ کی مذمت ہے وہ وہی تفرقہ واختلاف ہے جو بینہ (پوری وضاحت) کے بعد کیا جائے۔ ہاں فطری اختلاف کی مثال یہ ہے کہ سندھ کے جنگل میں رات ہو گئی۔ آسمان پر بادل ہیں کوئی ستارہ نظر نہیں آتا قبلہ کا علم نہ کوئی بتلانے والا ہے، اب چار لوگوں نے تحری سوچ بچار کیا، ایک کا دل اس طرح مائل ہوا کہ قبلہ اس طرف ہے حالانکہ وہ مشرق ہے، دوسرے کا دل مائل ہوا کہ اس طرف ہے حالانکہ وہ شمال ہے تیسرے کا دل جنوب کی طرف مائل ہوا چوتھے کا مغرب کی طرف سب نے نماز عشاء پڑھ لی۔ اب دیکھئے ان چاروں میں یقیناً صرف ایک منہ قبلہ کی طرف تھا تین چہرے یقیناً یقیناً قبلہ سے مڑے

ہوئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کی نماز قبول فرمالی۔ ہاں اتنا فرق ہوا جس نے نماز مغرب کی طرف پڑھی اس کی نماز قبول اور اجر دو ملے باقی تینوں کی نماز قبول مگر اجر ایک ایک ملا۔ ایسے اختلاف کو اجتہادی اختلاف کہتے ہیں یہ ایک فطری اختلاف ہے، کیا مسعود صاحب ان چاروں نمازیوں پر تفرق و اختلاف کی مذمت والی آیات و احادیث بلند کر کے ان کو کافر مشرک قرار دیں گے۔ مسعود صاحب کا اجتہادی اختلاف پر ان آیات کو چسپاں کرنا یہودیوں کی طرح یحرفون الکلم عن مواضعہ پر عمل ہے۔ الغرض مسعود صاحب نے اپنے مفترض الطاعۃ امام بننے کے بعد اسلام کے معنی بدلے، اجتہاد کے معنی بدلے، تقلید کے معنی بدلے، مذہب کے معنی بدلے، فرقہ وارانہ کا لفظ بے موقع استعمال کیا، اختلاف فطری کو اختلاف لعنت قرار دیا۔

مسعود صاحب کی عادت:

مسعود صاحب لوگوں کے سامنے یہ دعوت لے کر کھڑے ہوئے کہ میں ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے دکھا سکتا ہوں مگر اس میں وہ بُری طرح ناکام ہوئے تو اپنی اس ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لئے پھر وہ فقہ کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، کبھی تو وہ فقہ کی کتابوں سے ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو نہ مفتٰی بہ ہیں نہ معمول بہ۔ مسعود صاحب مذہب حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر احناف کا فتویٰ اور متواتر عمل ہے، شاذ اور متروک اقوال مذہب حنفی ہرگز نہیں، جس طرح قرآن وہی ہے جو اُمت میں تواتر کے ساتھ ہر جگہ پڑھا جارہا ہے نہ کہ کسی کتاب میں مذکور شاذ و متروک قرأتوں کو قرآن کہا جائے ایسا شیعہ، عیسائی اور ہندو تو کرتے تھے، آپ نے بھی مفتٰی بہ اور معمول بہ مسائل کو چھوڑ کر غیر مفتٰی بہ، اور شاذ مسائل پر اعتراض شروع کر دیا اس کا جواب ہماری طرف سے وہی ہے جو آپ نے منکرین حدیث برق صاحب کو دیا "ضعیف حدیث کے ہم جواب دہ نہیں، ضعیف حدیث پر اعتراض کرنا بھی فضول ہے" (تفہیم الاسلام ۲۵۰) ہم

بھی کہتے ہیں شاذ غیر مفتٰی بہ اور متروک العمل اقوال مذہب اقوال نہ ہی حنفی نہیں، ان اقوال پر اعتراض بھی فضول ہے اور ہم ان کے جواب دہ بھی نہیں ہیں۔

اور بعض اوقات مسعود صاحب منکرین حدیث کی تقلید پر اُتر آتے ہیں، جیسے وہ کہا کرتے ہیں کہ احادیث میں بہت سے گندے مسائل ہیں بہت سی حدیثیں قرآن کے خلاف ہیں، یہی کچھ مسعود صاحب نے فقہ کے بارے میں کہا کہ میرے خیال میں اس کا جواب بھی وہی بہتر ہے جو مسعود صاحب نے منکرین حدیث کو دیا ہے۔ لکھتے ہیں "اگر سب (محدثین) نے مل کر کسی حدیث کو قرآن مجید کے خلاف نہیں سمجھا اور ہم ان کو قرآن مجید کے خلاف سمجھیں تو کیا یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے یا اُن سب اگلے پچھلے محدثین کی سمجھ کا قصور ہے" (تفہیم الاسلام ص ۲۶۰) مسعود صاحب ہزاروں محدثین اور فقہا امام صاحب کے مقلد گزرے ہیں جیسا کہ آپ کو بھی اعتراف ہے، اگر ان سب نے ان مسائل کو خلاف حدیث نہیں کہا، تو اصل بات یہی ہے نہ آپ کو حدیث کی سمجھ آئی نہ فقہ کے مسئلہ کی سمجھ آئی، کیونکہ اصل تو یہی ہیں تو آپ کو پڑھنی نہیں آتیں، یہ سارا آپ کی سمجھ کا ہی قصور ہے۔

آخری بات!

بانی فرقہ نے اپنے بارے میں اپنے فرقہ کو یہ باور کرا رکھا ہے کہ وہ بہت بڑا محقق ہے اور وہ اپنی کتاب میں سب صحیح احادیث نقل کرتا ہے، اس لئے بیچارے سادہ لوح لوگ اس کی باتوں میں پھنس جاتے ہیں، اس مختصر رسالہ میں صرف چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ بانی فرقہ نے ۱۳۹۵ھ میں یہ فرقہ بنایا اور ۱۳۹۸ھ میں نماز کی کتاب بنام "صلوٰۃ المسلمین" شائع کی، اس میں لکھا "اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی اگر کوئی صاحب اس کتاب کی کسی حدیث کے ضعیف ہونے کی نشاندہی فرمائیں گے تو ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں اُسے اس کتاب میں درج نہیں کیا جائے گا (ص ۳۳)

اس کتاب میں سب سے زیادہ زور مسئلہ رفع یدین پر لگایا ہے۔ چنانچہ نمبر
(۱) صفحہ ۳۱۰ پر اس پر پہلی حدیث ابوبکر صدیقؓ سے لایا ہے اس کی سند کا پہلا راوی امام بیہقی مقلد امام شافعی (تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ) اُن کا مستقل رسالہ حیات الانبیاء پر ہے۔ یہ دونوں باتیں مسعود کے نزدیک شرک ہیں۔

(۲) دوسرا راوی ابوعبداللہ الحافظ یہ شیعہ ہے اور فرقہ میں ہونا مسعود کے ہاں شرک ہے۔ (۳) الصفار کا سماع السلمی سے ثابت نہیں اور منقطع روایت بانی فرقہ کے نزدیک باطل اور ناقابل اعتبار ہے (تفہیم الاسلام ۹۳ صفحہ ۱۰۹۔ صفحہ ۱۱۳) (۴) یہی ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم ضعیف ہے (تہذیب التہذیب صفحہ ۴۰۲ ج ۹) ایسی روایت کو بانی فرقہ کذب و بہتان کہتا ہے (تفہیم صفحہ ۱۳۸)

دوسری روایت حضرت عمرؓ سے نقل کی ہے (۵) جو اس کو متصل السند کہا ہے جو بالکل غلط ہے۔ متصل سند پیش کرے ورنہ یہ باطل اور ناقابل اعتبار ہے۔ (۶) اس کے دو راوی شیخ [illegible] اور سلیمان غیر معروف ہیں۔ خود بانی فرقہ ایسی روایت کو جھوٹ اور افتراء کہتا ہے (تفہیم صفحہ ۱۳۶) (۷) صفحہ ۳۱۲ پر حضرت علیؓ کی روایت لکھی ہے۔ جس میں عبدالرحمن بن ابی الزناد ضعیف اور منفرد ہے۔ اور اذا قام من السجدتین کا ترجمہ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے کیا ہے۔ جو غلط ہے۔ (۸) عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے مرفوع موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔ (۹) مالک بن الحویرث کی حدیث کا مدار ابو قلابہ ناصبی پر ہے۔ جو بانی فرقہ کے نزدیک فرقہ پرست اور مشرک ہے۔ (۱۰) حضرت وائل کی سند کا راوی محمد بن حجادہ شیعہ یعنی فرقہ پرست اور مشرک ہے (۱۱) حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کا مدار ابن جریج پر ہے جس نے مکہ مکرمہ میں رہ کر ۹۰ عورتوں کے ساتھ متعہ کیا اور دوسرا راوی یحییٰ بن ایوب غافقی ضعیف ہے۔ (۱۲) حضرت جابر کی روایت میں ابو حذیفہ ضعیف ہے (۱۳) انسؓ کی روایت کی سند حمید مدلس کی روایت کو بانی فرقہ مشکوک کہتا ہے۔ (تفہیم صفحہ ۱۱۴) (۱۴) تمام صحابہ رفع یدین کرتے تھے، نہ

حسن بصری تمام صحابہ کو ملے نہ اس کی سند صحیح کہ قتادہ مدلس ہے اور جزء رفع یدین کا راوی محمود بن اسحاق الخزاعی کا ترجمہ و توثیق ثابت نہیں (۱۵) صفحہ ۳۵۳ پر حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زیاد بن حارثؓ ۱۱ صحابہ کا نام لکھا ہے کہ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے۔ اگر مسعود صاحب ان گیارہ صحابہ سے صحیح سندیں دکھا دیں تو ہم فی سند ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ اور اُس کے فرقہ والوں سے بھی عرض ہے کہ جو شخص ایک سانس میں گیارہ صحابہ پر جھوٹ بولتا ہے آپ اُس امام کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔ (۱۶) صفحہ ۳۵۲۔ ۳۵۳ پر صحابہ کی ایک مجلس کا ذکر کیا ہے کہ ۱۷ صحابہ اُس مجلس میں تھے۔ وہ کسی صحیح سند سے حدیث میں سترہ کا لفظ نہیں دکھا سکتا۔ جس روایت کا حوالہ دیا ہے اس میں سترہ کی بجائے عشرہ کا لفظ ہے اور روایت بھی ضعیف ہے اس کی سند میں عبدالحمید بن جعفر ہے (۱۷) اس کا راوی محمد بن عمرو بن عطاء ۲۰ھ میں پیدا ہوا۔ وہ دس پندرہ سال کی عمر میں ہی یہ روایت کر سکتا ہے جبکہ اُن ۱۷ میں سے حضرت زیدؓ ۴۵ھ، حضرت ابومسعودؓ ۳۸ھ، حضرت [illegible] ۳۲ھ، حضرت عمارؓ ۳۸ھ، حضرت ابو قتادہؓ صحیح قول پر ۳۸ھ، حضرت محمد بن مسلمہؓ ۴۳ھ، حضرت ابواسیدؓ ۳۰ھ، حضرت حسنؓ ۴۹ھ میں انتقال فرما چکے تھے۔ تو رفع یدین کے ثبوت کے لئے یہ پرانی قبریں اکھاڑ کر ایک مردہ کانفرنس کیسے قائم کی گئی۔ بانی فرقہ حدیث اور تاریخ دونوں سے لاعلم ہے۔ (۱۸) صفحہ ۳۵۵ پر حضرت وائلؓ کی حدیث جو ابوداؤد سے نقل کی ہے اُس کے ساتھ صراحت تھی کہ تمام صحابہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے بانی فرقہ نے یہاں بہت بڑی خیانت کی ہے (۱۹) حمید بن ہلال کی روایت کی سند میں ابی ہلال راسبی ضعیف ہے اور اس میں نہ رکوع کی رفع یدین کا ذکر ہے۔ نہ تیسری رکعت کے شروع کا

ہے (۴۰) سعید بن جبیر کے اثر میں الحسین بن عیسٰی ضعیف اور عبدالمالک بن سلیمان بھی ضعیف ہے۔ ایک ہی مسئلہ میں بیس جھوٹ ہیں۔ پھر کسی ایک حدیث میں بھی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اکابر صحابہ میں سے ایک صحابی بھی ہمیشہ یہ اختلافی رفع یدین کرتے رہے (۴۱) مسئلہ قرأۃ خلف الامام میں سکتات میں قرأۃ کی حدیث ص ۳۲۸ پر حضرت عبداللہ بن عمرو سے نقل کی ہے اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے سند میں امام بیہقی مقلد امام شافعی، ابوعبداللہ رافضی، محمد بن عبداللہ الشیبی ، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کی توثیق ثابت نہیں ابوالصلت الھروی، رافضی خبیث۔ ابو معاویہ مرجئی خبیث عمرو بن محمد اور شعیب بن محمد مدلس۔ بانی فرقہ کے علم و انصاف کا یہ حال ہے کہ ایک ہی سند میں دو رافضی، دو مزید فرقہ پرست دو مجہول اور مدلس ہیں مگر سند صحیح ہے ناطقہ سربگریبان ہے کہ اسے کیا کہیے (۴۲) صفحہ ۳۳۳ پر پھر عبداللہ بن عمرو کی حدیث نقل کی ہے اور سند کو حسن کہا ہے جب کہ سند میں بیہقی مقلد امام شافعی عبدالحمید بن جعفر منکر حدیث دونوں فرقہ پرست مشرک ابوبکر حنفی غیر معروف ہے (۴۳) آمین بالجہر کے ثبوت میں صفحہ ۳۷۴ پر اُم الحصین سے جو حدیث نقل کی ہے اس کی سند میں ہارون الدعور رافضی، اسماعیل بن مسلم ضعیف، ابی اسحاق مدلس اور ابن ام الحصین مجہول اور بانی فرقہ اس حدیث سے استدلال فرما رہے ہیں اور اس کے فرقہ کے لوگ رات دن یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مسعود صاحب جیسا محقق کوئی نہیں اس کی اطاعت فرض ہے ، حالانکہ وہ بیچارہ علوم دینیہ میں بالکل کورا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے فتنے سے اپنے محبوب کی اُمت کو بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین